عشق ممنوع
گوہر شہوار
PARADISE IS YOURS

1

وفا کی یادگاریں تک نہ ہونگی

میری جان کوئی دن جارہے ہیں

"جانتی ہو عشق میں ایک جمع ایک، دو کیوں نہیں ہوتے"

یہ الفاظ مجادلہ کو کسی بھگولے کی طرح گھسیٹ کر یادوں کی تاریک وادی میں لے گئے۔

اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ دسمبر کی وہ معمولی سی دھند آلود صبح اپنے اندر کیا کیا طوفان لائی گی۔ معمول کے کاموں سے فارغ ہو کر اس نے وقت گزاری کے لیے فیس بک کھول لی۔ اپنی ننھی سی جان کی برتھ ڈے پک پر ڈھیروں لائکس اور کمنٹس دیکھ کر ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی۔ وہ تھی ہی اتنی پیاری۔۔ کئی سہیلیوں نے اسکی بھی تعریف کی کہ شادی اور بچوں کے بعد بھی وہ بالکل ویسی کی ویسی ہے۔۔

اسی دوران سکرین پر ای میل کا نوٹیفیکیشن ابھرا، وہ حسب معمول ای میل کو بغیر دیکھے ڈیلیٹ کرنے ہی والی تھی کہ بھیجنے والے کا نام پڑھ کر اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ بیک وقت خوشی اور غم کی کیفیت اسکے دل میں پیدا ہوئی۔

جانے اس نے کیوں رابطہ کیا ہے؟ سالوں پہلے ہمارے بیچ جو ہوا اسکے بعد میں کسی معافی تو کیا کسی رابطے کے بھی قابل نہیں تھی۔۔ کچھ جرم ناقابل معافی ہوتے ہیں۔۔

اس نے باقی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ای میل کھولی۔۔

ای میل کا سبجیکٹ اور میسج بالکل خالی تھا بس ایک آڈیو فائل آٹیچ تھی۔۔

سب سے حیران کن بات ای میل بھیجنے کی تاریخ تھی۔۔۔

اسنے دوبارہ کنفرم کیا کہیں اسکی نظریں دھوکہ تو نہیں کھا رہیں۔ وہ اگر زندگی میں کچھ بھول نہیں سکتی تھی تو وہ یہ تاریخ تھی۔ اس تاریخ کو اسکی زندگی ہمیشہ کے لیے بدل گئی۔

مگر چھ سال پہلے بھیجی گئی ای میل ابھی کیوں موصول ہو رہی ہے؟ اسکا تجسس مزید بڑھ گیا۔۔

اسنے فوراً ہیڈ فون لگا کر دھڑکتے دل کے ساتھ آڈیو فائل چلائی۔۔

وہی جانی پہچانی آواز جو ماضی کے دھند لکوں سے حال میں داخل ہو رہی تھی۔۔

میری جان! مبارک ہو آج ہمارا عشق ممنوع کامیاب ہو گیا۔۔

اب ہمیں دنیا کی کوئی طاقت ایک ہونے سے نہیں روک سکتی۔۔ تم میری خوشی کا تصور نہیں کر سکتیں، جیسے آج میری بے مقصد زندگی کو معنی مل گیا ہو، اب مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔

جانتی ہو عشق میں ایک جمع ایک، دو کیوں نہیں ہوتے۔۔

یہ گہرا راز آج مجھ پر آشکار ہو گیا ہے۔۔ آشکار کیا ہو ابس بیت گیا، اس بری امام والے مجذوب کی پیشن گوئی یاد ہے۔

کہ ہمارا عشق ممنوع کامیاب ہو گا، ہمارے لیے ایک جمع ایک، ایک ہو جائیں گے۔ اسوقت ہمیں اس گہری بات کی سمجھ نہیں آئی مگر آج وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ مجذوب واقعی اللہ والا ہے۔ وقت ملے تو اسکے پاس ضرور جانا اور میرا سلام دینا۔

جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اسکے لیے میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ شاید مقدر میں یہی لکھا تھا کہ ہمارا ملن کسی اور طرح ہو۔ ہمارا ملنا ایک معجزہ بھی ہے اور ایک گہرا راز بھی۔ آج یہ راز تم پر آشکار ہو جائے گا۔ مگر خدارا میری بات سن کر کوئی الٹی سیدھی حرکت مت کرنا اور نا ہی خود کو مجرم سمجھنا۔۔ اسی لیے میں نے یہ راز سالوں تم سے چھپایا، مجھے ڈر تھا کہ اگر یہ راز تم پر جلدی آشکار ہو گیا تو جانے تمھارا ردعمل کیا ہو۔ تمھاری خوشی مجھے سے سے زیادہ عزیز ہے۔

بس یہ یاد رکھنا۔۔

میں نے دل و جان سے صرف تمھیں چاہا ہے۔ تمھاری محبت ہی میری زندگی ہے۔ میرا دل ہمیشہ سے تمھارا تھا، تمھارا ہے اور تمھارا رہے گا۔۔

مجادلہ سانسیں روکے اس اس افسانوی حقیقت کو جاننے لگی۔۔ سخت سردی کے باوجود اسکے پسینے چھوٹ گئے، یادوں کا بھگولا اسے گھسیٹتا ہوا وہاں لے گیا جس دن سارے مسائل شروع ہوئے تھے۔

2

دیکھ لینا کسی دکھ کی کہانی تو نہیں

یہ جو آنسو ہیں کہیں اس کی نشانی تو نہیں

حوریہ کو امریکہ سے آئے کچھ ماہ ہو چکے تھے۔ ایک ویک اینڈ انھوں نے ٹریکنگ کا پلان بنایا۔

اسے صبح سویرے ٹریکنگ سوٹ اور جاگرز میں تیار دیکھ کر عفت جہاں زیر لب مسکرائیں

بھئی آج سورج کہاں سے چڑھا ہے۔۔

امی آپ کو سورج دیکھ کر نہیں لگتا یہ مغرب سے نکلا ہے۔ اس نے بھی شوخی سے جواب دیا۔

آج میرا اور حوریہ کا ٹریل فائیو پر ہائیکنگ کا پلان ہے، جلدی نکلیں گی تو سورج چڑھنے سے پہلے اوپر پہنچ پائیں گی۔

اتنی دیر میں حوریہ بھی تیار ہو کر آ گئی، اس نے سکن ٹائٹ بلیک ٹراوزر اور لال ٹی شرٹ پہنی تھی۔ یہ کپڑے اس نے مجادلہ کی پسند پر خریدے، ورنہ وہ تو خود ڈھیلے ڈھالے ٹراوزر اور ٹی شرٹس لینے والی تھی۔

دونوں کی بے تکلفی بڑھی تو مجادلہ کھل کر کہنے لگی۔ یہ کیا تم ڈھیلے ڈھالے اور آوٹ آف فیشن کپڑے پہنتی رہتی ہو۔ اتنی خوبصورت ہوتے ہوئے تمھیں بڑی مائیوں جیسی لگنے کا شوق ہے۔ حوریہ نے بھی خاموشی سے اس کی بات مان لی، جیسے اس کے اندر کسی چیز کی مزاحمت کا جذبہ ہی نہ ہو۔

اس نے آتے ہی عفت جہاں کو سلام کیا۔

جیتی رہو بیٹا۔۔

اچھا مجادلہ حوریہ کا خاص خیال رکھنا۔۔۔

نہیں امی میں تو اسے پہاڑ کے اوپر سے نیچے دھکا دے دوں گی۔۔۔

کبھی اچھی بات بھی منہ سے نکال لیا کرو، بس اول فول بکتی رہتی ہو۔۔

کچھ نہیں ہو گا امی! ٹینشن نہ لیں۔۔ یہ کہہ کر دونوں گھر سے نکل پڑیں۔۔

سکوٹی چلاتے ہی ہواؤں میں ہلکی ہلکی خوشگوار خنکی نے اس کا استقبال کیا۔ فضا میں وہی دل کو بھانے والی خوشبو جو صرف بہار میں کچھ دنوں کے لیے آتی ہے۔

یونیورسٹی سے پہلے وہ سمیر کے ساتھ ہر ہفتے ہائیکنگ پر جاتی تھی پھر نئے دوستوں کے ساتھ ایسی مصروف ہوئی کہ ہائکنگ کی طرف دھیان ہی نہیں گیا۔ پچھلے ایک سال میں اس کا وزن 5 کلو بڑھ گیا، چہرہ بھی بھرا بھرا لگنے لگا۔

اگرچہ امی کہتیں شکر ہے تمھاری کچھ صحت تو بنی پر اسے اپنا آپ موٹا لگتا۔ آخر کار اسے حوریہ سے موٹیویشن ملی جس نے روز رننگ کر کے اتنی فٹ باڈی مینٹین کی ہوئی تھی۔

کچھ دن سے اس نے بھی حوریہ کے ساتھ رننگ پر جانا شروع کیا۔ ایک کلومیٹر کے بعد ہی وہ گھاس پر لیٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگتی

عجیب مصیبت ہے۔ وہ جو چھ کلومیٹر لگاتار رننگ کرتی ہے اور مجھ سے ایک کلومیٹر بھی مشکل سے ہوا ہے۔ تف ہے بس۔۔ اب کچھ ہو جائے مجھے بھی یہ سٹیمنا بنانا ہے۔۔۔

ٹریل فائیو کی پارکنگ میں کچھ ہی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ایک دو ہیوی بائکس پر آئے لڑکوں نے انھیں اور ان کی سکوٹی کو دلچسپ نظروں سے دیکھا۔

جواب میں وہ لڑکوں کو اگنور کرتے ہوئے ان کی ہیوی بائیکس دیکھنے لگی۔ ہیوی بائیک چلانے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے، ایک بار اس نے سمیر کے دوست کی ہیوی بائک ڈیڑھ سو کلومیٹر پر چلائی۔

اف۔۔ آئی ایٹ کے اشارے سے لے کر بلیو ایریا تک۔۔۔۔

وہ ریس دیتی جاتی اور بائیک اڑتا جاتا۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی اور ہی دنیا میں ہے، جہاں وہ وقت سے بھی تیز چل رہی ہے۔ جیسے ہر چیز ممکن ہے۔

اس دن کے بعد اسے اپنی سکوٹی تو بالکل گدھا گاڑی لگتی۔۔

دو بھائیوں کی چھوٹی بہن ہونے کی وجہ سے اس کے شوق لڑکوں والے تھے۔ اسے لڑکوں کی طرح آزادی سے باہر گھومنا پھرنا، سائیکل چلانا گھر بیٹھ کر گڈیوں سے کھیلنے سے زیادہ اچھا لگتا۔ اس نے بائیک چلانا بھی بھائیوں کی ضد میں چھپ چھپ کر سیکھا۔ عجیب سا مزہ اور آزادی تھی، ویسے بھی چوری چھپے کوئی کام کرنے کا اپنا ہی مزہ ہوتا ہے۔ یہ الگ کہانی ہے کہ جب امی کو پتا چلا تو کیا شامت آئی۔۔ کافی دنوں تک گھر کا ماحول ٹینس رہا۔ پر اس نے بیک ڈور ڈپلومیسی جاری رکھتے ہوئے نہ صرف امی کا غصہ ٹھنڈا کیا بلکہ ضد کر کے اپنے لیے سکوٹی بھی لے لی۔

ہائیکنگ شروع کرتے ہی اسے سانس چڑھ گیا۔۔ یہی ہوتا ہے جب آپ سارا دن لیٹے رہو۔۔

ابھی تک حوریہ ہمیشہ کی طرح خاموشی سے اپنے اندر ڈوبی تھی۔

اسے اب حوریہ کی اس خاموشی کی عادت ہو گئی تھی۔ خاموشی اور اداسی شاید اس کی طبیعت کا حصہ ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھی جو جلدی کسی پہ نہیں کھلتے۔ لوگوں کو جان لینے کے بعد ہی اپنا آپ کھولتے ہیں۔

اس کے بر عکس مجادلہ خود ان لوگوں میں سے تھی جو ہر کسی کے ساتھ فوراً گھل مل جاتے ہیں۔ اجنبیوں کے ساتھ بھی وہ یوں گھل مل جاتی جیسے سالوں کی شناسائی ہو۔

حوریہ کے برابر رہنے کے لیے بڑی ہمت کرنی پڑی۔ اس کے چہرے پر پسینے کے شبنمی قطرے اس بات کی گواہی دے رہی تھے۔ بار بار رکنے اور پھولے ہوئے سانس کے باوجود اسکا بولنا بند نہ ہوا۔ وہ لگاتار اپنے ذہن میں آنے والی ہر بات بتاتی گئی۔ چشمے کو دیکھ کر اسکے کے چہرے پر اداسی آ گئی۔ کبھی یہاں اتنا پانی ہوتا تھا۔
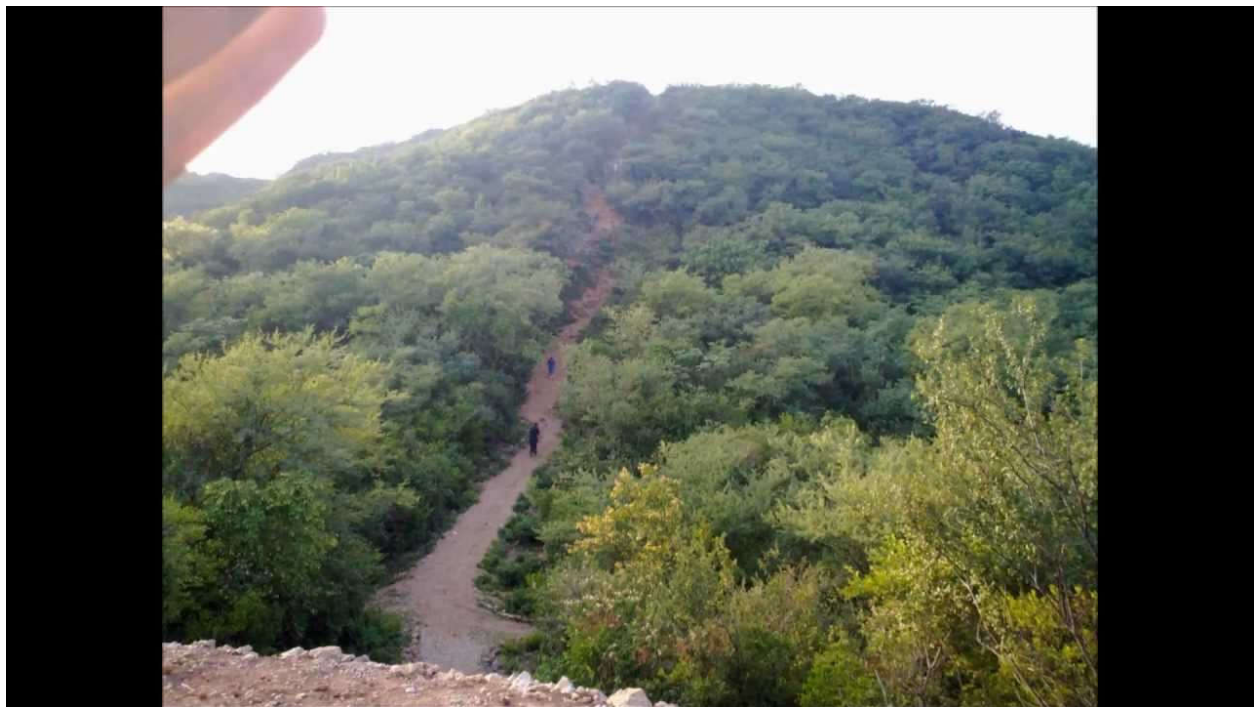
ڈیڑھ گھنٹے میں کئی سٹاپوں کے بعد وہ اس سپاٹ پر پہنچیں جہاں سے مارگلہ کی خوبصورتی کھل کر نظر آتی ہے۔ مجادلہ پتھر کے ساتھ ٹیک لگا کر سامنے کے مبہوت کر دینے والے نظارے کو دیکھنے لگی۔

یار جتنی بار بھی دیکھ لو اس نظارے سے دل نہیں بھرتا۔ یہ کہہ کر اس نے ایک گہری سانس لی۔ وہی بھینی بھنی جنگلی خوشبو جو اندر زندگی کے حیوانی احساس کو جگاتی ہے۔

دونوں کافی دیر خاموشی سے خوبصورتی کے اس جادوئی احساس کو اپنے اندر اتارتی رہیں۔

اسکی محویت کو حوریہ کی سسکیوں نے توڑا، جو سامنے دیکھتے آنسو ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔ جیسے کوئی ایسا یاد آگیا ہو جس کے ساتھ کسی ایسی ہی جگہ کچھ ایسے ہی لمحات بتائے ہوں۔

جانے بیچاری کو اتنے عرصے سے کیا دکھ کھائے جا رہا ہے۔ اسنے دلاسا دینے کی کوشش کی۔

حوریہ یکدم اس سے لپٹ کر مزید شدت سے رونے لگی۔ اسکے انداز میں کرب اور تشنگی دیکھ کر مجادلہ کی بھی آنکھوں سے آنسو آگئے۔ اس کے لیے کتنا مشکل ہو گا یوں سب کچھ چھوڑ کر ایک نئے علاقے میں خود کو ایڈجسٹ کرنا۔

کچھ دیر بعد حوریہ کی سسکیاں تو رک گئیں پر وہ بدستور اس سے لپٹی رہی۔ مجادلہ کے ذہن میں کئی سوال اٹھے پر شاید یہ وقت ان کے لیے مناسب نہیں تھا۔

تھوڑی دیر بعد حوریہ اس سے علیحدہ ہوئی اور بنا پلکیں جھپکائے اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

اس سے پہلے کہ مجادلہ کچھ سمجھتی حوریہ نے آگے بڑھ کر اسکے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

یہ سب اتنا غیر متوقع تھا کہ اسکا ذہن ماؤف ہو گیا۔

انوکھا احساس تھا، اسکے وجود کے تار جذبات کی نئی دھنیں بجانے لگے۔ کچھ دیر کے لیے تو اس پر عجیب کیف و مستی چھا گئی۔۔

اسے ہوش آیا تو حوریہ اس سے علیحدہ ہو کر دوسرے طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں شرمندگی اور احساس ندامت تھا جیسے اس نے خود اپنا راز فاش کر دیا ہو۔

مجادلہ کی سانس ابھی تک اٹکی ہوئی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

آئی ایم سوری! پلیز تم کوئی غلط مطلب نہ لینا، میں بس جذبات میں بہک گئی۔ حوریہ نے شدید ندامت سے کہا

اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہے۔ وہ خاموشی سے اٹھی اور واپسی کی طرف چل دی۔ سارا راستہ ان کے کے بیچ کو بات نہ ہوئی۔۔ گھر پہنچتے ہی وہ اپنے کمرے میں گھسی اور بنا کپڑے چینج کیے بیڈ پر لیٹ گئی۔۔

عفت جہان نے بچیوں کے گھر پہنچنے پر سکون کا سانس لیا، پر دونوں کی خاموشی اور چہروں ہر پریشانی دیکھ کر چونک گئیں۔

اللہ خیر کرے اس لڑکی کو کیا ہوا ہے۔

مجی جان خیر تو ہے؟ کچھ ہوا ہے ہائیکنگ میں آج؟ انھوں نے اسکے چہرے کو کھنگالنے کی کوشش کی۔

نہیں امی کچھ نہیں ہوا۔ کافی دنوں بعد ہائیکنگ کرنے سے تھکاوٹ ہو گئی۔ اسنے نے نظریں ملائے بغیر جواب دیا۔

اچھا چینج کر کے نیچے آؤ اور کچھ کھا پی لو۔ میں نے سٹابری شیک بنایا ہے۔

اچھا امی تھوڑی دیر میں آتی ہوں، اسنے سرہانے میں منہ چھپا لیا۔

اسکے جذبات میں اب بھی تلاتم برپا تھا۔ آنکھوں کے سامنے وہی منظر بار بار آ جاتا۔

ذہن میں ایک ساتھ کئی سوالات اٹھے، جن کے جوابات مزید سوالات پیدا کرتے۔

حوریہ کے اچانک جذباتی ہونے کے پیچھے کیا کہانی ہے؟

وہ جذباتی کیفیت میں مجھے ہی چوم رہی تھی یا کسی اور کے بارے میں تصور کر رہی تھی؟

وہ کوئی اور بھی لڑکی ہے کیا؟؟ کہیں حوریہ کا امریکہ میں کسی لڑکی کے ساتھ۔۔۔۔۔ اوہ مائی گاڈ یعنی حوریہ لیسبین ہے!!!

اس کا ذہن خالی جگہیں پر کرتا پتا نہیں کہاں سے کہاں نکل گیا۔

ایک لڑکی دوسری لڑکی کے لیے جذبات کیسے محسوس کر سکتی ہے؟ ایسا بالکل غیر فطری اور غیر مذہبی ہے اس کی بالکل بھی اجازت نہیں ہے۔

پر حوریہ جیسی لڑکی ایسی کیوں بن گئی؟ کیا یہ امریکہ جیسے آزاد ملک میں رہنے کا اثر ہے؟۔اس کی تایا امریکی معاشرے کے بارے میں شاید ٹھیک ہی کہہ رہے تھے

کہیں اسی وجہ سے تو انھوں نے حوریہ کو پاکستان تو نہیں بھیجا؟

اس کے تمام سوالوں کے جواب حوریہ ہی دے سکتی تھی۔

3

ابھی جب اس سے شناسائی بھی نہی تھی

یہ خیال و خواب کا کاروبار تب سے ہے

اسی کنفیوژن میں وہ سارا دن کمرے میں بند رہی، حوریہ نے اس سے کئی بار بات کرنے کی کوشش کی مگر اسنے اگنور کیا۔

رات کو سوچوں کے گنجل کو ٹھیک کرتے کرتے جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

ساحل سمندر پر چاند پورا تھا پر اس بار وہ ساحل کے ساتھ ساتھ کسی کا ہاتھ تھامے خاموشی سے چل رہی تھی۔ محبت کی سرشاری اسے اپنے پورے وجود میں دوڑتی محسوس ہوئی۔ یہ سرشاری اس لمحے اپنے عروج پر چلی گئی جب کسی کی سانسوں کی مہک اسے اپنے چہرے پر محسوس ہوئی۔ سپردگی کے احساس کے ساتھ اسنے اپنا چہرہ اٹھایا تو اس کی دھڑکن رک گئی۔۔

وہ حوریہ تھی۔۔۔

آنکھ کھلتے ہی اس نے خود کو اپنے بستر پر پسینے میں شرابور پایا۔ دل بہت ہی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ جسم میں سرشاری کا احساس اسے شرمندہ کر گیا۔

اس نے فوراً ذہن کو جھٹک کر کچھ سوچنے اور سوچنے کی کوشش کی مگر بار بار وہی خواب کا منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا۔

اندر کی بے چینی سے گھبرا کر وہ بستر سے اٹھ بیٹھی۔

امی اسے یوں صبح صبح یوں فریش دیکھ کر مسکرائیں۔ دیکھا کتنی فریش لگ رہی ہو۔ اسی طرح جلدی سونے اور جاگنے کی عادت ڈال لو تو کتنا ہی اچھا ہو۔

وہ ہر بات کو سنی ان سنی کرتی اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔

ناشتے کے ٹیبل پر اس کی ہمت نہ پڑی کہ وہ حوریہ کی طرف دیکھ پاتی۔ کل والے منظر سے زیادہ رات والا خواب اس کے لیے ڈراؤنا تھا۔

ناشتہ کر کے وہ فوراً گھر سے نکل گئی۔ اسے کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ کہاں جائے، مارکیٹیں بھی اس وقت نہیں کھلی ہونی۔ وہ بنا سوچے پارلر کی طرف چل پڑی۔۔

اتوار کی صبح ہونے کے باوجود پارلر میں رش تھا۔ ہر بندی کسی نہ کسی فنکشن کے لیے تیار ہونے آئی تھی۔ اس کی دوست نے کہا کہ اس کی باری کافی لیٹ آئے گی۔ چاہے تو وہ گھر چلی جائے باری کے قریب وہ اسے کال کر دے گی پر اسنے انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔۔

وقت گزاری کے لیے اس نے سائیڈ ریکس پر پڑے فیشن میگزینز کو دیکھنا شروع کیا۔ اس کی نظر ووگ میگزین پر پڑی جس کے سرورق پر دو لیسبین لڑکیاں ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے پوز کر رہی تھیں۔

امریکہ میں جب سے ہم جنس پرستوں کو شادی کو اختیار ملا ہے، تب سے مین سٹریم میڈیا میں ان لوگوں کی نمائندگی بہت بڑھ گئی ہے۔ فیشن والے لوگ تو پہلے ہی اس طرح کے ہوتے ہیں۔ پاکستان میں تو ابھی تک صرف یہی سنا اور دیکھا کہ جو لڑکے فیشن انڈسٹری میں جاتے ہیں وہ لڑکیوں جیسے ہو جاتے ہیں۔ کئیوں کے بارے میں اڑتی اڑتی افواہیں آتیں کہ وہ ہم جن پرست ہیں۔ لیکن آج تک کسی لڑکی کے بارے میں نہیں سنا

پتا نہیں کیا ہو گیا ہے زمانے کو۔۔۔

اسنے فوراً اس میگزین سے نظریں ہٹائیں۔

یا اللہ یہ ہم جنس پرستوں نے میری زندگی پر حملہ کیوں کر دیا ہے۔ ادھر گھر میں ایک لیسبین سے بھاگ کر پارلر آئی ہوں اور یہاں بھی یہی لوگ نظر آ رہے ہیں۔ اس نے جلدی سے ایک انگلش اخبار پکڑا اور اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اسے سیاست یا ملکی حالات سے کبھی دلچسپی نہیں رہی۔ کبھی کبھی تو یہ بھی بھول جاتا کہ ملک کا وزیر اعظم کون ہے۔ جب کبھی لوگ سیاست اور ملکی حالات کی بات کرتے تو اسے اپنی کم علمی کا شدید احساس ہوتا۔

ٹائم پاس کے لیے اس نے انگریزی اخبار کا انٹرٹینمنٹ پیج کھولا، اور بظاہر معمولی معمولی سی خبروں کو بھی بڑی دلچسپی سے پڑھنے لگی۔

اچھا تو شاہ رخ خان کا ایک بچہ سروگیٹ مدر سے ہے۔

عامر خان نے کہا کہ اس بار وہ پھر وزن چڑھا کر اتارے گا۔ ایک تو عامر خان کو ہر بار کچھ نہ کچھ انوکھا کرنے کا شوق چڑھ جاتا ہے۔ کبھی مونچھیں رکھ لیتا ہے تو کبھی گنج کروالیتا ہے اور کبھی پچاس سال کی عمر میں یونیورسٹی سٹوڈنٹ بن جاتا ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ فلمیں تھوڑی سی مختلف بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ کم کام کرتا ہے لیکن اچھا کرتا ہے۔

پر کیا فائدہ سلمان خان کو دیکھو وہی ہیئر سٹائل، وہی پینٹ، وہی شرٹ جسے وہ بار بار اتار دیتا ہے۔ فلمیں بھی ایک جیسی اور ایکٹنگ بھی برائے نام لیکن فلم بزنس عامر خان سے بھی زیادہ کرتی ہیں۔

حسن شہریار یاسین نے گول گپے کی دکان لانچ کر دی۔۔(اس شخص کو توبین کرو)۔۔

متھیرا نے کہا ہے کہ وہ قندیل بلوچ جیسی نہیں ہے۔(اچھا!)

میرا نے انگریزی میں انٹرویو دینے سے توبہ کرلی۔(آف کورس۔۔)

آئی ٹو آئی والے انکل نے کہا ہے کہ وہ اپنے فینز کی محبت دیکھ کر ایک فلم بنانے والے ہیں (کوئی تو روک لو)

عامر لیاقت حسین نے سرکس کھولنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔(پہلے والے کیا تھے)

مارول سٹوڈیو کی نئی سپر ہیرو فلم نے لوگوں کے دل جیت لیے۔(جو اوٹ پٹانگ آئیڈیا لے آؤ بک جائے گا)

ایک مشہور ایکٹریس ایک دوسرے مشہور ایکٹر کے ساتھ چھپ کر پان کھاتی نظر آئی۔(پہلے کوئی سگریٹ والی تھی)

وہیں خبروں میں نیچے ایک ہالی وڈ کی فلم کا ریویو تھا۔

"آئی کانٹ تھنک سٹریٹ "یعنی میں سیدھا نہیں سوچ سکتی۔
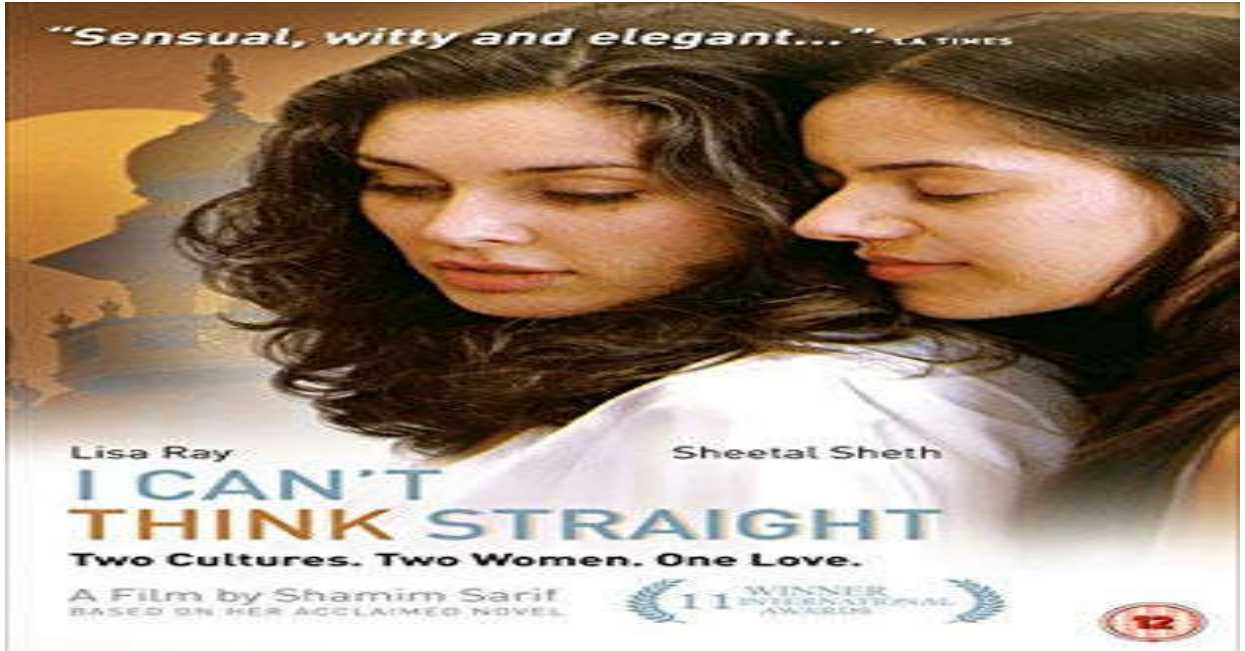
فلم کی کہانی ایک برٹش انڈین لڑکی لیلیٰ اور لبنانی لڑکی تالہ کے گرد گھومتی ہے۔ تالہ کی شادی ہونے والی ہے۔ دونوں کی ملاقات اتفاق سے ہوئی اور یہ ملاقات دوستی میں بدل گئی۔ ایک کے بعد ایک اتفاق کے ذریعے دونوں ایک دوسرے کے قریب آتی گئیں۔ تالہ لیسبین ہے لیکن اپنی فیملی اور معاشرے کے دباؤ کی وجہ سے اظہار نہیں کرتی۔ جبکہ لیلیٰ کو تالہ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے احساس ہوا کہ وہ بھی اندر سے لیسبین ہے، تبھی اسے لڑکوں میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہوتی۔ دھیرے دھیرے تالہ کی محبت لیلی کے دل میں گھر کر گئی۔

لیلی نے جب اپنے گھر میں اس بات کا اظہار کیا تو اسے اپنی ماں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اگرچہ اس کے باپ کی ہمدردیاں اس کے ساتھ تھیں پر لیلی گھر چھوڑ کر علیحدہ ہو گئی۔ رفتہ رفتہ دونوں کے بیچ شدید محبت پیدا ہو گئی۔ ادھر تالہ اپنی شادی کینسل کرنے میں پس و پیش دکھاتی ہے۔ لیلی اسے تالہ کی بیوفائی سمجھتے ہوئے دلبرداشتہ ہو جاتی ہے۔

دونوں کی محبت کے بیچ سماج، رسم و رواج، مذہب اور جانے کیا کیا آجاتا ہے۔ آخر میں ان کی محبت جیت جاتی ہے اور وہ آپس میں شادی کر لیتی ہیں۔ فلم کی کہانی رائٹر اور ڈائریکٹر شمیم صارف کی اپنی زندگی سے ماخوذ ہے۔

کیا!!!

مجادلہ کہانی پڑھنے کے بعد سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ یہ کچھ دنوں میں دنیا بدل گئی ہے یا مجھے پہلی بار اس چیز کا احساس ہو رہا ہے کہ میرے اردگرد ہم جنس پرستی نام کی ایک چیز پائی جاتی ہے۔

4

وقت سے پوچھ رہا ہے کوئی

زخم کیا واقعی بھر جاتے ہیں

شام کے قریب جب وہ گھر پہنچی تو عفت جہاں کے چہرے پر جان آئی۔

کدھر غائب ہو صبح سے، فون تک گھر چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ پریشانی سے میرا برا حال ہو گیا ہے۔

پارلر گئی تھی امی اور کہاں جانا ہے، میں سمجھی اتوار کی صبح رش کم ہو گا اسی لیے فارغ ہو جاؤں گی پر وہاں تو ڈبل رش تھا۔

کم از کم بتا تو دیتیں۔۔ ہر وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتی ہو۔۔

وہ امی کی باتوں کو سنی ان سنی کرتی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ فریش ہونے کے بعد وہ بستر پر لیٹ کر اپنے میسجز دیکھنے لگی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ حوریہ کو کس طرح ٹریٹ کرے۔ اپنی امی کو کیا بتائے جو اسے بہو بنانے کے چکر میں ہیں۔ یقیناً اسے پاکستان بھیجنے کے پیچھے بھی ایسی ہی کوئی کہانی ہو گی، جس سے تایا تائی واقف ہیں۔

یہ ساری باتیں سوچتے سوچتے وہ ہائیکنگ والا واقعہ پھر یاد آیا تو اس کے جذبات میں تلاطم مچ گیا۔ اپنے جذبات پر اسے شرمندگی اور پھر غصہ آنے لگا۔ کیونکہ اس واقعے نے اسے زندگی میں پہلی بار ایسے جذبات سے آگاہ کیا جس سے وہ ناآشنا تھی۔ جن کو محسوس کرنے کی خواہش تو ہمیشہ اس کے دل میں تھی پر انھیں اس طرح محسوس کرنے کا تو اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

اسے ان سوچوں سے کسی کے کھنکارنے کی آواز نے نکالا۔

دروازے پر حوریہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔

اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر حوریہ یہی سمجھی کہ شاید اس نے بے وقت ڈسٹرب کیا ہے۔

آئی ایم سوری! میرا خیال ہے میں نے تمھیں ڈسٹرب کیا ہے۔۔۔۔ میں پھر آ جاؤں گی۔۔

نہیں پلیز آؤ میں فارغ ہوں۔۔۔۔ وہ تو میں بس ویسے ہی۔۔۔۔۔۔۔

یو شیور۔۔۔

ہاں ہاں ضرور۔۔۔۔ آؤ بیٹھو۔۔ اسنے لیپ ٹاپ اٹھا کر سائیڈ پر کیا اور حوریہ کو بیڈ پر بیٹھنے کا کہا۔ وہ جھجکتے جھجکتے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

دونوں کے بیچ زیادہ فاصلہ نہیں تھا، اسکا دل چاہا تھوڑا سا ہٹ کر بیٹھے مگر حوریہ کی دل آزاری کا سوچ کر وہیں بیٹھی رہی۔ جانے وہ اس سے کیا بات کرنے آئی تھی۔

وہ حوریہ آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی، بس نظریں جھکائے اپنے پاؤں کی نیل پالش کو دیکھتی رہی۔

مجادلہ! دراصل میں کل سے سلسلے میں تم سے بات کرنے آئی تھی، پتا نہیں تم کیا سوچتی رہی ہو گی۔ واپس آ کر بھی تمھارا موڈ آف رہا، آج بھی سارا دن تم گھر سے باہر رہی ہو۔ آئی نو تم اپ سیٹ ہو اسی لیے میں تم سے معافی مانگنے آئی ہوں۔

آئی ایم سوری۔۔

کل جو ہوا وہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا، وہ میں بس خود پر اختیار کھو بیٹھی تھی۔ تم بس اسے ایک برا خواب سمجھ کر بھول جاؤ، ایسا پھر کبھی نہیں ہو گا۔ مجادلہ نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو اسے اپنی آنکھوں میں جھانکتا دیکھ کر فوراً نظریں نیچی کر لیں۔

کافی دیر دونوں میں خاموشی رہی۔ اسے سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے۔ اس کے زہن میں کئی سوال اٹھے جن کے جواب صرف حوریہ دے سکتی تھی۔

اٹس اوکے۔۔۔ہاں مجھے بہت عجیب لگا، میرے زہن میں بہت سی باتیں اور سوال اٹھ رہے ہیں۔۔ اسنے سوالیہ نظروں سے حوریہ کو دیکھا۔

اسنے ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔

کیا ہم اس بات کو ئی ہمیشہ کے لیے دبا کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ کیونکہ سوالات کے جوابوں سے مزید سوالات جنم لیں گے اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ زندگی میں ہمارے پاس کسی بھی چیز کا اختیار نہیں ہے، ہماری پسند ناپسند اور فطرت تک ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ میرا ماضی امریکہ میں دفن ہو چکا ہے۔ اسنے اداسی سے کہا جیسے کوئی بہت عزیز چیز بچھڑ گئی ہو۔

کیا اسی ماضی کا بھوت ہم نے کل دیکھا تھا؟ وہ اپنے سوال کو نا روک پائی۔

حوریہ نے یکدم چونک کر اس کی طرف دیکھا جیسے اس کے لہجے کے طنز کو جان گئی ہو۔

مجادلہ پلیز۔۔۔۔ ہم اس بات کو بھول نہیں سکتے کیا۔۔ اسکے لہجے میں التجا تھی۔

بھلانے کی کوشش تو کر رہی ہوں لیکن قدرت بھی بہانے بہانے سے مجھے وہ واقعہ یاد دلانے کی سازش کر رہی ہے۔ خواب میں بھی۔۔۔۔۔ اسکا رنگ شرم سے لال ہو گیا۔۔۔

حوریہ نے پریشانی میں اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

پلیز مجھے معاف کر دو، یقین مانو جو ہوا وہ محض ایک حادثہ تھا۔ میں تمھارے بارے میں ہر گز نہیں سوچ رہی تھی۔ مجھے تو لگا کہ۔۔۔ کہ میرے ساتھ گلشفتہ بیٹھی ہے۔

اسے اپنے ہاتھ میں سنسنی محسوس ہوئی۔۔

گلشفتہ! یہ کون ہے؟ اسنے معنی خیز نظروں سے حوریہ کو دیکھا، جسکی آنکھوں میں نمی آگئی اور اس نے منہ پھیر لیا۔

حوریہ! میں یہ تو نہیں جانتی یہ گلشفتہ کون ہے، وہ جو بھی ہے تمھارے لیے بہت خاص ہے۔ جس کا چہرہ تم دوسروں کے چہروں میں ڈھونڈتی ہو اور جس کا نام تمھاری آنکھوں میں آنسو لے آتا ہے۔

شاید اسے ہی محبت کہتے ہیں۔

حوریہ کی سسکیاں بڑھ گئیں۔

میں نہیں جانتی تمھارے ساتھ کیا ہوا ہے لیکن میں تمھارا درد محسوس کر سکتی ہوں۔ رہی کل کی بات تو اس کی تم ٹینشن نا لو وہ میرے سینے میں دفن ہے۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ اس نے حوریہ کا ہاتھ تھپتھپایا۔ اسے اس اداس سی لڑکی سے ہمدردی ہونے لگی تھی۔۔

وہ کہتے ہیں غم بانٹنے سے کم ہوتا ہے۔۔ جب بھی تم غمگین ہو تو میں ایک دوست کی طرح تمھارے لیے موجود ہوں

حوریہ نے متشکرانہ انداز سے اسکی جانب دیکھا۔۔

تھوڑی دیر دونوں کے بیچ خاموشی رہی پھر حوریہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

اسکے جانے کے بعد بھی وہ اسی کے بارے میں سوچتی رہی۔ سمجھ نہیں آرہی تھی وہ حوریہ کو اب کس نظر سے دیکھے، اپنی مستقبل کی بھابھی کے طور پر یا ایک دوست کے طور پر۔۔

کہتے ہیں آپ کی پہلی کس بہت خاص ہوتی ہے جو آپ کو ساری زندگی یاد رہتی ہے، اب کیا مجھے ساری زندگی یہی یاد رہے گا کہ میری پہلی کس ایک لیسبین کے ساتھ تھی۔ آہ۔۔۔ زندگی بھی کیسے کیسے مذاق کرتی ہے۔

5

دے جاتے ہو مجھ کو کتنے رنگ نئے

جیسے پہلی بار ملے ہو، تم بھی نا!

یونیورسٹی میں جب سمیر کال آئی تو اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔

ہے بڈی! ہاؤ آر یو۔۔ کتنے ہفتے ہوگئے کہاں غائب ہو۔۔۔

کہیں نہیں یار وہ بس کچھ پڑھائی اور گھر کے مسئلوں میں الجھا ہوا تھا، اب جا کر فارغ ہوا ہوں۔

تم سناؤ کیا ہو رہا ہے؟

آہ! مت پوچھو، بہت کچھ ہو رہا ہے جس کی سمجھ نہیں آرہی۔۔

کیا ہوا؟ خیریت تو ہے نا؟ اس کے لہجے میں تشویش ابھری۔

ہاں خیریت ہی ہے ملو گے تو بتاؤں گی۔۔

آج شام فارغ ہو تو میں تمھیں پک کر لیتا ہوں۔۔

آج شام؟؟

یار آج تو کلاس کا گیٹ ٹو گیدر ہے، لیکن کیا یاد کرو گے تمھارے لیے یہ قربانی بھی دے دیتی ہو۔۔

سمیر ہنس پڑا۔

شام کو دونوں چائے خانہ میں بیٹھے تھے۔ سمیر جینز اور بلیک ٹی شرٹ میں بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔

بڑی لکنگ کول۔۔۔کسے قتل کرنے کا ارادہ ہے۔۔اس نے روایتی شوخی سے کہا۔

سمیر نے شرماتے ہوئے قہقہہ لگایا۔

نہیں سیر یسلی وہ نائن او کلاک پوڈل کٹ والی لڑکی بڑی کن اکھیوں سے تمھیں دیکھ رہی ہے، کہو تو کچھ تمھاری سیٹنگ کرانے میں مدد کرتی ہوں۔

سٹاپ اٹ یار! تمھیں معلوم ہے مجھے ان باتوں میں دلچسپی نہیں۔ اس نے ہلکی سی ناراضگی سے کہا۔

وہ سنجیدہ ہو گئی۔ یار میں تو مذاق کر رہی تھی۔ اچھا چھوڑا یہ بتاؤ کہاں غائب رہے ہو اور کیا کام پڑ گئے تمھیں۔۔

بس یار ایک انٹرنشپ کر رہا تھا جسے یونیورسٹی کے ساتھ مینج کرنا مشکل ہو گیا، ساتھ میں کچھ کراچی میں ہماری پراپرٹی کے مسئلے جنھیں حل کروانے کے لیے تین چار چکر لگے۔ اوپر سے کزنز کی شادیاں۔۔

اچھا اب سمجھی شادیاں انجوائے ہو رہی ہیں، کام تو بس بہانہ ہے۔۔ وہ اپنی ٹون میں واپس آنے لگی۔

انجوائے کہاں۔۔۔

تبھی میں کہوں تمھیں شادی کی تصویروں میں ٹیگ کیوں کیا جا رہا ہے۔ ایک تو تمھارے کزنز بھی سو سو تصویریں اپ لوڈ کر دیتے ہیں کون دیکھے۔۔

بس کراچی والے بھی عجیب ہیں۔۔۔

اب میرے کزنز کو ہی دیکھو، دونوں کی عمر تیس سے اوپر ہو چکی ہے، دونوں کنسٹرکشن کا کام کرتے ہیں۔ میٹرک فیل ہیں پر ڈیمانڈ یہ ہے کہ لڑکی گھریلو، شریف، انتہائی خوبصورت، اور ڈاکٹر جس کی عمر اٹھارہ انیس سال سے زیادہ نہ ہو۔

اٹھارہ انیس سال کی لڑکی اور ڈاکٹر۔۔۔ وہ ہنس پڑی۔۔

اور سنو۔۔ اوپر سے وہ شادی کے بعد نوکری نہیں کرے گی۔۔۔ ارے بھائی تمھیں پھر ڈاکٹر چاہیے ہی کیوں۔۔۔

اسی تلاش میں دونوں چار سال سے خوار رہے، دونوں نے کوئی پچاس پچاس لڑکیاں ریجیکٹ کیں۔۔۔

مجھے تو لگتا ہے جیسے پورے کراچی میں ڈاکٹر بہو لانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔۔

وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئی۔۔

جب بھی وہ سمیر کے ساتھ ہوتی، دونوں کسی نہ کسی بات کا شغل لگاتے رہتے۔ وہ اپنے انداز سے عام سے عام بات میں بھی شغل پیدا کر دیتا۔۔

بحر حال ان کی شادی نے میرے گھر میں مسئلہ ڈال دیا ہے۔ امی نے سوچا ہے میرے لیے ابھی سے ڈاکٹر بہو دیکھنا شروع کر دیں تا کہ میرے یونیورسٹی سے فارغ ہونے تک کوئی نہ کوئی بات بن سکے۔۔

اچھا جی۔۔ تو جناب کے رشتے کی بات چل رہی ہے تبھی تو اتنے کول بن کر پھر رہے ہیں۔۔۔۔ بیسٹ آف لک یار۔۔۔۔

ارے نہیں۔۔ میں نے امی کو سختی سے منع کر دیا ہے کہ میرے لیے کچھ ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی لائف پارٹنر خود ڈھونڈ لوں گا۔۔

واؤ۔۔ براوو۔۔۔ یہ ہوئی نا بات۔۔ جوتیاں تو نہیں پڑیں آگے سے۔۔

نہیں امی ابو کو پتا ہے کہ میں ہر معاملہ سوچ سمجھ کر کرتا ہوں تو اس یہاں بھی انھیں مایوس نہیں کروں گا۔ ویسے بھی اب پرانا دور نہیں رہا۔ لڑکا لڑکی کی انڈرسٹینڈنگ ہونا بہت ضروری ہے۔

یہ تو ہے۔۔

اچھا میری چھوڑو۔۔ تم سناؤ کیا چل رہا ہے۔؟ فون پر تم کہہ رہی تھیں کہ بہت کچھ چل رہا ہے جس کی سمجھ نہیں آ رہی۔

آہ! ہا۔۔۔ اس نے گہری سانس لی۔۔ اب وہ سمیر کو کیا بتائے

اس نے پچھلے ڈیڑھ مہینے کی کہانی کٹ شارٹ کر کے سنائی کہ کیسے حوریہ ان کے گھر میں آ گئی ہے اور امی اسے بہو بنانے کا سوچ رہی ہیں۔

حوریہ کے ہم جنس پرست ہونے اور ماضی کے بارے میں باتیں وہ گول کر گئی۔

تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔۔ سمیر نے ساری کہانی غور سے سننے کے بعد کہا۔۔

وہ عجیب مخمصے کا شکار ہو گئی، سمیر اس کا بہترین دوست تھا پر حوریہ کے بارے میں بتانا شاید ابھی مناسب نہیں۔۔۔ اس نے بات کو گول مول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔۔

مسئلہ تو بظاہر اتنا نہیں!

بس وہ تھوڑی عجیب ہے مجھے نہیں لگتا وہ کبھی ہمارے یہاں کے ماحول میں کر پائے گی۔ معلوم نہیں اسے بھابھی بنانا بھی مناسب ہو گا یا نہیں؟

اوہو مجی تم بہت دور کا سوچ کر پریشان ہو رہی ہو۔۔ ابھی تو کچھ ہونے میں کافی ٹائم ہے۔۔۔ وہ نئی نئی یہاں آئی ہے اسے ایڈجسٹ ہونے میں ٹائم لگے گا۔۔ شاید کچھ عرصے میں وہ یہاں کے ماحول کی عادی ہو جائے۔۔

پتا نہیں۔۔۔ شاید وہ کبھی نہ بدلے۔۔ وہ گہری سوچ میں بولی۔۔

بائی دے وے فیس بک پر تمھاری اور اس کی ہائیکنگ کی تصویریں دیکھ کر مجھے مسئلہ کچھ اور لگتا ہے۔ سمیر نے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

ہیں۔۔۔ کیا لگتا ہے تمھیں!! وہ ڈر گئی۔ کہیں اسے حوریہ کے بارے میں شک تو نہیں ہو گیا، پر میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔

بھئی وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔ بالکل کرسٹین سٹیورسٹ جیسی۔۔۔

اچھا جی! کہیں جناب کا دل تو نہیں آ گیا اس پر، اسی لیے مجھے یہاں اپنی سیٹنگ کروانے کے لیے بلایا ہے۔۔

تم بھی حد کرتی ہی ہو۔۔۔

مجھے بس یہ لگتا ہے، اس کے آنے سے گھر میں تمھاری اہمیت کم ہو گئی ہے۔ پہلے سب تمھیں شہزادی سمجھتے تھے، اس کے آنے سے سب کو لگا اصل شہزادی تو اب آئی ہے۔۔ سمیر نے اکساتے ہوئے کہا۔۔۔

سمیر کے بچے! میں نے یہ کافی تمھارے اوپر پھینک دینی ہے جو مجھ سے ایسی بات کی۔۔ اس نے مصنوعی غصے سے کہا۔

ارے ارے رحم کیجیے۔۔ غلام معافی کا خواستگار ہے۔۔۔ اسنے شرارتا ایک ہاتھ کان کو لگایا۔۔

جاؤ معاف کیا کیا یاد کرو گے۔۔۔

پرنسس بہت دل والی ہیں۔۔۔

اچھا صرف دل والی۔۔۔۔

نہیں میرا مطلب ہے بہت ہی خوبصورت اور دل والی۔۔۔ اسکے لہجے میں یکدم محبت ابھر آئی۔۔

مجادلہ کی مسکراہٹ دھیرے سے غائب ہو گئی۔۔

سمیر کی آنکھوں میں ایسے جذبات تھے جو اس نے آج سے پہلے نہیں دیکھے۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا، یہ شام اپنے اندر طوفان لیے ہوئے تھی۔

اسے سمجھ نہ آئی کہ کیا کہے۔۔

سمیر نے ہولے سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ سکتے میں آ گئی۔

پہلے بھی کئی بار سمیر نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا، پر اس دن کی بات الگ تھی۔

کیا کر رہے ہو؟ اسنے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا تو ایک دو آنٹیوں کو معنی خیز نظروں سے اپنی طرف دیکھتا پایا۔۔

دیکھنے دو، مجھے نہیں پروا۔۔۔

یار مجھے نہیں پتا یہ سب باتیں کیسے کی جاتی ہیں۔۔ سمیر آنکھیں جھپکائے بنا اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

کیسی باتیں! اسنے دھڑکتے دل سے کہا

دونوں کے بیچ تھوڑی دیر خاموشی رہی۔۔

آئی لو یو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے کرنٹ لگا۔۔

یہ اچانک تمھیں کیا ہو گیا ہے۔۔ اس نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

اچانک نہیں ہوا۔۔ بہت عرصے سے یہ بات میرے ذہن میں چل رہی تھی پر تم سے کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔۔۔۔

یار مجھے نہیں معلوم محبت کیا ہوتی ہے پر جب جب میں نے تمھارے بارے میں سوچا میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، تمھارے ساتھ ہوتے اور تم سے بات کرتے مجھے عجیب سی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اب جب کچھ عرصے کے لیے تم سے دور ہوا تو عجیب سی بے چینی رہی۔

گھر میں شادی کی بات چلی تو یقین جانو میرے دل میں صرف ایک خیال آیا اگر میں کسی لڑکی کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں تو وہ صرف تم ہو۔۔۔۔

اسکا چہرہ لال ہو گیا

یار مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کہوں۔۔۔ میرا مطلب ہے یو آر سویٹ اینڈ دی بسٹ۔۔ لیکن یوں اچانک۔۔۔

سمیر کا چہرہ شدت جذبات سے دمک رہا تھا۔۔

میں تم پر کوئی چیز مسلط نہیں کرنا چاہتا، میں بس جو میرے دل میں ہے اس کا اظہار کر رہا ہوں۔۔۔۔ میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ تم میری محبت کا جواب لازما محبت سے دو۔ ہاں میں اپنی دوستی کی بنیاد پر اتنا ضرور کہوں گا کہ تم اس بات پر سنجیدگی سے سوچنا ضرور۔

اگر پھر بھی تم سمجھو کہ میں تمھاری محبت کے قابل نہیں۔۔۔ یا تمھاری زندگی میں کوئی اور۔۔۔

سمیر!! میری زندگی میں کوئی نہیں ہے۔۔ اور یہ مت کہو کے تم میری محبت کے قابل نہیں۔۔۔۔ اس نے تڑپ کر کہا۔

سمیر کے چہرے ہر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔۔۔

بات صرف یہ ہے کہ میں نے کبھی محبت یا شادی کے بارے میں سوچا نہیں۔۔۔ مجھے نہیں معلوم محبت میں کیسا محسوس ہوتا ہے۔۔ اب اگر میں تم سے کہوں کے میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں تو یہ جھوٹ ہو گا، ہاں اگر مجھے محبت ہو سکتی ہے تو وہ شاید تم ہی ہو۔۔

وہ فوراً اپنی کنفیوز حالت کو بتا کر سمیر کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی۔۔

سمیر اس کی بات سے یہی سمجھا کہ وہ بھی اندر سے اسے چاہتی ہے بس لڑکیوں والی روایتی جھجھک سے کام لے رہی ہے۔

وہ خوشی میں بتانے لگا کہ اس نے گھر میں اپنی امی کو اشارہ دیا ہے کہ وہ مجادلہ کو پسند کرتا ہے، ان کا ردعمل بھی کافی حوصلہ افزا ہے۔

پلیز ابھی فوراً کچھ مت کرو۔۔۔ آئی مین ابھی تو ہماری تعلیم شروع ہوئی ہے، ابھی سے شادی کی باتیں کرنا کچھ عجیب لگ رہا ہے، دوسرا مجھے کچھ وقت دو میں اپنے جذبات کو تو سمجھ سکوں۔ ابھی بہت کنفیوزن ہے۔

ٹھیک ہے، ٹیک یور ٹائم۔۔۔ میں تمھارا انتظار کروں گا۔

اس کے بعد دونوں کے بیچ زیادہ بات نہیں ہوئی۔ اسکا ذہن مزید کنفیوز ہو گیا۔ گاڑی میں بیٹھ کر بھی وہ کھوئی رہی۔ کبھی کبھی وہ سمیر کی باتوں پر بے دھیانی میں مسکرا دیتی۔ گھر کب آیا اسے پتا ہی نہ چلا، وہ خالی نظروں سے باہر دیکھتے ہوئے جانے کیا کیا سوچتی رہی۔

سمیر کے کھنکارنے سے وہ حقیقت میں آئی۔

اوکے بڈی۔۔ پھر ملتے ہیں۔۔ پتا نہیں اب یہ الفاظ اس کے ہونٹوں سے ادا کرتے عجیب سا لگا، جیسے کوئی رشتہ تبدیل ہو گیا ہو۔

پہلے عموماً وہ الوادع کے وقت گلے بھی مل لیتے تھے پر آج وہ ایسا کرتے ہچکچا گئی اور صرف ہینڈ شیک پر اکتفا کیا۔

سمیر نے بہت ہی محبت سے اس کا ہاتھ تھاما جیسے کوئی کانچ ہو۔۔

اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور جلدی سے گھر کی طرف چل دی، وہ ٹھنڈی سانس لے کر اسے گھر کی طرف جاتا دیکھتا رہا۔

گھر میں داخل ہونے سے پہلے اسنے پلٹ کر دیکھا اور ہاتھ ہلا کر الوداع کا اشارہ کیا، جس کے جواب میں سمیر نے بھی مسکرا کر ہاتھ ہلا دیا۔

6

اچھی لڑکی ضد نہیں کرتے

دیکھو عشق برا ہوتا ہے

اگلے کچھ دن وہ شدید کشمکش کا شکار رہی، آیا میں سمیر کی محبت قبول کروں یا نا۔۔

ناقبول کرنے کی کوئی واضح وجہ بھی نہیں،

پر مجھے اپنے دل میں وہ محبت کا جادوی احساس کیوں محسوس نہیں ہو رہا۔ وہ چاہے جانے اور چاہنے کا احساس جس کے بارے میں محبت میں گرفتار سب لوگ بتاتے ہیں۔ وہ محبت جس میں محبوب کے بغیر اک پل چین نہیں آتا۔ جس کے بارے میں کہتے ہیں

یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا

ایک ہی شخص تھا جہاں میں کیا

جو زندگی کا مقصد بن جاتا ہے، جس کے بنا زندگی ادھوری اور بے مقصد ہوتی ہے۔ جس کے چہرے کے علاوہ کسی کا چہرہ اچھا نہیں لگتا۔ شاید سب لوگ جھوٹ ہی بولتے ہیں۔ محبت میں کچھ ایسا ویسا محسوس نہیں ہوتا۔ لوگ بس بڑھا چڑھا کر باتیں بتاتے ہیں۔

تیرے دل میں میری سانسوں کو پناہ مل جائے

تیرے عشق میں میری جاں فنا ہو جائے

تبھی اسے حوریہ کا خیال آیا، اس لڑکی کی محبت سماج، مذہب اور فطرت سب کے خلاف ہے، جس میں اتنی شدت ہے کہ اپنی محبوب کا نام سن کر ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ دوسروں کے چہروں میں اسے اس کا چہرہ نظر آتا ہے۔

ایک احساس حسرت نے اس کے دل میں جنم لیا، جانے لوگوں کو ایسی محبت کیسے ہو جاتی ہے۔

کیا مجھے محبت کے بارے میں اپنی دوستوں سے ڈسکس کرنا چاہیے؟

نہیں!

وہ مجھے کیابتائیں گی۔ ان سب کی محبت بھی تو ایسی نہیں ہے، وہ تو بس ہر وقت آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے رہتے ہیں۔ پھر مہینوں ان کے بیچ ناراضگی رہتی ہے۔ لڑکے تو ویسے بھی ادھر ادھر منہ مارنے کے عادی ہوتے ہیں، جس دن انھیں کوئی اچھی ملتی ہے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ بعد میں یہ کچھ دن رو دھو کر ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

ان سے پوچھوں گی تو وہ یہی مشورہ دیں گی، فوراسے پہلے قبول کر لو، اچھے لڑکے آج کل بالکل نہیں ملتے۔ اوپر سے سمیر جیسا لڑکا، جو ہینڈسم ہونے کے ساتھ شریف بھی ہے، لونگ اینڈ کیرنگ ہے، تم دونوں میں انڈرسٹینڈنگ بھی بہت ہے، اچھی فیملی سے ہے اور تمھیں کیا چاہیے۔

وہ سب تو ٹھیک ہے پر مجھے اس کے بارے میں ایک دوست سے بڑھ کر کچھ محسوس کیوں نہیں ہوتا؟۔۔

تبھی اسے کسی کا ہاتھ اپنے کندھے پر محسوس ہوا، وہ ڈر کر مڑی تو حوریہ کا مسکراتا چہرہ دکھائی دیا۔

اف۔۔!ڈرا ہی دیا تم نے۔۔

اور تم اتنی سی بات پہ ڈر گئیں۔۔ اتنی ڈرپوک لگتی تو نہیں ہو تم۔۔

ہاں ڈرپوک تو نہیں ہوں۔۔پر کبھی کبھی بھوتوں سے ڈر لگتا ہے۔امی کہتی ہیں انھوں نے کئی بار رات کو اس لان میں کسی کو سفید کپڑوں میں چلتے دیکھا ہے۔

اچھا جی تو اگر بھوت ہوا بھی تو کیا وہ دھیرے سے تمھارے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سرگوشی میں کہے گا۔ایکسکیوز مین میڈم !میں بھوت ہوں

دونوں ہنس پڑیں۔۔

آؤ بیٹھو نا،اس طرح کھڑی کیوں ہو۔مجادلہ نے اسے اپنے ساتھ کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔

میں پچھلے کچھ دنوں سے دیکھ رہی ہوں تم کچھ اپ سیٹ ہو،ابھی بھی پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے تم پتا نہیں کن خیالوں میں کھوئی ہوئی تھیں۔میں نے دو تین بار دیکھا پھر سوچا تم سے جا کر پوچھوں تو سہی کہ سب خیر تو ہے۔

کچھ نہیں یار بس کچھ چھوٹے موٹے مسائل ہیں جن میں الجھی ہوئی ہوں،اس نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی۔

آر یو شیور۔۔میرا مطلب ہے تمھیں کوئی کنفیوژن ہے تو تم ایک دوست سمجھ کر مجھے بتا سکتی ہے۔تم خود ہی تو کہتی ہو ہم دوست ہیں۔۔۔

وہ ٹھنڈی آہ بھر کر کچھ دیر حوریہ کے چہرے کو دیکھتی رہی۔اس کے رویے میں خلوص کی جھلک تھی۔کیا میں اس سے سمیر اور اپنے بارے میں مشورہ لوں؟؟

آخر اس نے اپنے دل کی مانی اور حوریہ کو اپنے اور سمیر کے بارے میں بتا کر اپنی کنفیوژن کے بارے میں آگاہ کیا۔

اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں،کیا مجھے سمیر کی محبت قبول کرنی چاہیے یا اصلی محبت کا انتظار کرنا چاہیے؟

حوریہ نے ہمدردانہ انداز سے اس کی بات کو سنا اور گہری سوچ میں پڑ گئی۔

اپنی کنفیوژن شئیر کرنے سے اسکے دل کا بوجھ ہلکہ ہو گیا۔

دیکھو یار !تم نے مجھ پر بھروسا کر کے اپنے دل کی بات بتائی تو اس کے لیے میں تمھاری شکر گزار ہوں۔باقی رہا معاملہ محبت کا تو مجھے صرف ایک محبت کا تجربہ ہے۔وہ بھی ایسی محبت جسے کرنا تو دور کی بات جس کا نام لینا بھی ممنوع ہے۔

میں نے کبھی نہیں چاہا کہ مجھے ایسی محبت ہو۔۔۔محبت کسی بہار کی طرح میرے ویران دل میں داخل ہوئی اور اسے زندگی دے گئی۔وہ عجیب سے دن تھے،ہر وقت مجھ پر ایک خوشی اور سرشاری طاری ہوتی۔جیسے میرے دل میں خوشی کے سوتے پھوٹ پڑے ہوں۔

دوسری طرف بھی حال ایسا ہی تھا۔ ہم گھنٹوں ایک دوسرے کے ساتھ بتاتے اور ہمیں وقت گزرنے کا احساس نہ ہوتا۔ پہلی بار زندگی کے حسین ہونے کا احساس ہوا۔ پھر جس طرح اتفاق سے میری زندگی میں خوشی آئی تھی اسی طرح چلی بھی گئی۔ یہ کہنا بے معنی ہے کہ قصور کس کا تھا، بس شاید مقدر میں ہی یہ لکھا تھا۔

حوریہ کے چہرے پر اداسی آگئی۔۔

شروع شروع میں میری حالت بہت خراب رہی، ہر دم سینے میں آگ لگی رہتی۔ میں گھنٹوں روتی، اپنے بال نوچتی بے چینی اور دم گھٹنے کا احساس ہر دم ستاتا رہتا۔ قریب تھا کہ میں خودکشی کر لیتی۔۔۔

پر اب جو زندہ ہوں تو بھی جانے کیوں زندہ ہوں۔۔ دل میں زندگی کا کوئی احساس نہیں۔ دل یوں ویران ہے جیسے کوئی ویران حویلی۔۔ اور اس حویلی کی دیواروں پر صرف ایک ہی چہرہ ہے۔ حوریہ کے لہجے میں شدید اداسی در آئی۔۔

اک حویلی تھی دل محلے میں

اب وہ ویران ہو گئی ہو گی

اس نے ہمدردی سے حوریہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

اب میری یہ حالت دیکھ لو، محبت میں مجھے کیا ملا؟۔۔۔ تھوڑی سی خوشی اور بے تحاشا غم۔۔ اس لیے تمھیں اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ تمھیں صحیح والی محبت نہیں ہوئی۔ ایسی محبت کا کیا فائدہ جو نا مارے نا ہی زندہ چھوڑے۔۔

اگر تم مجھ سے پوچھو تو میں یہی کہوں گی کہ تمھیں سمیر کی محبت قبول کر لینی چاہئے۔ ویسے بھی محبت کوئی منزل نہیں بلکہ سفر ہے، ہو سکتا ہے کچھ عرصہ میں تمھارے دل میں اس کے لیے ویسی ہی محبت پیدا ہو جائے جیسا تم سوچتی ہو۔

مجادلہ کے ذہن پر سے کنفیوژن کے بادل چھٹنے لگے۔۔

سو نائس آف یو یار۔۔ تمھاری باتوں نے میری الجھن دور کر دی ہے۔ ہاں مجھے تمھاری محبت کا بہت افسوس ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے تم بھی سینے میں بوجھ لیے پھر رہی ہو۔

پلیز مجھے بتاؤ نا تمھارے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔۔ میرے ذہن کی کنفیوژن کا کچھ تعلق تم سے بھی ہے۔۔۔۔ آئی مین میرے ذہن میں تمھارے متعلق کئی سوالات اٹھتے ہیں۔

حوریہ نے نظریں پھیر لیں۔۔

کیا کرو گی میری کہانی جان کر، خوامخواہ میرے زخم پھر ہرے ہو جائیں گے اور تم پتا نہیں میرے بارے میں کیا سوچو گی۔

نہیں میں وعدہ کرتی ہوں چاہے کچھ ہو جائے تمھارے بارے میں کچھ برا نہیں سوچوں گی۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ میں تمھارے زخموں پر مرہم رکھ دوں جیسے تم نے میری کنفیوژن دور کر دی۔ آفٹر آل دوست کس لیے ہوتے ہیں۔

حوریہ نے گہری سانس لی۔۔۔

ٹھیک ہے میں تمھیں کہانی سناؤں گی پر ابھی نہیں۔۔۔ ویسے بھی رات بہت ہو گئی ہے۔

خیر ہے ویسے بھی تو میں رات گئے تک جاگتی رہتی ہوں۔۔ اس نے تجسس بھری بیچینی سے کہا۔

نہیں ابھی بالکل نہیں۔ پہلے تم سمیر کو آگاہ کرو گی کہ تمھیں اس کی محبت قبول ہے۔ ویسے بھی میں کونسا بھاگی جا رہی ہوں۔۔۔

وہ ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئی۔۔

7

زندگی کس طرح بسر ہوگی

دل نہیں لگ رہا محبت میں

مجادلہ کو یوں اچانک اپنے کمرے میں دیکھ کر سمیر کے ہوش اڑ گئے۔ اس کی امی نے بتائے بغیر ہی اسے ڈائریکٹ کمرے میں بھیج دیا۔ پرو پوز کیے دو ہفتے سے زیادہ ہو گئے پر اس کی جانب سے کوئی میسج یا کال نہیں آئی۔ اس کا دل بیٹھ گیا، عجیب سے وسوسے آنے لگے۔ صبح جب مجادلہ نے کئی بار اسکا فون کاٹا تو اسے پورا یقین ہو گیا کہ محبت کے ساتھ ساتھ اس کی دوستی بھی چلی گئی ہے۔ زندگی میں پہلی بار وہ مایوسی کا شکار ہوا۔۔ وہ سارا دن دل گرفتہ حالت میں بستر پر پڑا رہا۔۔

اب یوں اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر اسے کچھ دیر کے لیے یقین نہ ہوا۔۔ مجادلہ کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات اس کا دل مزید ڈبو گئے۔ کہیں یہ میرے کال کرنے پر تو ناراض نہیں؟

مجھے تم سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔ پلیز تیار ہو کر جلدی آؤ۔۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

اسے کچھ کہنے سننے کا موقع ہی نہ ملا، اللہ خیر کرے۔۔ پتا نہیں یہ کس موڈ میں ہے۔،

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کہسار مارکیٹ میں بیٹھے تھے۔ سارا راستہ دونوں کے بیچ کوئی بات نہ ہوئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس کے بدتریں خدشات درست ہو چکے ہیں۔ آج وہ اسے آخری بار دیکھ رہا ہے۔۔

میں اس دن سے عجیب سی کیفیت میں ہوں۔ مجھے یقین ہی نہیں ہو رہا کہ آخر تم،۔۔ ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔۔ وہ سنجیدہ انداز سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

تم کیسے ہماری سالوں کی دوستی کو یوں لمحوں میں۔۔۔۔۔ یعنی تم جیسا ہینڈسم، سمارٹ، شریف، دل کا اچھا لڑکا ایسی حرکت کیسے۔۔۔۔ میں ایسی محبت کو کیسے قبول کروں۔۔۔۔

اسکے دل پر ایک گھونسا لگا۔۔۔

پھر کچھ دن سوچنے کے بعد مجھے خیال آیا تم نے کچھ ایسا برا بھی نہیں کیا۔۔۔ اس عمر میں سب لوگ ایسا کرتے ہیں۔۔

پھر میں سوچنے لگی کہ ہماری دوستی کا کیا بنے گا، کیونکہ اس طرح کی باتوں کے بعد دوستی قائم نہیں رہتی۔۔۔ اسکا رنگ زرد ہو گیا، یعنی محبت کے ساتھ ساتھ دوستی بھی گئی۔۔

یقین مانو تمھاری دوستی سے محرومی کا سوچ کر مجھے بہت دکھ ہوا، میرے اندر ایک جنگ شروع ہو گئی۔ ایک خیال اٹھتا کہ مجھے ہماری دوستی جاری رکھنی چاہیے پھر خیال آتا میں جو بھی چاہوں ایسے حالات میں دوستی جاری نہیں رہتی۔۔

کل شام کو میں نے فیصلہ کر لیا۔۔۔ مجادلہ نے معنی خیز نظروں سے اسے کو دیکھا۔ جس کا دل ہر لفظ کے ساتھ کسی گہرے کنویں میں ڈوبتا جا رہا تھا۔

میں ہر قیمت پر ہماری دوستی برقرار رکھوں گی چاہے اس کے لیے مجھے تمھاری محبت ہی کیوں نہ قبول کرنی پڑے۔۔۔ مجادلہ نے اسی سنجیدگی سے کہا۔

اسے لگا شاید اس نے کچھ صحیح سے سنا نہیں۔۔۔

پر مجادلہ کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ اتنی دیر سے وہ سجندیگی کا ڈرامہ لگا رہی تھی۔۔ اس کے اندر کوئی پریشر والو کھل گیا

بے اختیار اس کے منہ سے قہقہہ نکل گیا، وہ بھی ہنس پڑی۔۔۔

ہنستے ہنستے اسکی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اس نے مجادلہ کا ہاتھ تھاما اور اس کی آنکھوں میں محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمھاری انھی باتوں کی وجہ سے میں تمھیں چاہتا ہوں"۔

اس نے شرما کر سر جھکا لیا۔

ہر شام وہ کسی نہ کسی بہانے سے کہیں نہ کہیں ملتے۔ ان کی آپس کی باتوں کی نوعیت بھی بدل گئی۔ بہانے بہانے سے ایک دوسرے کو یاد کرتے، ایک دوسرے کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی دلچسپی لینے کی کوشش کرتے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ سمیر کی خوشی بڑھتی ہی جاتی جیسے اس کی زندگی کو معنی مل گیا ہو۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجادلہ کے ناز اٹھاتا۔ اس کی تعریفیں کرتا، گفٹس لے کر آتا۔

شروع شروع میں مجادلہ کو یہ توجہ اچھی لگی۔ وہ اپنے دل میں چاہنے اور چاہے جانے کے احساس کے جاگنے کا انتظار کرنے لگی۔ ہر احساس پر سوچتی کہ یہ نیا احساس ہے یا پرانا۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اسے لگا کہ اس کے دل کی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اس کے دل میں چاہنے اور چاہے جانے کا آفاقی احساس نہیں جاگا۔ جب وہ اسکے ساتھ ہوتی تو اس کا ہاتھ پکڑنے سے وہ خواب والا احساس نہ جاگتا۔

دوسری طرف اب ان کا دوستی والا رشتہ بھی نہیں رہا تھا۔ وہ اب بھی اسے ایک دوست ہی سمجھتی پر اب ان میں وہ پرانی والی کوئی بات رہی ہی نہیں۔ محبت کو قبول کرنے سے ان کے بیچ کچھ حجاب آ گئے۔ دو ہی ہفتوں میں اسے اپنا یہ نیا رشتہ مذاق لگنے لگا۔ جیسے وہ محبت میں ہونے کی ایکٹنگ کر رہی ہے۔ ایسی ایکٹنگ جس کے پیچھے کوئی خلوص نہیں ہے۔ ایک بے قراری کے احساس نے دل میں جنم لیا۔

یہ میں کس مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ یہ ایکٹنگ مین کب تک چلاوں گی۔ جو سوچ کر میں نے سمیر کی محبت قبول کی تھی ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ محبت کوئی سفر ثابت نہیں ہوئی۔ کیا میرے نصیب میں محبت نہیں ہے۔ کیا سب لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔

یااللہ میں ایک بار محبت کے احساس کو اپنے دل میں محسوس کرنا چاہتی ہوں چاہے جو ہو۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

8

بندہ پرور جو ہم پہ گزری ہے

ہم سنائیں تو کیا تماشا ہو

حوریہ کے کمرے میں ناک کر کے داخل ہوئی تو ایک بہت دھیما سا انگلش گانا لگا ہوا تھا جس کے بول بہت ہی پیارے تھے۔ اسے عموما تیز گانے پسند آتے پر یہ گانا دھیما ہونے کے باوجود اس کے دل کو چھو گیا۔ جیسے اس کے دل کی کیفیت بیان کر رہا ہو۔

https://youtu.be/rlXQ05aBWIk

وہ آنکھیں بند کیے گانے کی ہر لائن کو محسوس کرتی رہی۔ میوزک بھی ایسا جو کسی جادوی دنیا میں لے جائے۔ گانا ختم ہوا تو اس کی آنکھیں کھلیں۔ اس نے حوریہ کو حیرانی سے اپنی طرف دیکھتا پایا۔

بن بتلائے مت آیا کر

آنکھو کو دھوکا ہوتا ہے

ارے تم کب آئیں۔۔۔

ابھی کچھ ہی دیر ہوئی ہے، میں بس گانے میں کھو گئی تھی۔

مجھے اس گانے کے ساتھ تمھاری کچھ خاص یادیں منسوب لگتی ہیں۔ اس نے سوالیہ نگاہ سے حوریہ کی طرف دیکھا، جسکی آنکھوں میں اداسی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اس نے کچھ نہ کہا۔

تھوڑی دیر دونوں کے بیچ خاموشی رہی۔

خیر سناؤ تم کیسی ہو اور سمیر کیسا ہے۔ بھئی مجھے تو اب اس سے ملنے کا اشتیاق ہو رہا ہے۔ ہم بھی تو دیکھیں وہ کون ہے جس کا دل تم نے چرا لیا ہے۔۔۔

یہ بات سن کر وہ اداسی سے مسکرائی۔۔

سمیر ٹھیک ہے بلکہ ضرورت سے زیادہ ہی ٹھیک ہے۔ میں نے اسے اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے وہ ضرورت سے زیادہ میرے ناز اٹھا رہا ہے جیسے میں کوئی شہزادی ہوں۔

مجھے تو یہ سب بہت آکورڈ لگتا ہے، اتنی تعریفیں اور گفٹس دیکھ کر میں پریشان ہو جاتی ہوں۔

ارے واہ! اس سے بہتر تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ظاہر کرتا ہے وہ تمھیں دل سے چاہتا ہے۔ خوش نصیب ہو ورنہ لڑکیاں تو آرزو کرتی ہیں انھیں کوئی ایسا ملے۔ اور کیا چاہیے تمھیں۔۔

وہ بے چین ہو گئی۔۔ اس کے چہرے پر تفکر کو حوریہ نے بھانپ لیا۔

کیا بات ہے تم خوش نہیں لگ رہیں۔ کچھ ہوا ہے کیا؟ ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو۔

آہ! اس نے ٹھنڈی سانس لی اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔

زندگی میں کبھی کبھی بظاہر سب کچھ ہونے کے باوجود بے چینی ہوتی ہے۔ سب کچھ ہے پر ایک کمی کا احساس ہر وقت مجھے گھیرے رکھتا ہے۔ میں وہ سب کام کر رہی ہوں جو محبت میں گرفتار لوگ کرتے ہیں پر دل میں چاہنے اور چاہے جانے کو کوئی احساس نہیں۔ جیسے یہ سب ایک ایکٹنگ ہو۔ یہی بات مجھے پریشان کر رہی ہے۔

تم بہت جلدی پریشان ہو رہی ہو۔ میرے خیال سے یہ نارمل ہے۔ تم خود کو تھوڑا وقت تو دو۔

کتنا وقت دوں، اتنے دن ہو گئے ہیں۔ سمیر کا رویہ اب پہلے سا نہیں رہا۔ محبت کے ساتھ دوست سے بھی محروم ہو رہی ہوں، اس نے پریشانی سے کہا۔

اوہو یار! اتنا مت سوچو، ابھی کچھ ہی دن تو ہوئے ہیں۔ دھیرے دھیرے محبت کا رنگ جمے گا۔ شاید تمھاری سمیر کے ساتھ دوستی اتنی پکی ہے کہ تمھیں اسے کسی اور روپ میں دیکھنا مشکل ہو رہا ہے۔

شاید۔۔

میں تو اب اسے دوست کی حثیت سے بھی نہیں دیکھ پا رہی۔۔۔ عجیب کنفیوژن ہے۔

اس کی تعریفیں پرخلوص ہونے کے باوجود میرے اندر خوشی کا احساس نہیں جگاتیں۔ جب وہ میرا ہاتھ پکڑتا ہے تو مجھے کوئی سنسنی محسوس نہیں ہوتی۔ اس کی آنکھوں میں چاہت دیکھ کر میری دھڑکن نہیں بڑھتی۔ اور اس کے آئی لو یو کہنے پر چاہے جانے کا آفاقی احساس نہیں جاگتا۔

یا تو میرے اندر کوئی خرابی ہے یا جو کچھ میں نے محبت کے بارے میں سنا ہے وہ غلط ہے۔

کونسی خرابی؟

یہی کہ میرے اندر محبت کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ اس نے اداسی سے جواب دیا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے، ہر انسان میں محبت کی صلاحیت ہوتی ہے۔ سوائے کچھ نفسیاتی مریضوں کے جو کوئی بھی جذبہ محسوس نہیں کرتے۔

شاید میں بھی ایک ایسی ہی نفسیاتی مریض ہوں جس میں محبت کی صلاحیت نہ ہو۔

اوہو! اب میں تمھیں کیسے سمجھاؤں۔ نفسیاتی مریض تمھاری طرح فنی اور زندگی سے بھرپور نہیں ہوتے، تمھیں کیا معلوم نفسیاتی مریض کیا محسوس کرتے ہیں۔ وہ بیچارے ہر دم اپنے اندر کی آگ میں جلتے ہیں، ہر دم کوئی نہ کوئی خوف اور غم انھیں کھائے جاتا ہے۔ وہ دن میں کئی بار مایوسی کی انتہا ہر جاتے ہیں جہاں انھیں ہر چیز بے معنی محسوس ہوتی ہے۔ اسی کیفیت میں وہ زندگی کو ختم کرنے کے بارے میں بھی سوچتے ہیں۔

اسے لگا جیسے وہ اپنی کیفیات کو بیان کر رہی ہو۔۔۔

محبت کی انتہا نفسیاتی مرض سے مختلف نہیں ہوتی۔۔ عقل ساتھ چھوڑ دیتی ہے اور آپ جذبات کے طوفان میں خس و خاشاک کی طرح بہتے چلے جاتے ہیں۔ ہر دم وسوسے آتے ہیں کہ کہیں اسے کچھ ہو نا جائے، کہیں وہ مجھے چھوڑ نا جائے، کہیں کوئی اسے چھین نا لے۔ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے۔ اس کی دوری میں دل بیٹھا جاتا ہے، اس کی قربت میں پیاس مزید بڑھ جاتی ہے۔ اسے تکلیف ہو تو آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ لوگوں کے لیے آپ ایک تماشا بن جاتے ہیں۔ ان کی پر خلوص نصیحتیں بھی بے اثر ہوتی ہیں۔

کچھ اور کہو تو سنتا ہوں

اس باب میں کچھ مت فرمانا

اسکے ایک ایک لفظ میں دکھ، کرب اور بے بسی تھی۔ وہ کچھ دیر کے لیے اپنی کنفیوژن بھول گئی۔

اف! میں کیا کروں، یہ درد کسی پل میری جان نہیں چھوڑتا۔ ہر دم جیسے مجھے کیڑیاں کاٹتی رہتی ہیں۔

آہ! گلشفتہ تم مجھے کیوں چھوڑ کر گئیں۔۔

حوریہ کے رونے کی شدت دیکھ کر اسکا دل بھر آیا وہ اسے گلے لگا کر رونے لگی۔

وہ ہچکیوں کے ساتھ خود کلامی کے انداز میں بولنے لگی۔

گلشفتہ کہتی مجھے تم سے پہلی نظر میں محبت ہو گئی تھی، جس دن میں پہلی بار کلاس میں آئی تو کونے میں تمھارا اداس سا چہرہ میرے دل میں کھب گیا۔

میں کہتی بڑی ڈرامے باز ہو تم۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔

اچانک اس نے میرا ہاتھ پکڑ پر اپنے سر پہ رکھ لیا۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھے موت۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیے۔۔ سٹوپڈ کچھ بھی منہ میں آئے بول دیتی۔۔ حوریہ کی رونے کی شدت بڑھ گئی۔

میں کیوں زندہ ہوں۔۔۔۔ میں زندہ نہیں رہنا چاہتی۔۔ اسنے بے بسی سے مچلنا شروع کر دیا۔

یہ جتنی خاموشی اور پر سکون اوپر سے نظر آتی ہے اس کے اندر جذبات کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ یہ جذبات میں آ کر کچھ کر نہ لے۔

پلیز خود کو سنبھالو۔

کافی دیر تک وہ اس کی دھیمی دھیمی سسکیاں سنتی رہی، اسکی شرٹ حوریہ کے آنسوؤں سے گیلی ہو گئی۔

کافی دیر بعد اسنے علیحدہ ہونا چاہا مگر وہ بولی۔۔ پلیز آج میرے ساتھ ہی لیٹ جاؤ۔ کافی دنوں سے میں شدید وحشت اور تنہائی محسوس کر رہی ہوں۔

مجادلہ نے کچھ دیر سوچنے کے بعد ٹھہرنے کا فیصلہ کیا۔ اسے عجیب لگا کیونکہ بچپن میں امی کے علاوہ وہ کبھی کسی کے ساتھ نہیں لیٹی۔

کمرے کی خاموشی کو حوریہ کی آواز نے توڑا۔

تمھیں پتا ہے، مجھے سب سے بری کیا چیز لگتی ہے؟

وہ خاموش رہی۔۔

رات کو اکیلے کمرے میں سونا۔۔

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں اکیلی ہی سوتی آئی ہوں۔ ممی کو اس دور میں اپنی جابز اور لیٹ نائٹ سوشل گیدرنگز سے فرصت ہی نہیں ملتی۔

میری دیکھ بھال کے لیے کرائے کی آیا رکھی ہوئی تھیں۔

کبھی کبھی تو میں انھیں اپنی ماں ہی سمجھتی۔۔ جو مجھے کھلاتی، نہلاتی، پہناتی اور سلاتیں۔ مگر کسی پروفیشنل کی طرح۔ اس میں ممتا کا خلوص اور پیار نہ ہوتا۔

میں رات گئے تک ممی کے آنے کا انتظار کرتی، اسی انتظار میں میری آنکھ لگ جاتی۔ ممی آتی بھی تو نشے میں دھت ہونے یا تھکے ہونے کی وجہ بس ایک نظر میرے کمرے میں جھانک کر چلی جاتیں۔ مجھے لگتا ہم بہن بھائی ان کی زندگی اور آزادی پر بوجھ ہیں۔

میں بڑی ہوتی گئی تب بھی ممی کا رویہ تبدیل نہ ہوا۔ پپا بھی ممی سے کچھ مختلف نہ تھے۔ دونوں سمجھتے کہ آسائشیں انسانی محبت کی کمی پوری کر دیتی ہیں۔

میرے اندر بچپن سے ہی عجیب اداسی آ گئی، میں لوگوں میں گھل مل ہی نہ پاتی۔ کئی ٹیچرز نے بھی کہا کہ آپ کی بچی سوشلی ایکٹو نہیں۔ سکول سائیکالوجسٹ نے یہی تجویز کیا کہ میری تربیت میں کچھ خرابی رہی ہے۔ جب اس نے ممی سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ غصے ہو گئیں اور سائیکالوجسٹ کی باتوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔

وہ کیسے مان لیتیں قصور ان کا ہی ہے۔۔

بچپن سے ہی میرے اندر یہ احساس بیٹھ گیا کہ خواہش کرنا اور حاصل کرنا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ہم کچھ بھی چاہ سکتے ہیں، اسے پانے کے لیے رونا دھونا اور ہر طرح کی کوشش بھی کر سکتے ہیں۔ پھر بھی یہ بات اس چیز کی کوئی گارنٹی نہیں وہ چیز ہمیں مل جائے۔

جب ممی گھر میں بھی ہوتیں تو ان کا رویہ میرے ساتھ کسی سکول ٹیچر جیسا ہوتا، میری چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور شرارتوں پر وہ ڈانٹ ڈپٹ کرتیں۔

میں سہم کر خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی جاتی۔ اور کوشش کرتی کہ ان کے سامنے کم سے کم آؤں، کہیں ایسا نہ ہو میری کوئی بات ان کو بری لگ جائے۔

ڈر، سہم اور شکست کا احساس دھیرے دھیرے میرے اندر بیٹھتا چلا گیا۔ میں ہر چیز کو منفی انداز سے دیکھتی اور محسوس کرتی۔ جیسے ہر وقت کچھ نہ کچھ برا ہونے والا ہے۔ جیسے میری زندگی میں کبھی کچھ اچھا نہیں ہو گا۔

اس سارے عرصے میں میوزک اور کتابیں ہی میرا سہارا تھیں۔ میں حقیقی دنیا سے زیادہ کہانیون کی دنیا میں جینا پسند کرتی۔ میوزک میں مجھے زیادہ تر اداس اور دھیمے سروں کے گانے اچھے لگتے۔

https://youtu.be/ETt4oW0dM1s

جب میں بارہ سال کی ہوئی تو ہمارے معاشی حالات خراب ہو گئے۔پپا کہتے امریکہ معیشت کا بھٹا بیٹھ گیا ہے۔لاکھوں لوگ کی طرح ممی پپا بھی بے روزگار ہو گئے۔ گھر کی قسطیں ادا نہ کر پانے کی وجہ سے گھر بھی چھوڑنا پڑا۔

ممی پپا نے سیونگ سے کاروبار شروع کیے جو بے تحاشا نقصان کے ساتھ ناکام ہوئے۔ ہم لوگوں نے مہنگا علاقہ چھوڑ کر انتہائی سستے علاقے میں شفٹ ہو گئے۔ جہاں ارد گرد سارے پاکستانی انڈین اور بنگالی تھے۔ ممی کو یہ علاقہ بالکل پسند نہ آیا۔ وہ ہر دم لوکل لوگوں کی برائیاں کرتیں۔

جب معاشی حالات خراب ہوں تو انسان کو خدا یاد آجاتا ہے۔

بچپن سے میں نے ممی پپا کو کبھی نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ وہ دونوں بس نام کے ہی مسلمان تھے۔ اس علاقے میں شفٹ ہوتے ہی ممی پپا کا مسجد جانا اور لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا بہت بڑھ گیا۔ اسی سوشلائزیشن کے ذریعے انھیں کئی جابز ملیں۔ دونوں رفتہ رفتہ بہت مذہبی ہو گئے۔ مجھے بھی زبردستی قرآن پاک پڑھوانے اور دین سیکھنے کے لیے ڈال دیا۔

شروع میں تو مجھے یہ زبردستی ہضم نہ ہوئی پر میں کیونکہ زندگی سے شکست کھانے کو تسلیم کر چکی تھی تو چپ کر کے سب کچھ کرتی چلی گئی۔ البتہ میرا دل اس میں نہیں تھا۔

میں تو چپ چاپ سب کچھ سہتی رہی پر ارسلان بھیا باغی ہو گئے۔ جیسے ہی ان کی عمر اٹھارہ سال ہوئی انھوں نے گھر چھوڑ دیا۔ ان کو بچپن سے ہی باسکٹ بال کا جنون تھا، ان کی پرفارمنس اتنی آوٹ کلاس تھی کہ کئی اچھی یونیورسٹیوں نے انھیں صرف اس بنیاد پر سکالرشپ آفر کیا۔ سب کو ان کے اچھے مستقبل کی امیدیں تھیں۔

سب لوگوں کی تعریفوں کے باوجود ہر بار کھیلتے ہوئے وہ شائقین میں ممی پپا کو ڈھونڈ رہے ہوتے، جو اپنی مصروفیات کی وجہ سے کبھی ان کا میچ دیکھنے نہیں گئے۔ ہر بار جیتنے کے باجود ایک مایوسی ان کے چہرے پر دکھائی دیتی۔ پپا تمام ایشین لوگوں کی طرح کھیل کو وقت کا ضیاع سمجھتے۔ ان کے نزدیک کھیل کو دسے پیسہ نہیں کمایا جاسکتا۔

بھیا کے سارے میڈل، ساری پرفارمنس، ساری محنت پپا کی نظر میں کوئی حثیت نہیں رکھتی تھی۔ ان کے لیے یہ تصور کرنا بھی محال تھا کہ بھیا پروفیشنل کھلاڑی بن سکتے ہیں۔ پھر حالات اس نہج پر پہنچ گئے کہ انھوں نے بھیا کی یونیورسٹی کی تعلیم سپانسر کرنے کے لیے یہ شرط لگائی کہ وہ باسکٹ بال نہیں کھیلیں گے بلکہ بزنس ایڈمنسٹریشن کی تعلیم حاصل کر کے وال سٹریٹ میں کام کریں گے۔

باسکٹ بال بھیا کے لیے کھیل ہی نہیں جنوں تھا۔ اسے چھوڑنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ انھوں نے گھر چھوڑنا مناسب سمجھا، جلد ہی انھیں اپنے کھیل کی بنیاد پر ایک بہت اچھی یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا۔
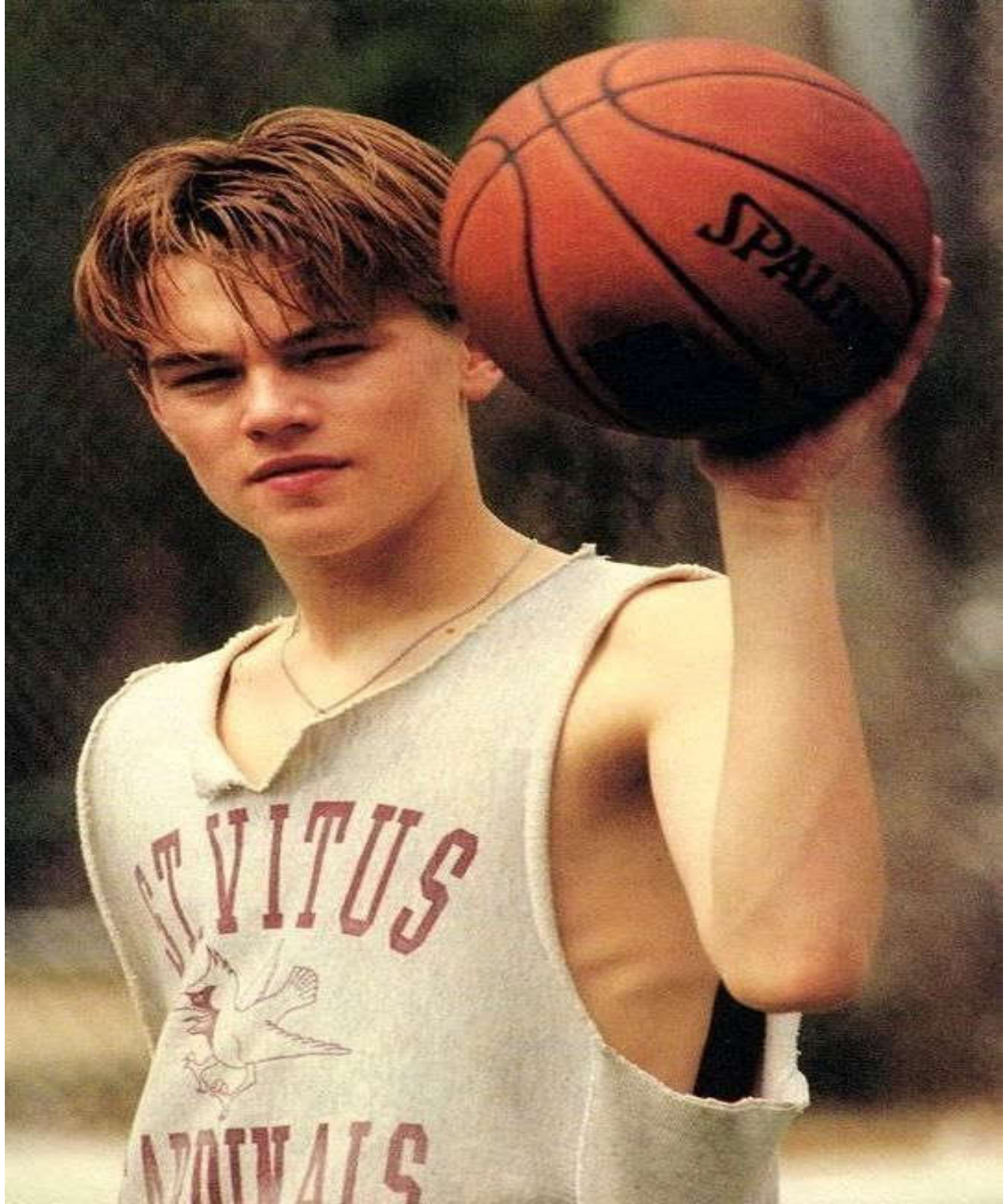
گھر چھوڑنے کے بعد انھوں نے کبھی گھر میں قدم نہیں رکھا، ممی پپا کی طرف سے ملنے کی ہر کوشش کو وہ ناکام بنادیتے۔ پورے گھر میں صرف میں تھی جسے وہ اب بھی چاہتے اور کسی نہ کسی طریقے سے ملتے۔ اکثر کہتے کہ حوری میں تمھیں بہت جلد اس جہنم سے نکال لے جاؤں گا۔

پھر پتا نہیں کیسے بھیا نے ڈرگز لینا شروع کر دیں۔ شاید اپنوں کے دیے زخم ساری عمر نہیں بھرتے۔ یہ احساس کہ وہ جتنی بھی کامیابی حاصل کر لیں ان کا باپ انھیں ناکام ہی سمجھے گا، انھیں سکون نہ لینے دیتا۔ شاید اندر کے اس احساس کو دبانے کے لیے انھیں نے نشہ شروع کیا ہو۔

ایک ہی سال میں ان کی حالت ناقابل بیاں ہو گئی نشے نے ان کا باسکٹ بال کیریئر بھی تباہ کر دیا۔ یونیورسٹی کی طرف سے سکالرشپ بھی کینسل ہو گیا۔

ایک دن ڈرگ اوورڈوز سے ان کی موت واقع ہو گئی۔

بھیا کی بے وقت موت نے ممی پپا کو اندر سے توڑ کے رکھ دیا۔ انھیں لگنے لگا یہ سب اللہ تعالی کی ان سے ناراضگی کا نتیجہ ہے۔ اس احساس نے دونوں کو شدید مذہبی بنا دیا۔ ان کی مذہبیت کا نشانہ سب سے پہلے میں بنی۔ میرا بے وجہ گھر سے نکلنا، لڑکوں سے ملنا جلنا، پارٹیز میں جانا، کسی دوست کو گھر بلانا، کالج ٹرپس پر جانا، گانے سننا، فلمیں دیکھنا سب بند کر دیا گیا۔

ان میں سے بہت سے کام تو میں پہلے ہی نہیں کرتی تھی۔ لڑکا تو کیا کوئی لڑکی بھی میری دوست نہیں تھی۔ میری حثیت گھر میں کسی ایسے قیدی کی سی رہ گئی جس کے باغی ہونے کا ممی پپا کو ہر دم خطرہ رہتا۔

سکول میں میرے سوئمنگ پر پابندی لگ گئی، سیکس ایجوکیشن کی کلاس بھی مجھ سے چھڑوادی گئی۔ ممی کہتیں مسلم لڑکیوں کو ایسی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ سب کچھ خود بخود جان جاتی ہیں۔

تارکین وطن مسلم فیملز بھی عجیب ہیں۔ یہ لوگ جوانی میں زندگی کی آسائشیں اور بہتر مستقبل کے لیے اپنے ملکوں کو چھوڑ کر امریکہ آئے۔ یہاں کی تہذیب اور معیشت کے ثمرات کو کئی سالوں تک انجوائے کرنے کے بعد اچانک ان کے اندر اپنے مذہب، ملک اور تہذیب سے محبت کا بخار اٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ تمام خوبیوں جب کی وجہ سے وہ یہاں آئے تھے اب انھیں خامیاں لگنے لگتی ہیں۔

اپنی جوانی میں وہ اپنے مذہب و سماج کے باغی تھے، پر جب ان کے بچے بڑے ہوئے تو وہ انھیں اپنی روایت کا امین بنانا چاہتے ہیں۔ خصوصا لڑکیوں پر تو خاص طور پر قدغنیں لگائی جاتیں۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ مجھ پر سختیوں میں اضافہ ہوتا گیا، مجھے اپنی پسند کے کپڑے اور میک اپ نہ کرنے دیا جاتا۔ کبھی میں کوئی گانا سن رہی ہوتی تو اس پر بھی سخت وعیدیں سنائی جاتیں۔ ممی مجھے زبردستی مسجد اور کمیونٹی سینٹر لے کر جاتیں۔

وہاں جا کر مجھے میری ہی جیسی لڑکیوں سے ملوایا جاتا، جن میں کچھ اس انتظار میں تھیں کہ کب وہ اٹھارہ سال کی ہوں اور گھر سے نکل جائیں۔ میں بھی کبھی کبھی گھر چھوڑ کر جانے کا سوچتی، پر یہ خیال کبھی خیال سے آگے نہ بڑھ پاتا۔ میری جیسی لڑکی اکیلی کیسے سروائیو کرے گی۔
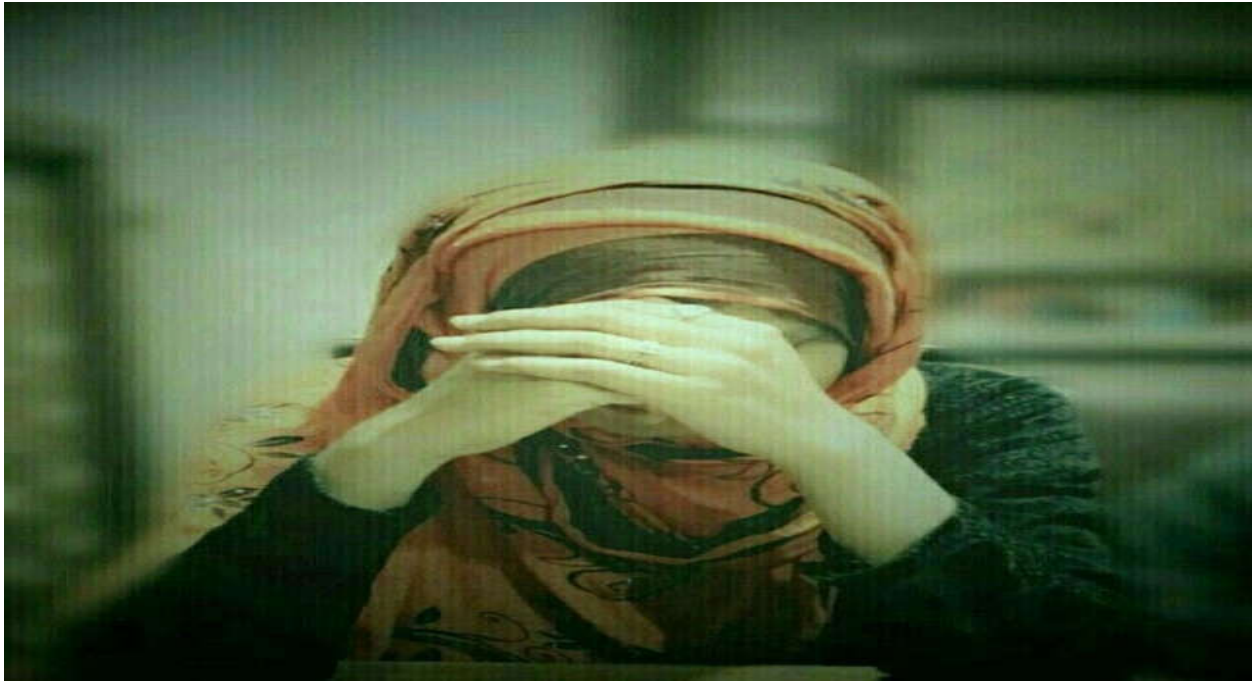
پڑھائی میں بھی مجھے کوئی خاص دلچسپی نہیں رہی، نہ ہی یہ معلوم تھا کہ میں نے کرنا کیا ہے۔ سکول میرے لیے گھر کے گھٹن زدہ ماحول سے نکلنے کا ایک بہانہ تھا۔

وہاں بھی اپنا زیادہ وقت اکیلی لائبریری میں بیٹھی میوزک سنتی یا کبھی کبھی کوئی کتاب پڑھ لیتی۔ میری کلاس پارٹیسپیشن ناہونے کے برابر تھی۔ میں اتنی خاموش اور خود میں کھوئی رہتی کہ کسی کو میری موجودگی کا احساس نہ ہوتا۔

میری عمر کی لڑکیاں نئی نئی امنگوں اور جذبوں سے آشنا ہو رہی تھیں۔ ان کے چہروں پر تجسس اور آشنا ہونے کی خوشی ہوتی۔ آپس میں کبھی وہ کھسر پھسر کرتی تو کبھی کھل کر ان کا اظہار کر رہی ہوتیں۔ پھر کئیوں کی محبت کی کہانیاں مشہور ہوتیں۔ ان کے چہروں پر محبت کی شرشاری دکھائی دیتی۔ انھی چہروں پر بعد میں جدائی اور بے وفائی کا رنگ بھی آجاتا۔

سب سے خوفناک بات جس سے لڑکیاں آشنا ہوتیں وہ حاملہ ہونے کی خبر ہوتی۔ ٹیچرز اور ماں باپ بار بار لڑکے لڑکیوں کو بہانے بہانے سے سمجھانے کی کوشش کرتے کہ اس نتیجے سے کیسے بچیں۔ لیکن پھر بھی کچھ لوگوں کو چوٹ کھا کر ہی سمجھ آتی۔

ساری مسلم فیملیز کی طرح ممی پپا پر بھی یہ خوف حد سے زیادہ حاوی ہو گیا کہ کہیں ان کی بیٹی ان کے چہرے پر کالک نہ مل دے۔ اس لیے مجھے بار بار تنبیہ کی جاتی کہ کسی لڑکے کو اپنے پاس بھی نہ پھٹکنے دوں۔ بہانے بہانے سے سکول میں میری جاسوسی کروائی جاتی۔ انھیں یہ بات بالکل بھی پریشان نہ کرتی کہ میں کچھ زیادہ ہی تنہائی پسند ہوں۔ کیونکہ جتنا میں لوگوں سے کم ملتی اتنا محفوظ رہتی۔

اپنی ہم عمر لڑکیوں کو دیکھ کر اور ان کی باتیں سن کر میں خود کو ان سے ریلیٹ نہ کر پاتی۔ یہ آخر کس دنیا کی باتیں کر رہی ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ لڑکوں میں ایسی کیا بات ہوتی ہے کہ لڑکیاں پاگل ہوئی جاتی ہیں۔ مجھے لڑکوں میں کبھی کوئی کشش محسوس نہیں ہوئی۔ بلکہ صحیح کہا جائے تو مجھے لڑکے زیادہ اچھے نہیں لگتے۔ اسی لیے میں نے کسی لڑکے کو کبھی دوست بنانے کا سوچا بھی نہیں۔

کچھ عرصہ بعد جب قدرتی جسمانی تبدیلیوں کے باعث میرے دل میں بھی امنگیں اور جذبے جاگنے لگے تب میں مزید کنفیوز ہو گئی۔ کیونکہ میری امنگوں اور جذبوں کا مرکز لڑکوں کے بجائے لڑکیاں ہوتیں۔ میں نے شروع شروع میں اپنے جذبات کو دبانے کی کوشش کی۔ پر جب بھی میں کسی خوبصورت لڑکی کو دیکھتی تو دل چاہتا اسے تھوڑی دیر مزید دیکھوں۔

کوئی گانا سنتی تو تصور میں میرے جذبات کسی نہ کسی لڑکی کے لیے ہوتے۔ میں اپنے جذبات پر بہت زیادہ شرمندہ ہوتی۔ میں انھیں دبانے کی جتنی کوشش کرتی وہ اتنی شدت سے ابھرتے۔ مجھے سمجھ نہ آتا میں اپنی مشکل کے بارے میں کس سے بات کروں۔

شروع میں خیال آیا یہ وقتی کیفیت ہے دور ہو جائے گی۔ پر ایسا نہ ہوا۔

میرے ذہن میں اپنے بارے میں عجیب عجیب سے وسوسے اٹھتے جنھیں میں دبا دیتی۔ مگر کب تک، ہر گزرتا دن مجھ پر یہ واضح کرتا گیا کہ میں ایک لیسبین ہوں جسے لڑکوں کے بجائے لڑکیاں پسند ہیں۔

اس حقیقت نے مجھ میں تنہائی اور اداسی کے احساس کو بڑھا دیا، کیونکہ ایک ہم جنس پرست کے طور پر میرے محبت اور خوشی کے امکانات بہت کم تھے۔ ہم جنس پرستوں کو امریکہ میں بھی کوئی زیادہ اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ انھیں عجیب تذلیل اور تعصب کا شکار بنایا جاتا ہے۔ مذہبی طور پر بھی اس کی شدید ممانعت ہے۔ اسی لیے بیشتر لوگ خود کو چھپا کر رکھتے ہیں۔

پر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم جنس پرستوں کے جینز میں ہی کچھ ایسی بات ہوتی ہے کہ انھیں مخالف جنس سے زیادہ اپنی جنس کے لوگ پسند آتے ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کچھ لوگ پیدائشی طور پر تیسری جنس سے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس بھی اس بات کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

دن مہینے سال خاموشی سے بیتتے چلے گئے۔ باہر کی دنیا میں پتا نہیں کیا کیا تبدیل ہو گیا۔ پر میرے اندر کا موسم ویسے کا ویسے ہی رہا۔ کسی سے بات کیے بنا ہفتوں گزر جاتے۔ اندر کی تنہائی کو میں میوزک سے فل کرتی۔ جب کبھی میوزک بند ہوتا تو اندر کی خاموشی سے میرا دم گھٹنے لگتا۔

سب سے مشکل کام خود کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔

سکول ختم کرنے کے بعد میرا کالج جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ پر اس کے علاوہ بھی کچھ سمجھ نہ آئی کہ کروں تو کیا کروں۔

کالج سے مجھے زندگی کی طرح کوئی توقعات نہیں تھیں۔ وہی بے مقصد صبح سے شام کرنا، ہر دن پچھلے دن کی کاپی ہوتا۔ گھر جا کر بھی وہی تنہائی، وہی اداسی اور وہی ممی پپا کی نصیحتیں۔ مجھ سے یہ سب برداشت کرنا مشکل سے مشکل ہوتا گیا۔ میں ہر وقت کسی مختلف زندگی کے بارے میں سوچتی۔

میری مصیبتیں پہلے ہی کیا کم تھیں کہ اب ممی پپا نے میری شادی کا سوچنا شروع کر دیا۔ وہاں مسلم کمیونٹی میں اکثر والدین ایسا سوچتے۔ ان کے نزدیک بچوں کو گناہ اور بے راہ روی سے بچانے کا واحد ذریعہ یہی ہے۔

کسی لڑکے کے ساتھ شادی کا تصور ہی میرے لیے محال تھا۔ کرتی بھی تو کیا کرتی؟

میں جب بھی فارغ ہوتی تو مجھے اپنے مستقبل کے حوالے سے برے برے وسوسے آتے۔ گھڑی کی ٹک ٹک کسی ٹائم بم سی محسوس ہوتی۔

گھر کے جہنم سے مزید باہر رہنے کے لیے میں نے پارٹ ٹائم نوکری کرنے کا سوچا۔ ایک وجہ پیسوں کی ضرورت بھی تھی۔ ممی پپا میری ہر ضرورت اور ہر خواہش ہر سوال اٹھاتے۔ میں نے سوچا اس طرح کم از کم اپنی ذات پر تو پیسہ خرچ کر سکوں گی۔

میرے نوکری کے فیصلے پر ممی پپا نے کچھ زیادہ خوشی کا اظہار نہ کیا۔ انھیں اصل مسئلہ میری آزادی سے تھا۔ بحر حال پپا ان دنوں پھر بے روزگار ہو گئے اسی لیے ان کے انکار میں زیادہ سختی نہیں تھی۔

9

روتے دے آج ہم کو دو آنکھیں سجانے دے

بانہوں میں بھر لے اور خود کو بھیگ جانے دے

ہے سینے میں قید دریا وہ چھوٹ جائے گا

ہے اتنا درد کے تیرا دامن بھیگ جائے گا

رات کو میں جیسے ہی میوزک شاپ سے نکلی تو ہمیشہ کی طرح گلشفتہ کو اپنا منتظر پایا۔ اس نے آگے بڑھ کر مجھے گلے لگایا تو اسے کے وجود سے کھانوں کی مہک اڑ کر میرے ناک تک پہنچی۔ وہ قریب ہی ایرانی ریسٹورنٹ میں پارٹ ٹائم کام کرتی تھی۔ گھنٹوں کام کرنے کے بعد رات کو اس کا ہو راوجود مصالحوں اور کھانوں کی مہک سے بھرا ہوتا۔

مجھے پتا تھا تم بھوکی ہوگی تو آج میں تمھارے لیے سپیشل کباب لائی ہوں، چلو کہیں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ مجال ہے جو اس کے لہجے میں کام کرنے کے بعد بھی کوئی تھکن ہو۔

تمھیں پتا ہے آج میں بہت خوش ہوں، ریسٹورنٹ میں ایک خاص پارٹی تھی، جس میں ایرانی سینما کے مشہور مشہور ناموں نے شرکت کی۔ کئی ایرانی ایکٹرسسز کو میں نے پہلی بار اتنے قریب سے دیکھا۔ یار میں بتا نہیں سکتی وہ کتنی خوبصورت لگ رہی تھیں۔ یہ دیکھو میں نے اپنی پسندیدہ ایکٹرس لیلی ہتامی اور باران کے ساتھ سیلفی بھی لی ہے۔ وہ بڑی ایکسائٹمنٹ سے تصویریں دکھانے لگی۔

اتنے مختصر سے عرصے میں ہمارا عجیب سا رشتہ بن گیا۔ ہم ایک دوسرے سے سب کچھ شئیر کرتیں۔ ایک دوسرے کی خوشی میں خوش ہوتیں اور ایک دوسرے کی تکلیف میں افسردہ۔

تین مہینے پہلے میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کالج جانا میری زندگی کو یوں بدل کے رکھ دے گا۔

کلاسسز شروع ہوئے کچھ ہی دن ہوئے، ہر روز نئے لوگ کلاس میں آتے۔ میں ہمیشہ کی طرح ایک کونے میں گم سم بیٹھی ہوتی۔ اپنی عادت کے مطابق کسی سے زیادہ سلام دعا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ایک دن میں کلاس میں داخل ہوئی تو اپنی مخصوص جگہ پر سفید سکارف پہنے ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کو بیٹھے دیکھا۔ سچ بات تو یہ ہے کہ اس کے حسن نے مجھے کچھ دیر کے لیے مسحور کر دیا۔

میں اس سے یہ بھی نہ کہہ سکی کے یہ میری سیٹ ہے، مجھے یوں سیٹ کے سامنے گم سم کھڑے دیکھ کر وہ مسکرائی۔ کھڑی کیوں ہو آؤ بیٹھونا، اس نے مجھے مسکراتے ہوئے اپنی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس کے لہجے مٰیں اتنی مٹھاس تھی کہ میں برا بھی نہ منا سکی۔

میرا نام گلشفتہ ہے میں نے پچھلے ہفتے جوائن کیا ہے۔ میں وہاں آگے بیٹھتی تھی، ہر کچھ امریکن لڑکیوں کو مجھ سے ڈر لگنے لگا، یہ امریکن پتا نہیں ہم ایرانیوں سے اتنا کیوں ڈرتے ہیں۔ ہم بھی انسان ہیں بھئی۔ تمھیں تو مجھ سے ڈر نہیں لگتا نا۔

آخر ہم تو ایک جیسے ہی ہیں، تم انڈین ہو نا؟ آئی لو انڈین مووِیز، وہ تمھارے شاہ رخ اور سلمان کی ساری فلمیں میں نے فارسی ڈبنگ میں دیکھی ہیں۔ اور گانوں کا تو نہ پوچھو۔ وہ گانا ہے نا

تیرے لیے ہم ہیں جیے ہونٹوں کو سیے

دل میں مگر جلتے رہے چاہت کے دیے

اس نے ایرانی انداز سے ہندی گانا گانے کی کوشش کی تو مجھے ہنسی آگئی۔ عجیب لڑکی ہے چپ ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ اب میں اسے کیا بتاتی کہ میں پاکستانی ہوں مگر کبھی پاکستان نہیں گئی۔

ہائے میرا نام حوریہ ہے۔ میں تمھیں دیکھ کر ڈری تو نہیں البتہ پریشان ضرور ہو گئی کہ یہ کون خوبصورت لڑکی میری سیٹ پر قبضہ کر کے بیٹھ گئی ہے۔

اچھا!!! اب سمجھی تم اتنی دیر سے کھڑی کیوں ہو۔ آئی ایم سوری وہ اٹھنے لگی تو میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے بٹھایا اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس لڑکی میں کوئی بات ایسی ضرور تھی کہ مجھے اس کی باتیں کرنا اپنی تنہائی سے زیادہ اچھا لگنے لگا۔

یوں آغاز ہوا ہمارے انوکھے تعلق کا، ہم دونوں کے تعلق میں عجیب سی کیمسٹری تھی، میں خاموش طبع اور وہ ہر وقت بولنے والی۔ اسی باتیں سنانے اور مجھے سننے میں مزہ آتا۔ جو اس کے دماغ میں چل رہا ہوتا اسے فوراً سنانا ہوتا، سوچنے سمجھنے کا وہ زیادہ جھنجھٹ نہ کرتی۔ کلاس کے اندر بھی اس کی ہمہ وقت شرارتیں چلتی رہتیں اور کلاسسز کے بعد بھی اسے کچھ نہ کچھ کرنے کا سوجھا ہوتا۔

وہ کبھی میرے گھر آتی اور کبھی میں اس کے گھر چلی جاتی۔ ہم دونوں مل کر موویز دیکھتے، ڈھیر سارا میوزک سنتے، کھانے کھاتے۔ گلشفتہ ایک بہت ہی اچھی کک تھی، جو کم از کم ایرانی کھانوں میں ایکسپرٹ تھی۔ کہتی بچپن سے ہی اپنی ماں کی ساتھ کھانے بنا رہی ہوں۔

اس کے ساتھ رہتے ہوئے میں پہلی بار کھلکھلا کر ہنسی۔ اتنی خوشی میں نے زندگی میں کبھی محسوس نہیں کی۔

گلشفتہ کے گھر کا ماحول کافی مذہبی تھا، کیونکہ اس کے والد باقاعدہ عالم تھے۔ اس بات کا اس پر بھی کافی اثر تھا۔ وہ کالج آنے سے پہلے ہی ایرانی ریسٹورنٹ میں نوکری کرتی تھی۔ اتفاق سے مجھے بھی اس کے قریب ایک میوزک شاپ میں نوکری ملی۔ ہم دونوں کالج کے بعد اکٹھی وہاں جاتیں اور اکٹھی ہی واپس گھروں کو آتیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ پہلے دن سے ہی میرے دل میں اس کے لیے محبت کے شدید جذبات پیدا ہو گئے تھے۔ مجھے ہر پل اس کے ساتھ رہنا، اس کی باتیں سننا، اس کے بارے میں سوچنا، اچھا لگتا۔ میں اپنے جذبات کو کسی بھی طرح اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا، کہیں وہ جذبات میں آ کر مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔ مجھے اس کے ساتھ کے علاوہ کچھ چاہیے بھی نہیں تھا۔ پہلی بار میری کوئی دوست بنی تھی، اسے کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتی تھی۔

مجھے ڈر تھا تو بس اس بات سے کہ کہیں وہ کسی لڑکے کی محبت میں گرفتار ہو کر مجھے چھوڑ نہ دے۔۔ اگرچہ میں نے اسے کبھی کسی لڑکے کے ساتھ یا اس کے بارے میں بات کرتے نہیں دیکھا تھا، شاید اس کے مذہبی پس منظر کا اثر تھا، یا کوئی ایسا ملا ہی نہیں۔۔ میں نے کبھی خود اس سے یہ سوال پوچھنے کی ہمت نہیں کی۔ جواب میں وہ مجھ سے یہی سوال پوچھ لیتی تو میں کیا کہتی۔۔

انھی دنوں ممی پپا میری شادی کے لیے پھر ایکٹو ہو گئے، ان کے نزدیک مجھے گناہوں سے بچانے کا صرف ایک یہی طریقہ ہے۔ ظاہر ہے امریکی قوانین کی وجہ سے وہ مجھ پر کوئی زبردستی مسلط نہیں کر سکتے تھے، اسی لیے بس پیار محبت اور جذباتی دباؤ کے ذریعے ہی یہ سب کرنا چاہتے تھے، ہر کچھ عرصہ بعد کسی نہ کسی لڑکے سے میرا تعارف کروایا جاتا۔

اسی وجہ سے میں بہت پریشان رہتی، کچھ سمجھ نہ آتا کیا کروں۔ کیسے ممی پپا کو بتاؤں کہ میں شادی نہیں کرنا چاہتی، کسی لڑکے سے تو بالکل بھی نہیں۔ مگر میری بات کون سمجھتا۔۔ اپنی مشکل کا ذکر گلشفتہ سے بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔ میں اداس رہنا شروع ہوگئی۔ اس نے کئی بار پوچھا مگر میں گھریلو مسائل کا بہانہ کر کے بات کو ٹال دیتی۔ عجیب مصیبت تھی، جس سے پیار کرتی تھی، اسی سے سب سے زیادہ چھپانا پڑ رہا تھا۔

اکثر سوچتی کیا میرے نصیب میں ہر چیز کی طرح محبت سے بھی محرومی لکھی ہے؟

ان دنوں ہمارے پیپرز بھی آ گئے، گلشفتہ کے گھر میں محرم کی وجہ سے کافی مذہبی ماحول بنا ہوا تھا۔ آئے روز کوئی نہ کوئی محفل ہوتی۔ ایسے ماحول میں اس کے لیے پڑھنا ناممکن ہو گیا۔ اسی لیے وہ کچھ دن کے لیے ہمارے گھر آ گئی۔ میں نے ممی پپا کو بڑی مشکل سے سمجھایا کہ اس کے سامنے کسی رشتے وشتے کی بات نہ کیجئے گا۔

اس کے آنے پر میں خوش ہونے کے بجائے مزید پریشان ہو گئی، اب اس کے سامنے ہر وقت اپنے اندر کی کیفیت کیسے چھپاؤں۔

اسی شام میری کیفیت دیکھ کر اس سے رہا نہ گیا، وہ کتاب بند کر کے میرے پاس آ گئی، میرا ہاتھ پکڑ کر میری آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

حوری! مجھ سے تمھاری یہ حالت نہیں دیکھی جا رہی، پلیز مجھے بتاؤ نا کیا ہوا ہے، کم از کم میں تمھارے پریشانی میں تو شریک ہو سکوں۔

میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، جہاں مجھے خلوص اور محبت نظر آئی۔ پر میں اسے کیا بتاتی۔

میں خاموش رہی۔۔

کیا تم مجھے اور ہماری دوستی کو اتنا کم تر جانتی ہو۔۔ اس نے تڑپ کر کہا،

میں مزید بے چین ہو گئی۔ مجھ سے مزید اپنی محبت کو چھپانا ناممکن ہو رہا تھا۔

گلشفتہ! یہی تو مسئلہ ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں تمھیں بتاؤں تو کیا بتاؤں اور کیسے بتاؤں۔ پتا نہیں یہ بات جان کر تمھارا ردعمل کیسا ہو؟

ایسی بھی کیا بات ہے؟ اس کے لہجے میں تجسس ابھرا۔۔

اسے کھونے کے خیال سے ہی میرا دل بیٹھنے لگا۔

رہنے دو۔ اس کو سن کر شاید تم، مجھ سے نفرت کرنے لگو۔۔

اس نے آگے بڑھ کر مجھے گلے لگا لیا۔۔

میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔ پلیز مجھے بتاؤ تو سہی ایسی کیا بات ہے جس کی وجہ سے تم مرجھا گئی ہو۔۔

اس کے گلے لگانے میں اتنی محبت تھی کہ میرا سارا ڈر ختم ہو گیا۔

کافی دنوں سے گھر والے مجھ پر شادی کرنے کے لیے دباؤ ڈال رہے ہیں، آئے دن کئی لڑکوں اور ان کی فیملیز سے ملاقات کروائی جاتی ہے، میں تنگ آ گئی ہوں۔

تو کہہ دو اپنے ممی پپا سے کے تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ اس نے ہمدردی سے کہا۔

کہہ تو چکی ہوں، مگر وہ نہیں سنتے۔۔ انھیں لگتا ہے اگر میری شادی نہ ہوئی تو میں کوئی نہ کوئی حرکت کر کے ان کی عزت پر داغ لگاؤں گی۔۔

پتا نہیں ماں باپ کو اپنی عزت کا اتنا ڈر کیوں لگا رہتا ہے۔ مجھے بھی ہر وقت ایسی ہی باتیں سننا پڑتیں ہیں۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے شادی ہی آزادی کا واحد راستہ ہے، مگر پھر شادی شدہ عورتوں کی زندگی مجھے اپنے خیال بدلنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ میں سوچتی ہوں اکیلی ہی بہتر ہوں۔۔ اس کے لہجے میں اداسی آ گئی۔

نہیں یار اکیلا رہنا ایک عذاب ہے، جسے میں بچپن سے بھگت رہی ہوں۔۔ اب میں مزید اکیلا نہیں رہ سکتی۔ میں جذباتی ہو گئی۔

اچھا تو اب سمجھی! پریشانی کس بات کی ہے۔۔

کیا سمجھیں تم؟ میں نے چونک کر اسے دیکھا۔

یہی کہ میری پیاری دوست کسی کو چھپ چھپ کر چاہتی ہے اور اس کے ممی پپا وہاں اس کی شادی نہیں کرنا چاہتے۔ جاؤ میں تم سے بات نہیں کرتی۔۔ یعنی مجھے بھی آج تک ہوا نہیں لگنے دی۔ میں بیچاری سمجھتی رہی کہ تمھاری زندگی میں صرف میں ہوں۔ اس نے مصنوعی انداز سے روٹھتے ہوئے کہا۔

اس کے معصومانہ انداز پر مجھے پیار آ گیا۔ میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ بے تابی سے بول پڑی۔،

اچھا بتاؤ نا۔۔ بلکہ دکھاؤ نا کون ہے وہ خوش نصیب جس کے پیار نے تمھاری یہ حالت کر دی ہے۔

میرے دل کی دھڑکن بہت تیز ہو گئی۔ میں نے لرزتے ہاتھوں سے اس کی تصویر کھولی۔ اس نے موبائل میرے ہاتھ سے چھین کر بے تابی سے تصویریں دیکھنے لگی۔

میرا موبائل اس کی سینکڑوں تصویروں اور وڈیوز سے بھرا پڑا تھا، جب میں اس کے ساتھ نہ ہوتی تو اس کی تصویروں اور وڈیوز میں کھوئی رہتی۔ وہ جیسے جیسے تصویریں دیکھتی گئی اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔

حوری میری اتنی ساری تصویریں اور وڈیوز۔۔ اتنی تو میرے اپنے پاس نہیں ہیں۔۔ اس کی نظریں میرے چہرے میں کچھ ڈھونڈنے لگیں

میں مزید برداشت نہ کر سکی۔۔

میری اداسی کی اصل وجہ تم ہو۔۔

میں!

آئی لو یو۔۔۔

ہیں! اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔

ہاں یار، مجھے پہلی ہی نظر میں تم سے شدید محبت ہو گئی تھی۔ تب سے لے کر اب تک جب جب میں تمھیں دیکھتی ہوں میرا دل تمھاری طرف کھنچتا ہے۔ تمھیں دیکھنے سے میری آںکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے میں ہر وقت تمھارے پاس رہوں، تمھارا ہاتھ تھامے تم سے باتیں کرتی رہوں۔

یار آئی نو یہ کسی لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ پر میں کیا کروں میرا خود پر اختیار نہیں ہے۔ شاید تمھارے لیے بھی یہ بات صدمے کا باعث ہو کے تمھارے دوست لیسبین ہے اور تم سے ہی محبت کرنے کا جرم کر چکی ہے۔ مگر میں بھی کیا کروں میرے اندر ایک جنگ چلی ہوئی ہے کہ تم سے اظہار محبت کروں یا نا۔۔ تمھیں بتانے کا مطلب تمھاری دوستی سے محروم ہونا اور نہ بتانے کا مطلب اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے سینے میں ہی دفن رکھنا تھا۔ میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکتی گلشفتہ۔۔ پلیز مجھے خود سے دور مت کرنا۔۔ میں نے اس کے ہاتھوں کو اپنی نم آنکھوں سے لگالیا۔

اس نے میرا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور آنکھوں میں دیکھتے بولی

میں تمھیں خود سے دور نہیں کروں گی۔۔

تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہو نا؟ میں نے اس کی دل کی تیز دھڑکنوں میں محسوس کرتے ہوئے کہا۔

بالکل بھی نہیں۔۔

تمھیں ایک راز کی بات بتاؤں۔۔

میں جب بھی لیسبینز کو ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے دیکھتی تو سوچتی یہ ایک دوسرے کے بارے میں کیا محسوس کرتی ہو نگی۔ میرے دل میں کئی بار خیال آیا کہ میں بھی کبھی ایسا محسوس کروں۔ ایسی بات نہیں کہ مجھے لڑکے اچھے نہیں لگتے، پر کئی خوبصورت لڑکیوں کو دیکھ کر میرے دل میں گدگدی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ میں نے تم سے دوستی بھی اسی لیے کی تھی کہ تمھیں دیکھ کر میری دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں تھیں۔ مجھے نہیں معلوم یہ محبت ہے کہ نہیں پر مجھے تم اچھی لگتی ہو۔۔

اس کی باتیں سن کر میری خوشی میرے بیان سے باہر تھی۔ میں بار بار اسے چھو کر یقین کرنے کی کوشش کرتی کہ یہ خواب نہیں ہے۔

محبت کا اپنا رنگ، اپنی خوشبو، اپنا ذائقہ اور اپنا نشہ ہوتا ہے۔ یہ صرف اسے محسوس ہوتا ہے جو محبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ محبت کا نشہ جب سر چڑھ جاتا ہے تو پھر انسان دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

ہم دونوں پر بھی یہ نشہ پوری شدت سے چڑھ گیا۔ ہر گزرتا دن ہمیں مزید مخمور کرتا گیا۔ ہم دونوں اس بات کو بھلانے کی کوشش کرتی رہیں کہ ہماری محبت ہر لحاظ سے غلط ہے۔ اسے مذہب، سماج اور قانون بالکل بھی تسلیم نہیں کرتے۔

یہ عشق ممنوع ہے۔

یہ آکاش بیل ہے جس کی جڑیں زمین میں نہیں۔

پر ہم دونوں کیا کرتیں۔ کبھی کبھی تو مجھے یہ مقدر کا کھیل لگتا۔ جس نے پہلے ہمیں ایسی فطرت دی، پھر محبت سے محروم رکھا۔ اور اب دونون کو ملا دیا۔

مجھے نہیں معلوم اس کیفیت میں کتنے دن، کتنے ہفتے، یا کتنے مہینے گزرے۔ جیسے میرے لیے وقت رک گیا ہو۔ مجھے کسی اور چیز کی خواہش نہ رہی۔ پر کبھی نہ کبھی تو یہ خواب ٹوٹنا تھا۔

10

ساری باتیں بھول جانا حوریہ
تھا وہ سب کچھ اک فسانہ حوریہ
ہاں محبّت ایک دھوکا ہی تو تھی
اب کبھی دُھوکا نہ کھانا حوریہ

ایک ویک اینڈ ہمارا کالج ٹرپ الیسو کینن ٹریل گیا، یہ کیلی فورنیا میں بہت پاپولر ٹریل ہے۔ وہاں ایک رات کی کیمپنگ بھی تھی۔ ہم دونوں ہی بہت ایکسائٹڈ تھیں۔ یہ ٹریل کیلی فورنیا کے خوبصورت ترین ٹریلز میں سے ایک ہے، جگہ جگہ پانی کے چشمے اور سبزہ دل کو بھاتا ہے۔ خاص طور پر فوٹو گرافی کے لیے یہ بہترین جگہ ہے۔

جیسے جیسے چڑھائی بڑھی، گرمی نے برا حال کرنا شروع کر دیا۔ میرا تو پھر کچھ سٹیمنا تھا لیکن گلشفتہ کا برا حال ہو گیا۔ وہ بار بار رک کر سانس بحال کرتی اور پانی پیتی۔ راستے میں ایک بہت ہی خوبصورت ویو آیا تو اس نے اعلان کیا کہ اب ہم مزید اس سے آگے نہیں جائیں گے۔ مجبوراً مجھے اس پیک پر جانے کا خیال چھوڑنا پڑا۔ ہلکا پھلکا کھانا کھانے کے بعد ہم دونوں ایک دوسرے کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئیں۔

یہ شاید تھکن تھی یا منظر کی خوبصورتی کہ گلشفتہ کافی دیر خاموشی رہی۔ میں نے مزاقاً کہا۔

خیر تو ہے تم اور اتنی دیر خاموش؟؟

وہ مسکرائی۔۔۔

میں سوچ رہی تھی، آخر یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

اگر تم یہ ہائکنگ کے سلسلے کی بات کر رہی ہو تو یہ کافی دیر مزید چلنا ہے۔ میں نے شوخی سے کہا۔

وہ اداسی سے مسکرائی۔ تم جانتی ہو میں کس سلسلے کی بات کر رہی ہوں۔ ہم ہمیشہ لوگوں سے اس بات کو چھپا نہیں سکیں گے۔

منظر کی خوبصورتی پر اداسی چھا گئی۔۔۔

سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے کبھی اس بارے میں سوچا ہی نہیں۔ ساری زندگی محبت کو ترسنے کے بعد جب محبت ملی ہے تو مجھے ماضی اور مستقبل کے بارے میں سوچنے کا ہوش ہی نہ رہا۔ سوچتی بھی ہوں تو کنفیوز ہو جاتی ہوں۔

تم نے کچھ سوچا ہے کیا؟ میں نے اس کی طرف دیکھا۔

وہ کچھ دیر خاموش رہی۔۔

مجھے کبھی کبھی احساس گناہ ہوتا ہے، کہ ہم جو کر رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔

مجھے ایک جھٹکا لگا۔۔

لیکن یار ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، محبت کرنا کیسے غلط ہو سکتا ہے۔

ڈیئر! کچھ محبتیں ممنوع ہوتی ہیں۔

بچپن سے لے کر آج تک مجھ پر ہر معاملے میں پابندیاں ہی لگائی گئیں اور اب تم کہہ رہی ہو کہ میری محبت پر بھی پابندی لگ گئی ہے۔ میں ایسی کسی پابندی کو نہیں مان سکتی۔۔

تو کیا کرو گی بھلا۔۔ گھر والوں سے، معاشرے سے، مذہب سے، خدا سے لڑو گی کیا۔۔

ہاں اس معاملے میں مجھے لڑنا بھی پڑا تو میں لڑوں گی۔۔ میں کسی طرح بھی تمھیں کھو نہیں سکتی۔۔ میں نے فرط جذبات سے اس کے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

آج وہ کسی اور ہی سوچ میں تھی۔ اس نے مجھے دھیرے سے علیحدہ کیا۔ کوئی بات اسے پریشان کر رہی تھی۔۔

میرے پوچھنے پر اسنے ٹھنڈی سانس لی۔۔

میرے لیے میرے کزن کا رشتہ آیا ہے۔ جس کے لیے میرے گھر والوں نے ہاں کہہ دی ہے۔ اگلے ہفتے ہمارا نکاح ہے۔

کیا! میں ایک دم اچھل پڑی۔۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟

ہاں حور یہ میری شادی ہو رہی ہے، اس نے اداسی سے کہا۔

کہہ دو کے تم نے انکار کر دیا ہے؟

وہ خاموش رہی۔۔ اس کی آنکھیں کچھ اور ہی کہہ رہی تھیں۔

اگر تم مذاق کر رہی ہو تو یہ بہت بھیانک مذاق ہے۔ میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروگی۔ میری آواز رندھ گئی۔۔

اسی لیے تو میں تم سے کہہ رہی تھی کہ ہمارا یہ سلسلہ ہمیشہ نہیں چل سکتا۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو؟

میری جان! میں تمھیں سچے دل سے چاہتی ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں تمھارے علاوہ کسی کے ساتھ خوش نہیں رہ پاؤں گی۔ کسی لڑکے کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں۔ پر یہ بھی حقیقت ہے کہ اپنے خاندان، تہذیب، مذہب سے بغاوت کر کے تمھارے ساتھ رہوں گی تو بھی کبھی خوش نہیں رہ پاؤں گی۔ میرے اندر ساری زندگی لڑنے کی ہمت نہیں ہے۔

تم اپنے ارد گرد دیکھو ہم جنس پرست لوگوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے، کئی ریاستوں میں تو انھیں انسان بھی نہیں سمجھا جاتا۔ اور ابھی ہم امریکہ میں رہ رہیں ہیں۔ ایران، پاکستان یا کسی مسلم ملک میں ہوتے تو شاید زندہ ہی نہ ہوتے۔

سب سے بڑھ کر میں چاہتی ہوں میرے بچے ہوں، اپنا گھر ہو، اپنے لوگوں میں عزت ہو۔ میں دل سے مذہب پر عمل کروں۔ میں ساری زندگی مذہب کی باغی بن کر نہیں رہ سکتی۔

میں پتھرائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

سیدھی طرح کہو تمھیں مجھ سے کبھی محبت تھی ہی نہیں۔ تم نے محبت کا صرف ڈرامہ رچایا تھا۔ اگر سچی محبت ہوتی تو تمھیں کسی اور کا خیال آتا ہی نا۔

تم جانتی ہو ایسی بات نہیں ہے۔ اس نے تڑپ کر کہا۔

ایسی بات نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ میں کیا تمھارے لیے صرف دل بہلانے کا کھلونا تھی،

پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں، اور ساری زندگی کرتی رہوں گی۔ پر زندگی گزارنے کے لیے صرف محبت کافی نہیں، انسان ساری زندگی خاندان، مذہب،، سماج، تہذیب سے بغاوت کر کے زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔

اس کی ایک ایک بات کا صرف ایک ہی مطلب تھا کہ مجھ سے میری محبت، میری زندگی اور میری واحد خوشی بھی چھن گئی ہے۔ پتا نہیں آج اسے اتنی سمجھ داری کی باتیں کہاں سے یاد آگئیں۔

میں غصے سے اٹھ کر واپسی کے لیے چل دی۔

وہ مجھے پکارتی رہی مگر میں کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔

میں تھوڑی دور ہی گئی تھی کہ گلشفتہ کی درد بھری چیخ نے میرے پیر پکڑ لیے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو اسے اوندھے منہ پڑا دیکھ کر میرا کلیجہ حلق کو آگیا۔ میں بھاگتی ہوئی اس کے پاس پہنچی۔۔

اسکا رنگ نیلا پڑ گیا تھا۔ اس کی پنڈلی پر دانتوں کے نشان بتا رہے تھے کہ اسے سانپ نے کاٹا ہے۔

اس کے چہرے پر تکلیف کے شدید آثار دیکھ کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ میں نے فوراً رومال کس کے اس کی ٹانگ پر باندھا اور مدد کے لیے پکارنا شروع کیا۔ اسے جلد از جلد ابتدائی طبی امداد کی ضرورت تھی۔

ہر گزرتا لمحہ قیمتی تھا، اگرچہ ٹرپ کے ساتھ تمام سہولیات موجود تھیں مگر ان کے آنے تک پتا نہیں کیا ہوتا۔ میں نے اسے اٹھا کر نیچے لے جانا چاہا مگر پانچ منٹ بعد ہی میری ہمت جواب دے گی۔ بے بسی سے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

میں نے اسے پتھر کے سہارے بٹھایا، اور خود اپنے منہ اسے اس کا زہر نکالنے لگی۔ اگرچہ یہ سخت منع ہے، پر مجھے کوئی پروا نہیں تھی۔ ایک دیوانگی مجھ پر چھا گئی۔ جو مرضی ہو میں اسے یوں مرنے نہیں دے سکتی۔

اس نے سخت تکلیف میں اپنی آنکھیں کھولیں اور مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

حوری میری جان! یہ سب بے سود ہے، مجھے پتا ہے میں نہیں بچوں گی۔

نہیں کچھ نہیں ہو گا تمھیں۔ میں تمھیں یوں۔۔۔۔۔

اس کے چہرے پر اداس سے مسکراہٹ آئی۔

میں مان گئی تمھاری محبت سچی ہے۔ جب تم اٹھ کر گئیں تو جھاڑیوں سے ایک سانپ نکلا، جسے دیکھتے ہی میں سمجھ گئی کہ یہ میری جان لے کر ہی جائے گا۔ پتا نہیں وہ مجھے عشقِ ممنوع کی سزا دینے آیا تھا یا تم سے بے وفائی کی۔ یہ کہہ کر اس نے ہچکی لی۔

یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔ مجھے کسی کو بلانے دو۔۔ میں نے بے بسی سے روتے ہوئے کہا۔

اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

بس کرو۔۔۔ سب بے سود ہے، میرا سفر یہیں تک تھا۔

آج میں نے تمھارا دل دکھایا، اس کے لیے مجھے معاف کر دینا۔ سچ بات یہی ہے کہ میری زندگی کا حاصل صرف تم ہی ہو۔ تم سے محبت کرنا میری زندگی کا سب سے حسین واقعہ تھی۔ ابھی میں دنیا سے رخصت ہو رہی ہوں تو مجھے تمھارے ساتھ بتائے لمحوں کے علاوہ کچھ یاد ہی نہیں۔ میں آخری دم تک صرف تمھارا چہرہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ خدا گواہ ہے میں نے اس سے نافرمانی کرتے ہوئے بھی تمھیں سچے دل سے چاہا ہے۔

یہ کہتے ہی اس کی آنکھیں مندھ گئیں۔۔

میں اسے گلے لگائے روتی رہ گئی۔۔

11

اک آہ بھری ہو گی

ہم نے نا سنی ہو گی

جاتے جاتے تم نے

آواز تو دی ہو گی

ہر وقت یہی ہے غم

اسوقت کہاں تھے ہم

چھٹی نا کوئی سندیں

جانے وہ کونسا دیس

جہاں تم چلے گئے

اب یادوں کے کانٹے

اس دل میں چبھتے ہیں

نہ درد ٹھہرتا ہے

نہ آنسو رکتے ہیں

ہائے دل میں رہ گئی بات

جلدی سے چھڑا کر ہاتھ

کب تم چلے گئے

چھٹی نہ کوئی سندیں

جانے وہ کونسا دیس

جہاں تم چلے گئے

https://youtu.be/SdjNgQSSQzk

اس کے جانے کے بعد یہ گانا میں نے سینکڑوں مرتبہ سنا اور ہر بار شدت سے روئی۔ کاش میں اس کی آواز سن کر لوٹ آتی

کاش اسوقت میں اپنی جگہ سے نہ اٹھتی

کاش ہم دونوں کو سانپ کاٹ جاتا

کاش ہم دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں دم توڑ دیتیں

کاش ہم دونوں مرنے کے بعد بھی اکٹھی ہوتیں۔

کاش ہمارا عشق ممنوع نہ ہوتا

گلشفتہ کے جانے کے بعد سب کچھ بدل گیا۔ زندگی میں ایک ساتھ محبت، مقصد اور خوشی سے محروم ہو جانا ایسا ہوتا ہے جیسے آپ کے اوپر سے بلڈوزر گزر جائے۔

میں ہر وقت وحشت سے بھری رہتی۔ سمجھ نہ آتا کیا کروں، ہر چیز اس کی یاد دلاتی۔ ہر وقت اسی کا خیال رہتا۔

ہر چیز پہ اشکوں سے

لکھا ہے تمھارا نام

یہ رستے گھر گلیاں

تمھیں کر نا سکے سلام

ہائے دل میں رہ گئی بات

جلدی سے چھڑا کے ہاتھ

کہاں تم چلے گئے

میرے لیے زندہ رہنا محال ہو گیا۔ سب سے بڑھ کر میرے اندر یہ احساس بیٹھ گیا کہ گلشفتہ کی موت کی زمہ دار میں ہوں۔ پتا نہیں میں خود کشی کیوں نہ کر سکی۔ شاید شکست تسلیم کرنا میری فطرت بن چکی تھی۔ گلشفتہ کی موت پر میری دیو نگی کو پہلے تو ممی پپا نارمل سمجھے لیکن جب میری حالت زیادہ خراب ہونے لگی تو انھیں کچھ کچھ شک ہوا۔

ان دنوں مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں رہی تھی۔ تو میں نے ممی کے سامنے اپنے لیسبین ہونے اور گلشفتہ سے محبت کا اقرار کر لیا۔

انکے پیروں تلے سے زمین ہی نکل گئی۔ یہ ہو کیا رہا ہے۔ پہلے بیٹا باغی ہو کر نشے سے ہلاک ہو گیا۔ اب بیٹی کسی لڑکی کے عشق میں پاگل ہو گئی ہے۔ یہ آخر کس جرم کی سزا مل رہی ہے ہمیں۔۔ شاید جو ہم نے بویا تھا وہی کاٹ رہے ہیں۔

ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کسی معاشرے میں جائیں اور وہاں کی تہذیب سے صرف فائدے اٹھائیں۔ وہاں کے نقصان بھی ہمارا مقصدر بنتے ہیں۔ اس سے پہلے کے مزید نقصان ہو، انھوں نے امریکہ سے اپنی زندگی لپیٹ کر پاکستان شفٹ ہونے کا فیصلہ کیا۔ اس کی پہلی کڑی مجھے پڑھنے کے لیے یہاں بھیجنا ہے۔ ایک امریکہ شہری ہونے کے ناطے اگر میں چاہتی تو وہیں رک سکتی تھی۔

پر میں خود وہاں نہیں رہنا چاہتی تھی۔ مجھے لگا اگر میں مزید وہاں رہی تو پاگل ہو جاؤں گی۔ سو یوں اب میں تمھارے ساتھ ہوں۔

12

کسی کے بن کسی کی یاد کے بن

جیے جانے کی ہمت ہے، نہیں تو

کمرے میں سناٹا ہوتے ہی مجادلہ واپس اپنے وجود میں واپس آئی، کہانی سنتے سنتے وہ خود کو امریکہ میں حوریہ کی زندگی گزارتی محسوس کرنے لگی تھی۔ وہ اس کے جذبات کو سمجھ ہی نہیں محسوس بھی کرنے لگی۔ کیسی دکھ اور محرومی سے بھری زندگی گزاری ہے بیچاری نے۔

محبت بھی ہوئی تو ممنوع والی۔۔

محبت کی خوشی بھی کس قدر مختصر اور اسکا انجام کتنا دردناک ہوا۔

مجادلہ نے اندھیرے میں اس کے چہرے کو دیکھا، وہ نمناک آنکھوں سے چھت کو دیکھتے ہوئے اندر کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔

اس دن تمھارے ساتھ ہائیکنگ پر بالکل ایسا لگا جیسے میں گلشفہ کے ساتھ ہوں۔ اسی لیے میں جذبات میں بہہ گئی۔

مجادلہ نے اسے گلے لگالیا۔ یار مجھے بہت افسوس ہے! میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی تم نے اتنے دکھ سہے ہیں۔ اسکی آواز بھرا گئی۔۔ میں تمھارے جذبات اور دکھ سمجھ سکتی ہوں۔ یقنیا محبت کی کمی ساری زندگی پوری نہیں ہوتی۔ پر میں وعدہ کرتی ہوں تمھیں آئندہ کسی دوست کی کمی نہیں ہونے دوں گی۔

حوریہ نے نم آنکھوں سے اسے بھینچ لیا، اور اس کے سینے سے لگی جانے کب سوگئی۔

مجادلہ کو بھی اپنے سینے میں عجیب سی ٹھنڈک محسوس ہوئی اس کے دل میں حوریہ کے بارے میں تعصب اور کنفیوژن ختم ہوگئی۔ وہ سمجھ سکتی تھی کہ وہ بیچاری کس کرب سے گزری ہے۔

نیم خوابی میں اسے لگا وہ کھلے آسمان تلے گھاس پر لیٹی نیلے آسمان کی وسعت کو اپنے اندر اتار رہی ہیں۔ جیسے اس پوری کائنات میں صرف وہ ہے۔ ایک سرشاری ان کے وجود سے نکل کر پورے ماحول پر طاری ہوگئی۔

اس کی آنکھ کھلی تو حوریہ کو بڑی محویت سے اپنی طرف دیکھتے پایا۔ اس کے چہرے پر ایسا سکون اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

تھینکس یار! کل رات بہت عرصہ بعد مجھے سکون کی نیند آئی۔ تم واقعی بہت اچھے دل کی ہو۔۔ اس نے محبت سے مجادلہ کے گال کو چوما،

اب مجھے شرمندہ مت کرو، میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ ویسے بھی دوست آخر ہوتے کس لیے ہیں۔ آج وہ وقت سے کچھ زیادہ ہی پہلے جاگ بیٹھی اور نیند بھی پوری تھی۔ شکریہ تو مجھے تمھارا ادا کرنا چاہیے جو تم نے مجھے جلدی اٹھا دیا ورنہ آج کی کلاس مس ہو جاتی تو میری حاضری شارٹ ہو جانی تھی۔ یہ کہہ کر وہ جلدی جلدی تیار ہونے چلی گئی۔

اس کا ذہن حوریہ کے بارے میں ہی سوچتا رہا۔

کلاس بھنک کر کے وہ سیدھا لائبریری پہنچی۔ حوریہ کانوں میں ہیڈ فون لگائے اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھی تھی۔

اسنے پیچھے سے آکر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

حوریہ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

مجادلہ تمھارے علاوہ مجھے جانتا ہی کون ہے جو ایسی حرکت کرے۔

آئی نو! میں بھی کتنی سٹوپڈ ہوں۔ وہ کرسی گھیسٹ کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی،

تمھیں پتا ہے! ابھی تم نے میری آنکھوں پر ہاتھ رکھا تو مجھے گلشفتہ یاد آگئی۔ وہ بھی بالکل ایسا ہی کرتی، جبکہ اسے بھی معلوم تھا یونیورسٹی میں اس کے علاوہ میری کوئی دوست ہے ہی نہیں۔ اسکے چہرے پر خوشی اور اداسی کے ملے جلے جذبات ابھرے۔

اچھا سب باتیں چھوڑو یہ بتاؤ ابھی فری ہو؟

نہیں یار! مارکیٹنگ کا ایک لیکچر ہے اور اسائنمنٹ بھی بنانی ہے۔ کیوں کوئی کام ہے کیا۔

ایک تو تم نے پڑھائی کو اتنا سر پر سوار کیا ہوا ہے، یار یونیورسٹی پڑھائی کے لیے نہیں زندگی انجوائے کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ چلو آج تمھیں کلاس بھنک کرنے کے مزے سے آشنا کرواتی ہوں یہ کہہ کر وہ اٹھ بیٹھی

پر اسائنمنٹ؟ اور ہم جا کہاں رہے ہیں۔

ایک تو تم ابھی تک یونیورسٹی کی پڑھائی کو نہیں سمجھ سکیں۔ یہاں اسائنمنٹ ٹائم ہر جمع کون کرواتا ہے۔ آخر میں چھاپا مار کر جمع کروا دینا۔ یہ جو تم اتنی محنت کر کے اسائنمنٹ بناؤ گی، ٹیچر نے پڑھنی بھی نہیں ہے۔ اسی لیے ریلیکس۔۔۔۔

ابھی ہم پارٹی سین کرنے جا رہے ہیں۔ وہ اسے تقریباً گھسٹتی ہوئی چل پڑی۔۔

تھوڑی دیر بعد دونوں میریٹ ہوٹل میں چاکلیٹ اینڈ براؤنیز فیسٹیول میں موجود تھیں۔

آج میں ساری چاکلیٹس کو چکھ کے ضرور جاؤں گی۔ پچھلے سال مجھے اس فیسٹول کے مس ہونے کا اتنا دکھ ہوا کہ بتا نہیں سکتی۔ اس سے اپنی ایکسائٹمنٹ چھپائے نہیں چھپ رہی تھی،

بچپن سے ہی چاکلیٹس دیکھ کر میں بے چین ہو جاتی ہوں، کیکس میں بھی مجھے صرف چاکلیٹ کیک ہی پسند ہیں، گھر میں نوٹیلا کے ڈبے تمھیں میری چاکلیٹس کی دیوانگی کے بارے میں بتارہے ہونگے۔ مجھے تم ہر چیز میں چاکلیٹ ڈال دو میں کھالونگی۔ اسی لیے میرا فیورٹ کلر بھی براؤن ہی ہے۔

کبھی کبھی میں سوچتی ہوں جنت میں دودھ اور شہد کے ساتھ چاکلیٹ کی نہر بھی ہونی چاہئے۔

چاکلیٹ کی نہر کا تم کیا کروگی۔

نہاؤں گی اس میں، اور کیا؟

دونوں نے قہقہے لگایا۔

ویسے مجھے بھی چاکلیٹ پسند ہے خاص طور پر سٹرابیریز کے اوپر چاکلیٹ لگی ہو تو مزہ ہی آجاتا ہے۔

اچھا تو اندر سے تم بھی میری طرح ندیدی نکلیں۔۔ اسنے حوریہ کے کندھے پر ہلکے سے گھونسا مارا۔

ایک گھنٹے بعد وہاں سے نکلتے ہوئے بھی وہ حسرت سے چاکلیٹس کو دیکھ رہی تھی۔ اگرچہ اس کے پیٹ میں ایک بائٹ کی بھی گنجائش نہیں تھی پھر بھی آنکھیں دیکھنے سے اور ناک چاکلیٹ کی خوشبو سے نہیں بھرے۔ اس نے ڈھیر ساری پسندیدہ چاکلیٹس گھر کے لیے پیک کروالیں۔

اف مجی! اتنی چاکلیٹ کھالی کہ مجھے ڈر ہے کہیں شگر ہی نہ ہو جائے۔

ایک تو تم امریکن لوگوں کو ہر وقت کسی نہ کسی چیز کا ڈر لگا رہتا ہے، کبھی گلابل وارمنگ کا، کبھی تیل ختم ہونے کا، کبھی پانی ختم ہونے کا، کبھی دہشت گردی کا، کبھی موٹاپے کا، کبھی کینسر کا، کبھی شوگر کا، کبھی بڑھاپے کا۔۔بلا بلا بلا۔۔۔۔ایسے گھٹ گھٹ کے جینا بھی کوئی جینا ہے بھلا۔۔۔

ہم لوگوں کو دیکھو دنیا کو کونسا مسئلہ ہے جو ہمین نہین ہے لیکن پھر بھی زندگی کو کھل کے جیتے ہیں۔ مجادلہ اپنی ٹون میں واپس آگئی۔

بھئی باتوں میں تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا۔۔۔

13

شام کو اکثر بیٹھے بیٹھے دل کچھ ڈوبنے لگتا ہے

تم مجھ کو اتنا مت چاہو، میں شاید مر جاؤں گی۔

کچھ دنوں کی گرمی کے بعد اچانک موسم سہانا ہوا تو مجادلہ نے سوچا ایسے موسم میں گھر بیٹھنا جرم ہے۔ وہ حوریہ کے ساتھ مل کر پلان بنانے کا سوچ ہی رہی تھی کہ سمیر کی کال آگئی۔۔

ہیلو جان من کیسی ہو!

اسے سمیر کا یوں جان من کہنا عجیب لگتا۔

میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں۔

بھئی یہ کیا اچانک آپ جناب کرنا شروع کر دیا ہے تم نے۔ وہ جون کا شعر نہیں سنا تم نے

شرم، دہشت، جھجھک، پریشانی

ناز سے کام کیوں نہیں لیتیں

آپ، وہ، جی، مگر یہ سب کیا ہے

تم میرا نام کیوں نہیں لیتیں

اسے ہنسی آ گئی۔

اب ہماری مشرقی تہذیب میں لڑکیاں اپنے محبوب کے ساتھ ایسے ہی ادب سے پیش آتی ہیں۔

ارے نہیں یار! سارا مزہ کرکرہ کر رہی ہو۔

مزہ تو آپ نے دوستی کو محبت میں بدل کر کرکرہ کیا ہے۔

یار میں چاہتا ہوں تم میری بیوی بعد میں اور دوست پہلے بنو۔ سو آج سے یہ شرم، دہشت، جھجھک چھوڑو اور پہلے کی طرح اپنی ٹون میں واپس آ جاؤ۔

اچھا دیکھتی ہوں، پر تھوڑا ٹائم لگے گا۔

تمھارے لیے ٹائم ہی ٹائم ہے میری جان۔۔۔

اچھا باقی باتیں چھوڑو، موسم بہت رومانٹک ہو رہا ہے اور ایسے رومانٹک موسم کو اکیلے گزارنا مذہب عشق میں گناہ ہے۔

اچھا جی اب اچانک جناب محبت سے عشق کے درجے پر چھلانگ لگا چکے ہیں۔ اسنے شوخی سے کہا۔

اور نہیں تو کیا۔ میں تو سر سے پاؤں تک تمھارے عشق میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ کسی پل چین نہیں آتا، ہر لمحہ تمھارا ہی خیال آتا رہتا ہے۔ تنگ آ کر میں یہی سوچتا ہوں

سخت کافر تھا سمیر جس نے پہلے

مذہب عشق ایجاد کیا

اسے ہنسی آ گئی

او مسٹر عاشق ایک تو اچانک تم پر شاعری کا بھوت پتا نہیں کیوں سوار ہو گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں نا کہ انجینئرز کا شاعری سے دور دور کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ اسی لیے تم شعر بھی غلط پڑھ رہے ہو۔ بیچارے میر تقی میر کی روح تمھارے یوں شعر پڑھنے پر تکلیف کا شکار ہو گی۔ اصل شعر یہ ہے

سخت کافر تھا جس نے پہلے میر

مذہب عشق ایجاد کیا

وہ کھسانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

غلط ہو یا صحیح میرے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں تو شدت جذبات میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ

کاش میں تیری چٹی کلائی کا کنگن ہوتا

سمیر بس بھی کرو، کتنے شعروں کی ٹانگیں توڑو گے۔ سمجھ گئی ہوں کہ عشق کی گہرائی میں تم نے فیس بک پر موجود عشقیہ شاعری کو سنجیدگی سے پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ فلحال آج کے لیے اتنی شاعری کافی ہے۔

جان من بات یہ ہے کہ جلدی جلدی تیار ہو جاؤ، ہم اس سہانے موسم کو اکٹھے انجوائے کرنے جا رہے ہیں۔

اب کی نا آپ نے میرے دل کی بات۔

فون بند کر کے وہ جلدی جلدی تیار ہونے لگی۔ اس کے ذہن میں سمیر سے ملنے سے زیادہ موسم کو انجوائے کرنے کی ایکسائٹمنٹ تھی۔

اسے کھلے بالوں، پنک فراک اور جینز میں دیکھ کر سمیر کچھ دیر کے لیے مبہوت ہو گیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ شرما گئی۔

بس بھی کرو! ایسے ندیدوں کی طرح دیکھ رہے ہو جیسے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں۔

وہ جھینپ گیا۔ یار بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔

تعریف کا شکریہ۔۔۔

جناب بھی کچھ کم نہیں لگ رہے۔ لگتا ہے آج کل سیلون میں کافی ٹائم لگایا جا رہا ہے۔

اس نے قہقہ لگایا۔

اچھا جی تم لڑکیاں جو مرضی کرتی رہو، ہم کریں تو سالا کیرکٹر ڈھیلا ہے۔۔۔

نہیں نہیں بہت اچھی بات ہے، وہ پہلے تم اتنی کیئر نہیں کرتے تھے نا اس لیے فرق لگ رہا ہے۔

پہلے کوئی تھا بھی تو نہیں جس کے لیے ایسا کرتا۔ وہ کہتے ہیں نا

نئی شرٹ پہن کر جاؤں کہاں

سیلون جاؤں کس کے لیے

لو جی پھر شاعری کی ٹانگیں توڑنا شروع کر دیں تم نے۔۔ یہ بتاؤ کہاں کا ارادہ ہے۔

ارادہ تو چاند پہ جانے کا ہے لیکن پرنسس جہاں کہیں گی چلے جائیں گے۔

نہیں چاند پہ پھر کسی دن چلیں گے۔ آج تم منال لے جاؤ وہاں سے بھیگتے ہوئے اسلام آباد کا نظارہ بہت اچھا لگتا ہے۔

جو حکم مائی پرنسس۔۔۔اسنے تابعداری سے کہا۔

آج کل کچھ زیادہ ہی ڈرامے باز نہیں ہوتے جا رہے تم۔

ڈرامے باز تو نہیں البتہ عشق کے نشے کی وجہ سے حواس کچھ سلامت نہیں رہتے۔

مسٹر رومیو ذرا دیکھ کر گاڑی چلائیں، بارش کی وجہ سے سڑک پر پھسلن بھی ہوتی ہے اور راستہ خطرناک ہے۔ کہیں عشق کے چکر میں منال سے کچھ اوپر ہی نہ پہنچ جائیں۔

اچھا ہے نا! پتہ چلے گی، دو پیار کے پنچھی راہ عشق میں شہید ہو گئے۔

توبہ ہے! کیسے ہر بات میں شغل ڈھونڈ لیتے ہو۔۔

موسم اچھا ہونے کی وجہ سے منال میں کافی رش تھا، فیملیز اور جوڑے ہی جوڑے آئے ہوئے تھے۔ ہلکی ہلکی پھوار دل کو بہت ہی بھا رہی تھی۔

خوشگوار کافی اور موسم سے انجوائے کرتے کرتے وہ جانے کیوں اداس ہو گئی۔ آخر ہر محبت کا انجام برا ہی کیوں ہوتا ہے۔ یہ محبت کرنے والوں کو برباد ہی کیوں کرتی ہے۔

خوب ہے یہ شوق کا عالم بھی

میں بھی برباد ہو گئی تو بھی

اس کے چہرے پر اداسی دیکھ کر وہ بھی سنجیدہ ہو گیا۔

سب خیر تو ہے نا؟

کچھ نہیں بس ایسے ہی خیال آیا کہ ہر سچی محبت کا انجام جدائی اور بربادی میں ہی کیوں ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے حوریہ کا چہرہ آ گیا۔

سمیر نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔۔

محبت میں کس کی بربادی دیکھ لی تم نے؟

کچھ نہیں ویسے ہی ایک دوست کی کہانی سن کر بہت دکھ ہوا۔ بیچاری نے ٹوٹ کر چاہا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ اسنے ٹھنڈی سانس لی۔

اور تم سوچ رہی ہو کہیں ہماری محبت کا بھی انجام ایسا ہی نہ ہو۔۔۔

میری جان! تم بھی کیسی کیسی باتوں پر پریشان ہوتی رہتی ہو۔ کچھ نہین ہو گا ہماری محبت کو۔۔

اس کے ذہن میں کچھ اور ہی چل رہا تھا۔ جب بھی وہ حوریہ کے ساتھ ہوتی اسے یوں لگتا ان کے بیچ دوستی سے بڑھ کر کچھ ہے۔ ایسا رشتہ جسے وہ کوئی نام بھی نہیں دے سکتی تھی۔ ابھی تک وہ سمیر کے لیے ویسے کوئی جذبات محسوس نہیں کر سکی تھی جیسے اس نے سوچے تھے۔ پر یہ سوچ کر دل کو تسلی دے دیتی کہ شاید سب کے ساتھ ہی ایسا ہوتا ہے۔

یار تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔ یقین مانو تمھیں پانے کے لیے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔ سمیر نے جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔

اچھا یہ بتاؤ کتنا چاہتے ہو مجھے۔۔۔ اس نے گہری سوچ میں ڈوبے انداز میں پوچھا۔۔

اتنا کہ۔۔۔۔۔ تمھارے بغیر جینے کا تصور میرے لیے محال ہے۔ سمیر نے جذبات سے اس کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے کہا۔

اس لمحے پہلی بار دل میں کسی انجان احساس نے اسکے دل میں جنم لیا۔ شرم سے اس کی آنکھیں جھک گئیں۔

اچھا تو چاہے جانے کا احساس ایسا ہوتا ہے۔

اس نے دھیرے سے اپنا ہاتھ چھڑاوایا کہ کہیں اس کے جذبات چہرے سے چھلک ہی نہ پڑیں۔

چھوڑو ہم بھی کیا اداس باتیں لے کر بیٹھ گئے ہیں۔ ایسی سہانی شام ان باتوں کے لیے نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کیا کھلا رہے ہو۔۔ اس نے بظاہر اپنے روایتی انداز میں لوٹتے ہوئے کہا۔

وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

حیا سے سر جھکا لینا، ادا سے مسکرا دینا

حسینوں کو بھی کتنا سہل ہے بجلی گرا دینا

کوئی حال نہیں تمھارا۔۔۔

14

ہر حالت کے بیری ہیں یہ لمحے

کسی غم کے بھروسے پہ نا رہیو

حوریہ کو اس گھر میں آئے چھ مہینے سے زیادہ ہو گئے پر ایسا لگتا جیسے وہ ہمیشہ سے گھر کی فرد ہو۔ عفت جہاں کو تو جیسے ایک اور بیٹی مل گئی۔ انھوں نے ایک لمحے کے لیے بھی اسے احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ غیر ہے۔ ہر معاملے میں ااس کی بھی رائے پوچھی جاتی۔ اگرچہ دونوں ہم عمر تھیں پر مجادلہ کو اس کی شوخ و چنچل طبیعت کی وجہ سے سب بچی ہی سمجھتے۔ اسے اس بات سے چڑ ہوتی۔

یہ کم بولنے والوں کو پتا نہیں کیوں سارے سیریس لینا شروع کر دیتے ہیں۔ آخر زیادہ بولنے کے مطلب یہ تو نہیں کہ میں سنجیدہ انداز سے سوچ نہیں سکتی۔ بس آئندہ سے میں بھی کم بولوں گی۔ پھر پتا چلے گا لوگوں کو۔۔۔

اس کی ریزولوشنز دیکھ کر وہ ہنس دیتی۔۔

نہیں نہیں یار ایسا ظلم نہ کرو۔ تم خاموش ہو گئیں تو گھر میں قبرستان جیسی خاموشی ہو جائے گی، تمھاری ہی وجہ سے تو رونق اور زندگی کا احساس ہوتا ہے۔ خاموش لوگ بھی کم بول کر کوئی کمال نہیں کرتے۔ ان بیچاروں کے پاس بولنے کے لیے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ بس اپنے اندر کی خاموشی میں ڈوبے رہتے ہیں،

اسے پہلی بار احساس ہوا کہ خوشیوں بھرا گھر کیا ہوتا ہے، پاکستان آنے سے پہلے وہ سمجھتی رہی کہ وہ ایک جیل سے نکل کر زیادہ سخت جیل میں جانے والی ہے۔ جہاں خوشی اور زندگی نام کی کوئی چیز نہ ہو گی۔ ہر طرف انتہا پسندی اور دہشت گردی ہو گی۔ مگر یہاں زندگی اپنے ہی رنگ میں موجود تھی۔ ہاں ویسی نہیں جیسے امریکہ میں تھی۔ یہاں کے لوگوں کا زندگی کو دیکھنے کا انداز ہی مختلف تھا۔ ہزار مسائل، غربت، کمیوں اور محرومیوں کے باوجود وہ اکٹھے رہتے اور زندگی کھل کے جیتے۔ مجادلہ اور اسکے بھائیوں کو ہر چیز کی آزادی تھی۔ پھر بھی وہ ایسی کوئی حرکت نہ کرتے جو ان کے ماں باپ کو بری لگتی۔ اس کی وجہ ان کا بچوں کے ساتھ قریبی تعلق ہونا بھی تھا۔ کاش ممی پپا بھی ایسے ہوتے تو آج ارسلان بھائی زندہ ہوتے۔

پاکستان آنے سے پہلے اس کے اندر جینے کی امنگ مر چکی تھی۔ وہ بس کسی امید کے بغیر جی رہی تھی۔ ہر دم اداسی اور مایوسی اسے گھیرے رکھتی۔ زندگی ختم کرنے کا خیال کسی نہ کسی حوالے سے اس کے ذہن میں چلتا رہتا۔

پر ان چھ مہینوں میں وہ جیسے اس کا نیا جنم ہو گیا ہو۔ زندہ رہنے کی نئی امنگ اس کے دل میں جاگ اٹھی۔ اس کا دل چاہنے لگا وہ بھی بنا سنورا کرے۔ اچھے کپڑے پہنے، چھوٹی چھوٹی باتوں سے لطف اندوز ہو۔ شام کو بیٹھ کر سب کے ساتھ ٹی وی ڈرامے دیکھے۔ کھانے کا مینو، بیڈ شیٹس کا کلر، کمرے کی سیٹنگز پر گھنٹوں بحث کرے۔ اپنی اندر ساری تبدیلی کا کریڈٹ وہ مجادلہ اور اس کی فیملی کو دیتی۔ خاص طور پر اگر وہ نہ ہوتی تو وہ پتا نہیں کیا کرتی۔

ہر سب کچھ ٹھیک نہیں تھا۔

مجادلہ کے بھائی عاکف کی باتیں اور حرکتیں اسے پریشان کرنے لگیں۔ یہ بات بہت واضح تھی کہ وہ اس کی محبت میں گرفتار ہے۔ جب بھی وہ اس کے سامنے آتا اس کے چہرے کے تاثرات اور باڈی لینگوج تبدیل ہو جاتی۔ اس کے لہجے میں نرمی اور مٹھاس آ جاتی۔ وہ حتی الامکان کوشش کرتی کہ اسے بڑھاوا نہ دے۔ وہ اس کے سامنے سنجیدہ رہتی۔ اسے ہمیشہ عاکف بھائی کہہ کر ہی پکارتی جسے سن کر اس بیچارے کا چہرہ اتر جاتا۔

اسے ہر دم ڈر لگا رہتا کہ کہیں وہ اقرار محبت نہ کر دے۔

پر وہ کب تک اس بات کو ٹال سکتی۔ غالبا عفت جہاں اور اس کے ممی پپا کی بھی یہی خواہش ہے کہ وہ عاکف سے شادی کر لے۔ وہ کیسے سمجھائے گی کہ وہ عاکف کیا کسی بھی لڑکے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ کیسے بتائے کہ اسے لڑکیاں پسند ہیں؟

اس بات کو صرف مجادلہ سمجھتی تھی۔ پر وہ خود اب مسئلے کا حصہ بننے لگی تھی۔

جب وہ پاکستان آئی تو اسے ہر لمحہ گلشفتہ کا ہی خیال آتا، وہ گھنٹوں اس کی تصویریں دیکھتی رہتی۔ جذبات بہت بھر آتے تو چھپ چھپ کر روتی۔۔ انھی جذبات میں اس سے وہ غلطی ہوئی جس نے اس کا راز مجادلہ پر آشکار کر دیا۔ پہلے تو وہ بہت ڈری کہ جانے کیا ہو گا پر خوش قسمتی سے وہ اس کی غم خوار اور دوست بن گئی۔ اسی دوستی کے وسیلے اس کے زخم بھرنے لگے۔

پر یہیں ایک اور مسئلے کا آغاز بھی ہو گیا۔ اس کے ذہن سے گلشفتہ کا خیال مدھم پڑھنے لگا۔ کبھی کبھی اسے اس بات پر شرمندگی بھی ہوتی کہ وہ کیسے وہ اپنی نئی زندگی میں مصروف ہو کر اپنی محبت کو بھولتی جا رہی ہے۔ پر وہی بات کہ

بعد بھی تیرے جانِ جاں دل میں رہا عجب سماں

یاد رہی تیری یہاں، پھر تیری یاد بھی گئی۔

چشمِ تصور میں گلشفتہ کے دھندلے چہرے کی جگہ ایک دوسرا چہرہ لینے لگا۔

ایک رات دونوں مجادلہ کے کمرے میں بیٹھی پیپر کی تیاری کر رہی تھیں۔ رات کے دو بجے وہ تیاری مکمل کر کے اٹھی تو دیکھا مجادلہ کتاب منہ پر رکھے کب کی سو چکی ہے۔ اسے بھی نا پیپرز سے زیادہ نیند پیاری ہے۔

اس نے کتابیں اٹھائیں اور بستر کو سیدھا کیا۔

سوتے ہوئے مجادلہ کے چہرے کی معصومیت اس کی دل میں کھب گئی۔ وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھنے لگی۔ اس دن دل میں چھپے ہوئے جذبات شدت سے ابھر آئے۔ وہی جذبات جو کبھی اس نے گلشفتہ لے لیے محسوس کیے تھے۔

یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے، میں اچانک ایسا کیوں محسوس کر رہی ہو۔

مجھے ہر گز ہر گز ایسا نہیں محسوس چاہئے؟

تبھی اسے وہ ہائیکنگ والا منظر یاد آیا جب وہ مجادلہ کو گلشفتہ سمجھ کر کس کر بیٹھی تھی۔ وہ بیچیں ہو کر بستر سے اٹھ بیٹھی۔ اس کی آنکھوں سے نیند اڑ گئی۔ وہ کھڑکی کھول کر گہری سانسیں لینے لگی۔

یہ قدرت ایک بار پھر میرے ساتھ مذاق کے موڈ میں ہے۔ ابھی میری زندگی ذرا سنبھلنے کیا لگی پھر میرے دل میں محبت کے جذبات جگا رہی ہے۔ جب میری فطرت کے لیے محبت کو پانا ناممکن ہے تو آخر قدرت میرے دل میں محبت جگاتی کیوں ہے؟

یا اللہ کیا یہ میرے ساتھ ناانصافی نہیں ہے؟ کیا پہلے ہی میرے لیے مصیبتیں کم تھیں جو ایک بار پھر محبت کی مصیبت بھی اٹھاؤں؟

مجادلہ کی آواز اسے خیالوں سے باہر لے آئی۔ یہ آدھی رات کو کن سوچوں میں گم ہو۔ میں پچھلے دس منٹ سے تمھیں دیکھ رہی ہوں یوں بت بنی کھڑی ہو۔ خیر تو ہے۔ اسنے نیند سے بھرے لہجے میں پوچھا۔ میری تو جانے کب آنکھ لگ گئی۔

چلو سو جاؤ! صبح پیپر کے لیے تم نے ہی مجھے جگانا ہے۔

وہ ٹھنڈی سانس لے کر بستر کی طرف آگئی۔ مجادلہ مسکرا کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ مسکراہٹ دیکھ کر اسکے دل میں کچھ ہونے لگا۔۔

اسے یوں اپنی طرف انہماک سے دیکھتے پا کر مجادلہ نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

خیر تو ہے؟

اس نے شرمندگی سے نظریں پھیر لیں۔

کچھ نہیں! جب تمھیں نیند آئی ہو نا تو تم بہت کیوٹ لگتی ہو۔

وہ ہنس پڑی۔۔

ویسے ایک بات کہوں! سوتے میں تم بھی قیامت لگتی ہو۔۔۔

چلو ہٹو۔۔ ایویں مکھن لگاتی رہتی ہو۔۔

سچ کہہ رہی ہوں۔ ہاں یاد آیا میرے پاس تو ثبوت بھی ہے۔ مجادلہ نے فوراا اپنے موبائل سے کئی مہینے پہلے کھینچی تصویر دکھائی۔

وہ چاندنی میں اپنے چہرے کو دیکھ کر حیران ہوئی۔۔۔

یقین آ گیانا!! مکھن شکھن کوئی نہیں لگاتی۔ جو سچ ہے وہ بتاتی ہوں۔

ہاں ٹھیک ہی ہے بس!

اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ تم صحیح معنوں میں ایک حسن کا شاہکار ہو۔

پہلے ہی اس کے جذبات اتنے بڑھکے ہوئے تھے، مجادلہ کی تعریف نے اور آگ لگادی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

15

عشق نے یوں دونوں کو ہم آمیز کیا

اب تو تم بھی کہہ دیتے ہو، تم بھی نا!

یونیورسٹی سے گھر پہنچتے ہی مجادلہ کی نظر سمیر کی ممی بشری آنٹی پر پڑی تو وہ یکدم سیدھی ہو گئی۔ انھیں سلام کر کے انھی کے ساتھ بیٹھ گئی۔ امی ان سے گلہ کر رہی تھیں

بھابھی اب تو آپ ہمارے گھر کا راستہ ہی بھول گئی ہیں۔ اتنے عرصے بعد چکر لگایا ہے آپ نے۔

ارے عفت ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ دراصل خاندان میں ایک کے بعد ایک شادیاں بھگتاتے ہوئے یقین مانو کسی چیز کے لیے وقت ہی نہیں ملا۔ اب فرصت ملی تو سب سے پہلے تمھارے پاس آئی ہوں۔

اچھا کیسی رہی شادیاں؟ اور یہ بتاؤ ان شادیوں میں سمیر کے لیے کوئی بہو بھی پسند کی یا نہیں؟

بھئی میری تو تین چار لڑکیوں کو نظر تھی، مگر جب میں نے سمیر سے ذکر کیا تو جناب کہنے لگے میں اپنے لیے لڑکی خود ڈھونڈ لوں گا۔

میں نے بھی سوچا اچھا ہے میری اس جھنجھٹ سے جان چھوٹی، بعد میں کم از کم یہ تو نہیں کہے گا کہ ممی یہ کیسی بہو لے آئی ہیں۔ ویسے بھی اب نیا دور ہے، ہمارے دور والی باتیں تو نہیں چلیں گی۔

تبھی بشری آنٹی نے معنی خیز نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔ وہ کچھ سمجھ کر شرما گئی۔۔

عفت دراصل میں آج اسی کام کے سلسلے میں آئی ہوں۔

کیا مطلب بھابھی۔ امی کے لہجے میں تجسس تھا۔۔

مجادلہ کے دل کی دھڑکن بھی تیز ہوگئی۔

ہم سالوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ بلکہ میں تو پورے خاندان میں یہ کہتی ہوں کہ تم میری سگی بہنوں سے بھی زیادہ سگی ہو۔ ہمیں یہاں اسلام آباد میں کبھی رشتے داروں کی کمی محسوس ہی نہیں ہوئی۔

بس بھابھی یہ آپ کی محبت ہے جو آپ ایسا سوچتی ہیں۔

مجھے بہت خوشی ہوگی اگر ہمارا رشتہ مزید مضبوط ہو جائے۔

عفت جہاں کے چہرے پر کچھ سمجھتے ہوئے ایکسائٹمنٹ آگئی۔

جی بھابھی کھل کر بولیں۔۔

میں مجادلہ کو اپنی بیٹی بنانا چاہتی ہوں۔

اسکی دھڑکن رک گئی۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا۔

یہ دن کبھی نہ کبھی تو آنا تھا لیکن سمیر نے اسے بتائے بغیر یوں اچانک یہ سب کر دیا۔ اسے سمجھ نہ آئی وہ کیا کرے۔ بس شرما کر اپنا سر جھکا لیا۔

عفت جہاں کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑی۔

بھابھی اس سے اچھی بات تو کوئی اور ہو نہیں سکتی۔۔ میری بھی یہی خواہش ہے۔ مگر آج کل کے بچے اپنی زندگی کے فیصلے خود کرنا پسند کرتے ہیں تو ان کی مرضی جاننا بہت ضروری ہے۔

ہاں میں بھی اسی بات پر یقین رکھتی ہوں۔ دراصل سمیر نے ہی مجھے یہاں رشتہ لے کر جانے کو بولا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو بچپن سے جانتے بھی ہیں اور شاید پسند بھی کرتے ہیں۔ بشری آنٹی نے معنی خیز انداز سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

وہ لال ٹماٹر ہوگئی۔

امی اس کے تاثرات دیکھ کر بات سمجھ گئیں۔

مجادلہ بیٹا تمھیں اس رشتے پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو بے جھجھک بتادو۔ تم پر کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔۔ بشری آنٹی نے مزید یقین دہانی کے لیے پوچھا۔

آج اسکا سارا کانفیڈنس اور شوخی جانے کہاں چلی گئی۔

نہیں آنٹی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسے اپنی آواز اجنبی اجنبی لگنے لگی۔

اس کے لیے وہاں بیٹھنا دشوار ہو گیا اور وہ شرما کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

پیچھے سے امی اور بشری آنٹی کا قہقہہ گونجا۔

عفت جہاں کو یاد آیا جب ان کا رشتہ آیا تھا تب ان کا ردعمل بھی ایسا ہی تھا۔ شاید شرم مشرقی عورت کے خمیر میں ہے۔ اس دن اچانک انھیں احساس ہوا کہ ان کی گڑیا سی بیٹی اتنی بڑی ہو گئی ہے کہ اس کے رشتے آنا شروع ہو گئے ہیں۔ اور کچھ عرصے میں وہ گھر سے چلی بھی جائے گی۔

یہ ماں بیٹی کا رشتہ بھی عجیب ہوتا ہے۔ جسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔

میں جانتی ہوں مجادلہ کی یونیورسٹی ختم ہونے میں ابھی وقت ہے۔ سمیر بھی ابھی کچھ عرصہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہتا ہے۔۔ اس کی انجینئرنگ بس ختم ہونے والی ہے۔ اس کے ماموں چاہ رہے ہیں وہ کراچی جا کر ان کی جینز یٹرز کی کمپنی میں کام کرے۔ سمیر کو بھی یہ بات پسند ہے۔ وہ بس چاہتا ہے کہ منگنی پہلے ہو جائے

ویسے بھی مجھے ڈر خدشہ ہے کہ اگر وہ یونہی کراچی گیا تو اس کے پپا کے خاندان والوں کی طرف سے رشتہ کرنے کا پریشر بہت بڑھ جائے گا۔ اور اگر ہم نے لیت و لعل کی تو سب یہی کہیں گے کہ یہ سب میری طرف سے ہو رہا ہے۔ اسی بات کو ختم کرنے کے لیے میں چاہتی ہوں اس کی منگنی ہو جائے تو سب کے منہ بند ہو جائیں گے۔

اس سے بہتر بات تو کوئی ہو ہی نہیں سکتی بھابھی۔ عفت جہاں نے خوشی سے کہا۔

میں آج ہی مجادلہ کے ابو سے بات کرتی ہوں۔ ویسے مجھے معلوم ہے وہ یہ بات سن کر بہت خوش ہونگے۔

مجادلہ کو خوشی تو ہو رہی تھی مگر کنفیوژن بھی۔ کیونکہ سمیر نے اسے بتائے بغیر یوں اچانک رشتہ بھیج دیا۔

یار کم از کم مجھے بتا تو دیتے کہ آنٹی آنے والی ہیں۔ اس نے فون پر گلہ کرتے ہوئے کہا۔

سوری یار۔ میں بتانے ہی والا تھا کہ ایک دوست کے ایکسیڈنٹ کی خبر آ گئی۔ تو وہاں مصروف گیا۔

تو کیا تم ناراض ہو اس بات پر؟

ارے نہیں ناراض نہیں تھوڑی سرپرائز ہو گئی۔

بس یار حالات ہی کچھ ایسے بنے کہ میرے پاس اس کے علاوہ کوئی آپشن نہیں بچا؟

کیسے حالات؟

دراصل ماموں چاہتے ہیں کہ میں کراچی جاکر ان کی کمپنی میں کام کروں۔ کام بھی میری پسند کا ہے اور آزادی بھی بہت ہو گی۔ مگر ایک مسئلہ ہے کہ سارے خاندان والے میرے رشتہ کرنے کے پیچھے پڑ جائیں گے۔

اسے ہنسی آ گئی۔ کچھ زیادہ ہی خوش فہمی نہیں ہے جناب کو۔۔

وہ بھی ہنس پڑا۔۔

بس دیکھ لو یہ تو اسلام آباد والوں کو قدر نہیں ہے ہماری ورنہ تو چراغ لے کر ڈھونڈو تو ہم سا نہ ملے گا۔

جی جی بالکل! بس ہمیں وہ چراغ ہی نہیں ملا جس کو لے کر ڈھونڈنا ہے۔ تو تم نے سوچا کہ منگنی کر کے اس جنجھٹ سے جان چھڑواؤں۔

بس کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔۔

دیکھ لو مسٹر رومیو! ہو سکتا ہے کراچی کی لڑکیاں دیکھ کر تمھیں اپنے فیصلے پر افسوس ہو۔ اس نے اکساتے ہوئے کہا۔

نہیں یار! تم جانتی ہو۔ میں نے تمھارے علاوہ کبھی کسی کے بارے میں نہیں سوچا۔

چاہے جانے کے احساس سے اسکی کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

اچھا کب جا رہے ہو کراچی؟؟

اگلے مہینے پیپرز کے بعد کا ارادہ ہے۔ اس سے پہلے سادگی سے منگنی کا فنکشن ہو جائے گا۔ لیکن تم سے دور ہونے کا تصور میرے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔

چلیں کوئی نہیں! اب تو ٹیکنالوجی نے دوریاں ختم کرنے کے بہت سے طریقے بنا دیے ہیں۔

آہ اب یہی کرنا پڑے گا۔ دوسرا بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں دو تین سال تک اپنے پیروں پہ کھڑا ہو جاؤں اور اپنے لیے کچھ بنا لوں۔ تا کہ جب تم میری زندگی میں آؤ تو تمھیں کسی چیز کی کمی نہ ہو۔

سو نائس آف یو سمیر! پلیز زیادہ ٹینشن نہ لو۔ میری کوئی اتنی زیادہ خواہشیں نہیں ہیں۔ ہم مل کر کوشش کریں گے۔ بس میری تعلیم پوری ہونے دو۔ اور آخری بات! منگنی کا فنکشن سادگی سے کوئی نہیں ہو گا۔ میں نے اپنی ساری فرینڈز کو بلانا ہے اور خوب ہلا گلا کرنا ہے۔ ایک ہی تو منگنی ہوتی ہے انسان کی زندگی میں۔

اچھا بابا کر لو جو کرنا ہے۔ تمھیں بھلا کوئی روک سکتا ہے۔

16

بے قراری سی بے قراری ہے

وصل ہے اور فراق جاری ہے

منگنی کی ڈائمنڈ رنگ پہنتے ہی اسے لگا جیسے کسی نے اس کے دل کو بھی جکڑ لیا ہے۔ کیا جادو ہے اس منگنی کی انگوٹھی میں جو میرا دل میں اچانک سمیر کے لیے شدید محبت پیدا ہو گئی ہے۔ اس نے شرما کر سمیر کی طرف دیکھا۔

جب اس نے سمیر کو انگوٹھی پہنائی تو اس لگا وہ اپنا دل اس کے ہاتھوں میں دے رہی ہے۔

تقریب میں ساری رونق اسکی سہیلیوں نے ڈالی تھی۔ اس نے منگنی سے صرف ایک ہفتہ پہلے یہ خبر کسی بم کی طرح تمام لوگوں پر گرائی۔

اچھا تم تو بڑی چھپی رستم نکلیں۔ بچپن کے دوست پر ہی ہاتھ ڈال دیا۔ کمال ہے بھئی۔ ہم سمجھتی رہیں کہ محترمہ کو لڑکوں میں کوئی دلچسپی ہی نہیں۔

کیا مطلب مجھے لڑکوں میں دلچسپی نہیں۔۔

سب ہنس پڑیں۔۔

بھئی سچی بات تو یہ ہے کہ سب لوگوں کو لگتا تھا تم اندر سے لیسبین ہو جسے لڑکوں سے زیادہ لڑکیاں اچھی لگتی ہیں۔ کیونکہ باقی سب لوگوں نے اپنے کسی نہ کسی کرش کا ذکر کیا ہے۔ سب کے افیئرز چلتے ہیں مگر تم اتنی شوخ و چنچل اور زندگی کے بھرپور ہونے کے باوجود کبھی کسی لڑکے کے ساتھ سیریس نہیں ہوئیں تو شک تو ہونا تھا نا۔

کوئی حال نہیں تم لوگوں کا۔۔۔ کبھی کچھ اچھا بھی سوچ لیا کرو۔

اب افیئر نہ ہونے کا مطلب یہ بھی تو ہو سکتا ہے مجھے کبھی کوئی ایسا ملا ہی نہیں جو میرا دل لینے کے قابل ہو۔۔

فنکشن میں بھی سب لڑکیاں کسی نہ کسی حوالے سے دونوں کو چھیڑتی رہیں۔

حوریہ اپنی عادت کے مطابق ایک کونے میں خاموشی بیٹھی مجادلہ کے خوشی سے بھرپور چہرے کو دیکھتی رہی۔

جانے کیوں آج وہ پھر اداس تھی، جیسے کچھ چھن گیا ہو۔

پچھلے کچھ عرصے سے اس کے اندر ایک جنگ چلی ہوئی تھی۔ اس کا ذہن اسے بار بار سمجھانے کی کوشش کرتا کہ وہ کسی ایسے وہسے کسی سٹوپڑ خیال کو زیادہ لفٹ نا کروائے مگر اس کا دل مجادلہ کی طرف کھنچا جاتا۔ جب بھی وہ اس کے پاس ہوتی، اس کے اندر ہلچل مچی ہوتی۔ اس کی باتیں سنتے سنتے وہ کھو جاتی۔

جب مجادلہ نے اسے بڑی خوشی سے اپنی منگنی کا بتایا تو اس کے دل میں شدید درد اٹھا۔ اسنے مبارک باد تو دی مگر دل میں خوشی کا احساس تک نہ تھا، جیسے کچھ چھن گیا ہو۔۔

اس کے دل میں شدید محرومی کے احساس نے لیا۔ وہ رو بھی رہی تھی اور اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔ اسے خود پر بھی غصہ آ رہا تھا۔۔

محبت کے اوپر بھی کتنی پہرے ہیں۔ سماج کچھ محبتوں کو جائز قرار دیتا ہے اور کچھ کو ناجائز۔ سمیر اور مجادلہ یا کسی بھی لڑکے لڑکی کی محبت سماج کے نزدیک جائز ہے۔ وہ اسے قبول کرتا ہے۔ انھیں عزت دیتا ہے۔ ان کے محبت کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔

اس کے برعکس میری محبت ممنوع ہے۔ اس کا ذکر بھی ممنوع ہے۔ اسے سماج، مذہب، اخلاقیات کوئی بھی قبول نہیں کرتا۔ حتکہ میں جس سے محبت کرتی ہوں اس کے سامنے بھی اقرار نہیں کر سکتی۔ آخر یہ بات کسی کو کیوں سمجھ نہیں آتی کہ یہ محبت کرنا یا نا کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ دل کب کسی کے بس میں ہوتا ہے۔ چاہے تو پتھر سے محبت کر کے اسے خدا بنا دیے۔

17

بس ایک بار کسی نے گلے لگایا تھا

پھر نہ میں تھی، نہ میرا سایا تھا

دھکا لگتے ہی مجادلہ چیختی ہوئی چالیس فیٹ نیچے پانی میں گر گئی۔ اس کے ذہن میں بس ایک ہی خیال تھا۔ آج میں نہیں بچوں گی۔

پانی میں وہ نیچے سے نیچے ہی جاتی گئی۔ اسے تیراکی ویسے ہی نہیں آتی تھی۔ اوپر سے اتنی بلندی سے چھلانگ لگانا۔

پانی کے نیچے اسے لگا کہ وہ زیادہ دیر سانس نہیں روک پائے گی۔ اس کے دل میں بس ایک یہی خیال تھا کہ ایک بار باہر آ جاؤں تو میری توبہ جو کبھی پانی کے قریب بھی گئی۔ لائف جیکٹ پر بھی اسے کوئی بھروسا نہیں تھا۔

جب وہ باہر سطح پر آئی تو اس نے چیخ مار کر ایک گہرا سانس لیا۔

بچاؤ بچاؤ۔۔۔

تبھی اسے اوپر سے حوریہ کا قہقہہ سنائی دیا۔ ساتھ ہی اس نے لائف جیکٹ کے بغیر ہی چھلانگ لگادی۔

جون کے مہینہ آتے ہی اس نے پلان بنایا کہ خان پور ڈیم چلتے ہیں۔ موسم اچھاخاص گرم تھا، ایسے میں نہانے کے اپنا ہی مزہ آتا۔ ڈیم کے درمیاں میں ایک ڈائیونگ سپاٹ ہے۔ وہاں سے پانی میں چھلانگ لگانے کا اپنا ہی مزہ ہے۔

وہ فیس بک پر تصویریں دیکھ کر یہاں کا پلان بنا تو بیٹھی مگر سچی بات تو یہ تھی کہ اسے پانی سے بہت خوف آتا تھا۔

اس کے برعکس حوریہ اچھی خاصی تیراک تھی۔ بچپن سے ہی سکول میں تیراکی کرتی رہی تھی۔ اب وہ دس منٹ سے لائف جیکٹ پہنے خوف سے نیچے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل بالکل بھی نہیں کر رہا تھا چھلانگ لگانے کو۔ اگر ڈوب گئی تو۔

حوریہ اسے سمجھاتی رہی، یار کچھ نہیں ہو گا، چھلانگ لگادو۔۔ جب کافی دیر ہوئی تو حوریہ نے اسے دھکا دے دیا۔

اسکا تو دل ہی حلق میں آگیا۔

پانی سے باہر آنے کے کچھ دیر بعد جب اس کی حالت بہتر ہوئی تو اس نے غصے سے اوپر کھڑی حوریہ کو دیکھا جس کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا۔

حوریہ کی بچی! دھکا کیوں دیا۔ میری جان نکلنے لگی تھی۔۔۔۔

ارے یار تم اتنی دیر لگا رہی تھیں، حالانکہ لائف جیکٹ کی وجہ سے تمھیں کچھ نہیں ہونے والا۔ دیکھو میں بھی آ رہی ہوں۔

یہ کہہ کر اسنے بڑے پروفیشنل طریقے سے گھومتے گھومتے چھلانگ لگائی۔

منگنی کے کچھ مہینے بعد کچھ ماہ تو دونوں نے خوب انجوائے کیا۔ خیر پہلے بھی کوئی روک ٹوک نہیں تھی پر اب کی بات ہی اور تھی۔

سمیر جب کراچی گیا تو وہ گھنٹوں کمرے میں بند ہو کر روتی رہی۔ اسے لگتا جیسے وہ یہ جدائی کا عرصہ نہیں گزار پائے گی۔

وہ بھی اداس تھا، مگر اس نے وعدہ کیا جب فارغ ہوا وہ فورا ملنے آ جائے گا۔ اسے پھر بھی تسلی نہ ہوئی۔ وہ بس اسکے قریب رہنا چاہتی تھی۔۔

اس رات بڑے عرصے بعد اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر حوریہ کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی رحمت

ہم کبھی ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں۔

اسے ہنسی آ گئی۔

یار تمھاری اردو کا لہجہ تو کافی اچھا ہو گیا ہے۔ اور یہ انگلش گانے سنتے سنتے تمھیں اردو شاعری کہاں سے پسند آ گئی۔ کہیں کسی سے محبت تو نہیں ہو گئی

حوریہ کے چہرے پر ہلکی سی لالی آئی،

میں تو اردو سمیت ہر طرح کے گانے انجوائے کرتی ہوں۔۔

تم سناؤ! بہت مصروف ہو آج کل! حوریہ نے شرارتی انداز سے کہا

وہ شرما کر ہنس پڑی۔۔ بس کچھ ایسا ہی ہے۔۔۔

آئی ایم سوری یار! بس محبت میں سمیر کے علاوہ سب کچھ بھول گئی تھی۔ ہر وقت اس کی یاد، اس سے باتیں، اس سے ملاقات۔ اپنی پیاری دوست کو بھی ٹائم نہ دے پائی۔۔

اب وہ کراچی گیا ہے تو میں واپس ہوش کی دنیا میں آئی ہوں۔۔

مجادلہ کی سمیر کے لیے محبت دیکھ کر حوریہ کے دل میں حسرت پیدا ہوئی۔ بہت دنوں سے اس نے اپنے جذبات کو قابو کیا تھا۔ لیکن یوں مجادلہ کو سامنے دیکھ کر پھر بے چین ہو گئی۔

بھئی یہ خالم خولی سوری شوری سے کام نہیں چلے گا۔ اس نے اپنے جذبات کو دباتے ہوئے فنی انداز سے کہا۔

تو کیا سزا ہے بندی کی۔۔۔۔۔۔

میں بھی گھر میں اکیلی بور ہو گئی ہوں، کہیں باہر چلتے ہیں۔۔۔

یوں دونوں کا خان پور ڈیم نہانے کا پلان بنا۔

حوریہ تو جیسے پانی میں ہی پیدا ہوئی تھی۔ بغیر لائف جیکٹ کے کسی مچھلی کی طرح کبھی پانی کے اندر جاتی کبھی سطح پر آتی۔ مجادلہ بھی تھوڑی دیر میں لائف بوٹ کے ساتھ عادی ہو گئی۔ دونوں دور تک تیرتی چلی گئیں۔ پانی اتنا ٹھنڈا تھا کہ ساری گرمی اتر گئی۔ وہ تیرتی تیرتی ڈیم کے دوسرے کونے پر چلی گئیں۔ اور کنارے پر بیٹھ کر خوبصورت نظارہ کو دیکھنے لگیں۔۔

اوہ تھینک یو مجادلہ! میں تمھیں بتا نہیں سکتی میں آج کتنی خوش ہوں۔ بچپن سے ہی مجھے تیراکی بہت اچھی لگتی ہے۔ سکول میں سب سے مزے کا کام مجھے یہ تیراکی ہی لگتا ہے،۔ جب ممی پپا نے مجھے سوئمنگ پول میں جانے سے منع کیا تو یقین مانو میری ساری خوشی ہی ختم ہو گئی۔

بہت خوش قسمت ہو تم کہ امریکہ میں سوئمنگ پولز تو ہیں۔ یہاں تو ڈھونڈنے سے سوئمنگ پولز ملتے ہیں۔ ویسے بھی میری تو پانی سے جان جاتی ہے۔

میرا تو باہر نہانے کا تجربہ صرف ٹریل فائی کے چشمے والا ہی ہے۔ سمیر نے کئی بار کہا کہ خان پور ڈیم چلتے ہیں، پر میں نہ مانتی۔ اب تم نے جب کہا کہ کوئی زبردست سا پلان بناؤ تو مجھے یہاں کا خیال آیا۔

گیلے بالوں میں مجادلہ بہت ہی حسین لگ رہی تھی۔ وہ اپنے گھٹنوں پر سر رکھ کے اسے دیکھنے لگی۔

کیا یہ کبھی جان پائے گی کہ میں اس سے کتنی محبت کرتی ہوں۔۔ ایسی محبت جو ممنوع بھی ہے اور لاحاصل بھی۔

تم حقیقت نہیں ہو حسرت ہو

جو ملے خواب میں وہ دولت ہو

حوریہ کو یوں محویت سے اپنی جانب دیکھتے پا کر مجادلہ چونک گئی۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی بتانے لگی کہ وہ کسی اور ہی کیفیت میں ہے۔ کچھ زخم شاید بھرنے کے بعد بھی نشان چھوڑ جاتے ہیں۔

کیا پھر گلشفتہ کی یاد آ رہی ہے؟ مجادلہ نے ہمدردی سے کہا۔

ہاں! بس کچھ ایسی ہی بات ہے۔

یار آئی نو کہ یوں پہلی محبت کو بھلانا مشکل ہے لیکن یوں ہر وقت ماضی میں رہنا بھی تو ٹھیک نہیں۔ لیٹس موو آن۔۔۔

ان الفاظ نے حوریہ کے دل میں ہلچل مچادی۔ اب اسے کیسے بتاؤں کہ مووَ آن کرنے کے بعد میں کہاں پہنچی ہوں۔

کہ میری قسمت ہی خراب ہے

کہ خوشی میری زندگی میں ممکن نہیں ہے۔

اس نے خاموش رہنا مناسب سمجھا۔۔

اسے خاموش دیکھ کر مجادلہ بولی۔ ویسے تم نے اپنے مستقبل کے بارے میں کیا سوچا ہے؟

آہ! ہا۔۔۔

سچ پوچھو تو میں نے اس بارے میں سوچنا چھوڑ دیا ہے۔ کبھی سوچتی بھی ہوں تو شدید مایوسی کا شکار ہو جاتی ہوں۔

مجادلہ نے ہمدردی سے اسے دیکھا۔۔

آئی نو تمھارے ساتھ ماضی میں اچھا نہیں ہوا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ مستقبل سے ساری امیدیں ہی چھوڑ دو۔ اللہ سے اچھے کی امید رکھو۔

حوریہ نے ٹھنڈی سانس لی۔۔

یار! میری مایوسی کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ وہ صرف اچھا سوچنے سے ٹھیک نہیں ہو سکتی۔

کیا مطلب ہے تمھارا مجادلہ نے چونک کر پوچھا۔

وہ جو نا آنے والا ہے نا اس سے مجھ کو مطلب تھا

آنے والوں سے کیا مطلب، آتے ہیں آتے ہونگے

زندگی میں خوشی کا تعلق محبت سے ہے، کسی کے ساتھ سے ہے، چاہے جانے کے احساس سے ہے، کسی کے ساتھ اچھی یادیں بنانے میں ہے۔ اور یہ چیزیں مجھے کبھی نہیں مل سکتیں۔ حوریہ نے اداسی نے کہا۔

کیوں نہیں مل سکتیں! مجادلہ تڑپ اٹھی۔

کیا کمی ہے تم میں، ہزاروں لڑکے تمھارا ہاتھ تھامنے پر تیار ہونگے۔

لڑکے !!؟؟

تم جانتی ہو، میں کبھی کسی لڑکے کے لیے جذبات محسوس نہیں کر سکتی۔

اوہو حوریہ یہ سب باتیں ہیں۔ مجھے بھی ایسا لگتا تھا کہ مجھے لڑکے اچھے نہیں لگتے اور میں ان کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی۔ لیکن دیکھو اب میں دل سے سمیر کو چاہتی ہوں۔ شاید تمھیں آج تک کوئی لڑکا ایسا ملا ہی نہ ہو جسے تم چاہت کے قابل سمجھو۔

نہیں! تمھارا معاملہ مختلف ہے۔ میں باقائدہ ایک لڑکی محبت کر چکی ہوں، میں اپنے دل اور اپنے جسم کی اصل فطرت کو جان چکی ہوں۔ میرے لیے اپنے اندر کے سچ کو جھٹلانا ممکن نہیں ہے۔۔

اور یہی سارے مسئلے کی جڑ ہے۔

ایک لیسبین ہونے کے ناطے میرا وجود، میری محبت، اور میری خوشی سب ممنوع ہے۔ حوریہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پتا نہیں یہ کیسی زندگی ہے جس میں آپ کا وجود ہی ممنوع ہو، اور آپ اپنے دکھ، اپنے کرب اور اپنی محبت کا اظہار بھی کسی پر نہ کر سکیں۔

تو کیا تم مجھے بھی غیر سمجھتی ہو، مجادلہ کے لہجے میں شکایت تھی۔

اب میں اسے کیسے بتاؤں کہ سب سے بڑھ کر اسے ہی تو نہیں بتا سکتی۔

حوریہ کا کرب مزید بڑھ گیا۔ وہ خاموش ہو کر دوسری طرف دیکھنے لگی جیسے مجادلہ کی طرف دیکھا تو خود پر قابو نہ کر سکے گی۔

اچھا چھوڑو ہم بھی کیا اداس باتیں لے کر بیٹھ گئی ہیں۔ آؤ پانی میں چلیں۔ یہ کہہ کر اس نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔

\-

18

کم سنی میں بہت شریر تھی وہ

اب تو شیطان ہو گئی ہو گی

اتوار کے دن مجادلہ اپنے معمول کے مطابق ایک بجے اٹھی اور نیچے پہنچی تو حور یہ اور اپنی امی کو مل کر کھانا بناتے دیکھا۔ دونوں ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھیں۔

بس بیٹا مت پوچھو اسے کتنے جتنوں سے پالا ہے۔ اس کی شرارتوں نے پورے محلے والوں کی ناک میں دم کیا ہوتا تھا۔ ہر روز کتنی ہی شکائتیں آتیں۔ اس کے ابو کو بہت غصہ آتا، ہر بار میں اس کی جان بچاتی۔ میرے اسی لاڈ پیار کا نتیجہ ہے کہ آج اس کی شادی ہونے والی ہے مگر گھر گھرستی کا کچھ پتا ہی نہیں۔

مجال ہے جو سوائے آملیٹ بنانے کے اسے کچھ آتا ہو۔ ہر وقت گھومنے پھرنے، ہلا گلا کرنے کی پڑی رہتی ہے۔ پتا نہیں اس کا سسرال میں کیا بنے گا۔ پھر میں یہ بھی سوچتی ہوں کہ یہی عمر ہے بعد زمہ داری پڑتے ہی سب ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

تبھی مجادلہ اندر داخل ہوئی۔

اچھا جی تو آج پتا چلا میرے پیچھے میرا ذکر خیر کیسے ہوتا ہے۔ اس نے مصنوعی طنز سے کہا۔

بزرگ صحیح کہہ گئے ہیں

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

وہ دونوں ہنس پڑیں۔ بھئی حور یہ مجھ سے تمھارے بچپن کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ تو میں نے سب سچ سچ بتا دیا۔

رہنے دیں امی اب اتنی بھی بری نہیں تھی بچپن میں، ٹھیک ہے تھوڑی شرارتیں کرتی تھی، لیکن یہ بھی نہیں کہ پورے محلے کی ناک میں دم کیا ہو۔

سب بچے بڑے ہو کر یہی کہتے ہیں کہ ہم بچپن میں بہت اچھے تھے۔ یہ تو ماں باپ کو ہی پتا ہوتا ہے کہ بچے کیسے پلتے ہیں۔ کوئی نہیں بہت جلد تمھیں بھی پتا چل جائے گا بیٹا۔ پھر پوچھوں گی۔

جب ہونگے تب دیکھا جائے گا۔ ابھی تو زندگی انجوائے کرنے دیں۔

انجوائے کرنے سے فرصت مل جائے تو کھانے میں ماں کا ہاتھ بٹا دیا کرو۔ اب میرے اندر وہ ہمت نہیں رہی۔ حوریہ سے ہی تھوڑی انسپائریشن لے لو۔ ہر روز میرے ساتھ کھانا بناتی ہے۔

اچھا امی کر دوں گی۔ ابھی تو کچھ کھانے کو دے دیں۔

حد ہو گئی! یہ نہیں کہ خود ناشتہ بنالو۔۔ امی نے تھوڑے غصے سے کہا،

رہنے دیں آنٹی! میں بنا دیتی ہوں، یہ کہہ کر اسنے محبت سے مجادلہ کی طرف دیکھا۔۔

بعد میں اسنے امی سے گلہ کیا! آپ بھی حد کرتی ہیں۔ میرے بچپن کے بارے میں حوریہ کو سب بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ اب وہ پتا نہیں کیا سوچتی ہو گی۔

کچھ نہیں سوچتی۔۔

وہ بہت اچھی بچی ہے۔ اب دیکھو نا میرا کتنا خیال کرتی ہے، گھر کے کاموں کے ساتھ کچن میں میرا ہاتھ بٹاتی ہے، میری باتوں کو اتنی توجہ سے سنتی ہے۔ تمھارے پاس میری باتوں کے لیے وقت ہی کہاں ہوتا ہے۔

میرے علاوہ تمھارے بارے میں بہت باتیں کرتی ہے، تمھارے بچپن کے بارے میں، تمھاری پسند نہ پسند کے بارے میں۔ میں جب تمھاری برائی کرتی ہوں تو وہ ہمیشہ تمھیں ڈیفینڈ کرتی ہے۔ بڑے اچھے دل کی ہے۔ میں تو سوچ رہی ہوں اس کے بہو بنتے ہی میری زندگی آسان ہو جائے گی۔

مجادلہ اس بات پر چونک گئی۔

امی کیا آپ نے اس سے اس سلسلے میں کوئی بات تو نہیں کی؟

ارے نہیں! ہمارے ہاں یوں لڑکیوں سے ایسی باتیں کرنے کی روایت نہیں ہے۔ میں نے بات کی بھی تو اس کی ماں سے کروں گی۔ ہاں البتہ حوریہ کی باتوں سے یہی لگ رہا ہے کہ وہ ہمارے گھر کے ماحول میں ایڈجسٹ ہو جائے گی۔

اللہ کرے! اس نے گہری سوچ میں کہا۔ اب وہ امی کو بتا بھی نہیں سکتی کہ مسئلہ کیا ہے۔

تم کیوں گہری سوچ میں ہو! کیا اسنے تم سے اس بارے میں کچھ کہا ہے؟

ارے نہیں امی! میں بس یہی سوچ رہی تھی کہ وہ امریکہ کے ماحول میں پلی بڑھی ہے، وہاں لڑکیوں کی سوچ ہمارے جیسی نہیں ہوتی نا۔۔ شاید وہ اس بات کو پسند نہ کرے کہ اس کی شادی کا فیصلہ اس کے ماں باپ لیں۔ یا وہ ابھی آٹھ دس سال تک شادی ہی نہ کرنا چاہتی ہو۔

تو تمھارے ہونے کا مجھے کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں۔ تم سے یہی تو کہا تھا کہ اس کے ساتھ رہ کر اس کی پسند ناپسند جانو۔ اس کا ذہن تیار کرو۔ لیکن تمھیں کسی چیز کی پرواہ ہو تب نا۔

امی! کرتی ہوں کرتی ہوں۔ ایک تو آپ کے نزدیک میں دنیا کی سب سے نکمی بیٹی ہوں۔

میں اپنے طریقے سے اس کا مائنڈ بنا رہی ہوں۔ اس میں تھوڑا وقت لگے گا۔

اللہ خیر ہی کرے! پتا نہیں کیا گل کھلاؤ گی۔

19

مجھے اب تم سے ڈر لگنے لگا ہے

تمھیں مجھ سے محبت ہو گئی کیا

رات گیارہ بجے مجادلہ لائٹ آف کر کے لیٹی مگر نیند نہ آئی۔ کافی دیر کروٹیں بدلنے کے بعد وہ آنکھیں کھولے چھت کو دیکھنے لگی۔

عجیب مصیبت ہے۔

امی کو یہ نہیں سمجھا سکتی کہ حوریہ ان کی بہو نہیں بننا چاہتی۔ اگر اس کے ممی پپا نے مجبور کر کے اس کی شادی کروا بھی دی تو یہ شادی نہیں چل پائے گی۔

تبھی یوں لگا کسی نے دھیرے سے اس کے کمرے کا لاک گھمایا ہو۔

انجانے خوف سے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی لہر دوڑ گئی۔ بھوت وغیرہ سے لے کر چور تک تمام آپشنز اس کے ذہن میں آئے۔ ڈر کے مارے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

جو بھی تھا بہت ہی دھیرے قدموں سے چلتا ہوا اس کے بیڈ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ بھینی بھینی مانوس سی خوشبو جب اس کے ناک سے ٹکرائی تو وہ سمجھ گئی کون ہے۔

پر یہ اسوقت یوں چوروں کی طرح میرے کمرے میں کیا کرنے آئی ہے؟

حوریہ نے ایک بڑا سا پیکٹ اس کے بیڈ کی سائیڈ پر رکھا تو سمجھ آئی۔ آج رات بارہ بجے وہ پورے بیس سال کی ہونے والی تھی۔ اسی لیے وہ چپکے سے اس کا گفٹ رکھنے آئی ہے۔

اپنی خوشی کو دباتے ہوئے اس نے بڑی مشکل سے اپنی سانسوں کو تیز ہونے سے روکا۔ دوستی ہو تو ایسی کہ برتھ ڈے بھی یاد رکھی ہے اور سرپرائز گفٹ بھی دینے آئی ہے۔

حوریہ کچھ دیر خاموشی سے اس کے بیڈ کے سامنے کھڑی رہی۔ پھر بیڈ کے سائیڈ پر بیٹھ کر ہلکی ہلکی روشنی میں مجادلہ کے خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگی۔

حوریہ نے بہت دھیرے سے اس کا ہاتھ اٹھا کر چوما۔

اس کے ہونٹوں کا میٹھا میٹھا لمس محسوس کرتے ہی پورے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔

کچھ دیر خاموشی نے اس کے تجسس کو بہت بڑھا دیا۔

حوریہ نے کچھ نہ کہا، وہ بس اس کا ہاتھ آنکھوں سے لگائے رونے لگی۔ اس کے رونے میں شدت ہی آتی جا رہی تھی، جیسے اندر بہت غم ہو۔ قریب تھا کہ مجادلہ آنکھیں کھول دیتی۔

اسے کیا ہوا ہے؟

چپ ہونے کے کافی دیر بعد بھی وہ اسکا کا ہاتھ تھامے بیٹھی رہی۔ جیسے اندھیرے میں اس کے چہرے کو دیکھ رہی ہو۔

پھر وہ خاموشی سے اٹھی اور دروازے کی طرف چل دی۔ مگر پھر یوں لگا وہ دروازے کے قریب سے واپس آ گئی ہو۔ مجادلہ نے آنکھیں کھولتے کھولتے پھر میچ لیں۔ جانے یہ کیوں واپس لوٹی ہے۔

تبھی ایک نرم اور شیریں احساس اس کے ہونٹوں سے وجود کی گہرائی تک اتر کر اسے مدہوش کر گیا۔

جب ہوش آیا تو وہ تڑپ کر اٹھ بیٹھی۔

اس کی نیند مکمل طور پر اڑ گئی، اس نے خود کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ جو ہوا شاید کوئی خواب تھا۔ مگر بیڈ کے ساتھ پڑا گفٹ، کمرے میں حوریہ کی خوشبو اور وجود کی گہراہی میں انجانی مٹھاس حقیقت کی چغلی کھانے لگی۔

وہ سر پکڑ کے بیٹھ گئی۔

یہ سب کیا تھا؟

کہیں حوریہ چھپ چھپ کہ مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

اسے حوریہ کی پچھلے کچھ عرصے کی باتیں یاد آنے لگیں۔

وہ مجادلہ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں عجیب سی خوشی اور چمک آجانا، وہ بہانے بہانے سے اس کے قریب رہنا، اس کی باتوں کو انہماک سے سننا، اس کی کسی خواہش کو رد نہ کرنا، سب سے بڑھ کر اس کی منگنی کی خبر سن کر کئی دن اس کی طبیعت کا خراب رہنا، اس کی منگنی کے دن اداسی سے ایک کونے میں بیٹھے رہنا۔

وہ جانتی ہے کہ نا تو وہ کبھی میرے سامنے اپنی محبت کا اقرار کر پائے گی اور نہ ہی مجھے حاصل کر پائے گی۔ اسی لیے وہ آج اتنے غم سے رو رہی تھی۔

سب سے عجیب بات مجادلہ کو اس بات کا اچھا لگنا تھا۔ وہ بار بار اس خیال کو جھٹکتی پر یہ شدت سے واپس آجاتا اور دل میں سنسنی دوڑا دیتا۔

مجھے ایسا نہیں محسوس کرنا چاہیے، میں تو سمیر سے محبت کرتی ہوں اور میری منگنی ہو چکی ہے۔ پر کچھ ممنوع جذبات سانپوں کی طرح سر اٹھا کر اسے ڈسنے لگے۔ ان کے ڈسنے میں درد کے ساتھ ایک مدہوشی تھی۔ ایسی مدہوشی جس میں عقل ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔

جیسے وہ چاندنی رات میں ساحل سمندر پر ہو، سمندر کی ٹھنڈیں لہریں اس کے ننگے پاؤں کو چوم کر جا رہی ہوں، فضا میں محبت کی سرشاری چھائی ہوئی ہو، ایک ہاتھ اس کے چہرے سے زلفوں کو ہٹا رہا ہو اسکے جذبات میں لہروں سا تلاطم برپا ہو گیا ہو۔ یہ تلاطم اسے اپنے ساتھ وجود کی گہرائیوں میں لے جانے لگا۔

صبح اٹھتے ہی شرمندگی اور گناہ کے احساس نے اسے پوری شدت سے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

یہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟

میں ایسا کیسے محسوس کر سکتی ہوں؟

یہ گناہ بھی ہے اور بے وفائی بھی۔۔

نہیں یہ سب شیطانی وسوسے ہیں، مجھے ان پر کوئی دھیان نہیں دینا چاہیے۔ میں لیسبین نہیں ہوں، مجھے لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

پر دل میں کہیں اندر کچھ تبدیل ہو چکا تھا۔۔

اگلے کچھ ہفتے بظاہر اس کے رویے میں کوئی تبدیلی نہ آئی پر اس کا دل جذبات کی آماجگاہ بنا رہا۔ سمیر سے باتیں کرتے اس کا ذہن حوریہ کے بارے میں ہی سوچ رہا ہوتا۔

اپنے اندر کی کیفیت کو دبانے کے لیے وہ بار بار سمیر سے کہتی کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے، اسکے جذبات کی شدت دیکھ کر سمیر کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

جان سمیر! خیر تو ہے؟

وہ شرما گئی۔

ہاں بس کچھ دنوں سے تمھاری کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔

اف میری جان ایسامت کہو، مجھے ابھی اسلام آباد آنا پڑے گا۔

تو آجاؤنا، روکا کس نے ہے؟

آہ میری جان!

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا

ماموں نے پوری کمپنی کی زمہ داری مجھ پر ڈال دی ہے۔ ایک لمحے کی فرصت نہیں ہے۔ ابھی بھی مجھے ایک انتہائی اہم میٹنگ سے نکل کر تمھاری کال سن رہاہوں۔

یہ سن کر وہ اداس ہو گئی۔ اسے پوری شدت سے سمیر کی ضرورت تھی جس کا قرب اس کے اندر کی جنگ کو ختم کر دے۔۔۔۔

اچھاتم اپنی میٹنگ اٹینڈ کرو ہم بعد میں بات کرتے ہیں۔ اسنے فورا فون بند کر دیا۔

اس کا حوریہ کے ساتھ رویہ بظاہر تو نارمل تھا پر وہ کوشش کرتی جتنا زیادہ اسے اوائڈ کرے تو بہتر ہے۔ اسے دیکھتے ہی جذبات میں ہلچل مچ جاتی۔ ڈر لگتا کہ کہیں وہ اس کے چہرے سے جذبات پڑھ ہی نہ لے۔

برتھ ڈے والے دن جب اس نے حوریہ کا دیا ہوا گفٹ کھولا تو اس کی سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔

یہ اس کی فیورٹ باڈی شاپ کی میک اپ کٹ تھی جسے خریدنے کا وہ کافی عرصے سے سوچ رہی تھی۔

اس لمحے اسے حوریہ پر بے حد پیار آیا۔ میں نے شاید ایک دو بار ہی اس کا ذکر کیا ہو، مگر اسے یاد تھا۔

پر اس نے پھر بھی حوریہ سے گلہ کیا کہ اتنا مہنگا گفٹ دینے کی کیا ضرورت تھی۔

حوریہ نے بس اتنا کہا کہ تم میرے لیے دوست سے بڑھ کر ہو، تمھیں گفٹ دینا مجھے اچھا لگتا ہے۔

یہ سن کر اسکے دل کی دھڑکن یہ سن کر تیز ہو گئی۔ حوریہ کی آنکھوں میں محبت کے واضح جذبات دیکھ کر وہ ڈر گئی اور نظریں نیچی کر لیں۔

دونوں ہی ناچاہتے ہوئے ایک سیکرٹ گیم کھیل رہی تھیں۔ ایسی گیم جسے کھیلنے یا نا کھیلنے کا اختیار دونو سے چھن چکا تھا، وہ بس جذبات کے منہ زور ریلے میں بہنے لگیں۔ وہ جذبات جنھیں وہ کبھی اپنے اختیار میں سمجھتی تھیں۔

اس کا دل ایک بات کہہ رہا تھا اور دماغ دوسری بات۔ اس بار تو وہ اپنی کنفیوژن کسی سے شئیر بھی نہیں کر سکتی تھی۔ جب کچھ نہ بن پاتا تو بے بسی میں وہ رونے لگتی۔

20

رات پھیلی ہے تیرے سرمئی آنچل کی طرح

چاند نکلا ہے تجھے ڈھونڈنے پاگل کی طرح

چاندنی راتوں میں نانگا پربت بے نقاب ہو کر سارے ماحول کر اپنے حسن کے سحر میں جکڑ لیتا ہے۔ جی کرتا ہے بنا آنکھیں جھپکائے اس کے سحر میں ڈوبتے ہی چلے جاؤ۔ قدرت کا یہ انوکھا کرشمہ کسی حسینہ کی طرح ہر وقت بادلوں کی چادر میں خود کو ڈھانپ کر رکھتا ہے۔ اسے کلر ماؤنٹیں بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنے حسن کو سر کرنے والوں کو زیادہ پسند نہیں کرتی۔

نانگا پربت کے قدموں میں ایک جنت ہے جسے فیری میڈو کہتے ہیں۔ اسی جنت کو دیکھنے کی خواہش لیے دونوں گھر سے نکل پڑیں۔ مشکل اور جان لیوا پہاڑی راستوں سے ہوتے جب اس جنت میں پہنچیں تو نانگا پربت کے ایک نظارے میں سب کچھ بھلا دیا۔ جیسے ساری مزدوری کا صلہ مل گیا ہو۔

گرمیوں کے چھٹیوں میں مجادلہ کی ساری دوستیں آگے پیچھے ہو گئیں، اور اس کے سارے ڈھیر سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اوہر سے سمیر بھی کراچی میں پھنسا ہوا تھا۔ ایسے میں سارا دن گھر بیٹھنا اسکے لیے عذاب ہو گیا۔ تنگ آکر اس نے حوریہ کے ساتھ مل کر فیری میڈو جانے کا پلان بنایا۔

اب مسئلہ اجازت کا آن پڑا، امی کسی طور بھی اتنے دن کے لیے دونوں بچیوں کو اکیلے جانے دینے پر تیار نہ ہوئیں۔ انھوں نے کہا کہ عاکف بھی ساتھ جائے۔ لیکن وہ پڑھائی کی وجہ سے فری نہیں تھا۔ قریب تھا کہ ان کا منصوبہ چوپٹ ہو جاتا۔ آخر اس کے ابو نے مسئلہ حل کروایا۔ انھوں نے اپنے ایک جاننے والے ریٹائر فوجی ڈرائیور کو گاڑی سمیت ان کے ساتھ بھجوایا۔

ایبٹ آباد مانسہرہ سے ہوتے وہ ناران پہنچیں۔ مجادلہ چونکہ پہلے بھی آچکی تھی وہ حوریہ کو خاص خاص جگہوں کے بارے میں بتاتی جاتی۔ انھیں کسی قسم کی جلدی نہیں تھی اسی لیے وہ جگہ جگہ گاڑی روک کر تصویریں کھینچتی گئیں۔ اسلام آباد کی گرمی سے نکل کر ناران میں آنا کسی نعمت سے کم نہ تھا۔ رات کو

رضائیاں تک لینے کی نوبت آگئی۔ انھوں نے سوچا شاپنگ وہ واپسی پر آتے ہوئے کریں گی۔ اسی لیے وہ صرف اپنی شالیں پہن کر ناران کے بازار میں مٹر گشت کرتی رہیں۔ سیزن ہونے کی وجہ سے اچھا خاص رش تھا، جیسے سارا پاکستان ہی گرمی سے بھاگ کر ادھر آ گیا ہو۔

ماحول کی تبدیلی کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں انسان کو اپنے اندر سے خوشی پھوٹتی محسوس ہوتی ہے۔

سیف الملوک، لولو سر جھیل، بابو سر ٹاپ کی خوبصورتی کو آنکھوں اور تصویروں کی زینت بنا کر دو دن بعد وہ تیز بارش میں برساتیاں پہنے فیری میڈو کے لیے ہائیکنگ کر رہی تھیں۔ جیپ انھیں رائی کوٹ بریج پر چھوڑ گئی۔ وہاں سے آگے تین گھنٹے کا خطرناک جیپ کا سفر تھا۔ پھر چار گھنٹے کی ٹف ہائیکنگ۔

انھوں نے ہائیکنگ شروع ہی کی تھی کہ تیز بارش شروع ہو گئی۔ یہ ایک لحاظ سے اچھی بات تھی کیونکہ تپتی دھوپ میں ان پہاڑوں پر چلنا ایک عذاب ہے۔ راستہ واقعی ٹف تھا اوپر سے انھوں نے بیگ بھی اٹھا رکھے تھے۔ فیری میڈو پہنچنے تک دونوں کا تھکن سے برا حال ہو گیا۔ ارد گرد خچروں پر اوپر جاتے کئی سیاحوں نے حیرانی سے ان دو لڑکیوں دیکھا جو اپنی جان اتنی مشقت میں ڈال کر بھی خوش تھیں۔۔

نانگا پربت کے ایک نظارے نے ساری تھکن بھاپ کی طرح اڑا دی۔ پہاڑ اپنے دیکھنے والوں کو ایسا ڈستے ہیں کہ وہ بہانے بہانے سے انھیں دیکھنے کو بھاگتا رہتا ہے۔ اس نشے کو وہی جانتے ہیں جو اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔

فیری میڈو میں انھوں نے ایک بہت ہی اچھی لوکیشن پر ہٹ بک کروایا جہاں سے نانگا پربت کا ویو بہت ہی شاندار تھا۔۔۔ کھانا کھانے کے بعد ان پر غنودگی چھانے لگی۔۔

آنکھ کھلی تو گھپ اندھیرے اور سناٹے نے اس کا استقبال کیا، ایسا تاریکی اور خاموشی شہر میں تو کیا دیہاتوں میں بھی میسر نہیں آتی۔ یہ آپ کو ایک لمحے میں صدیوں کو سفر طے کروا کے زمانہ قبل از تاریخ میں لے جاتی ہے۔ وقت کی رفتار تھم جاتی ہے، آپ اپنے جذبات کو صاف پانی میں عکس کی طرح دیکھتے ہیں۔ موبائل پر کوئی سگنلز نہیں تھے اور بیٹری بھی ڈیڈ ہونے والی تھی۔ اس نے ٹارچ جلا کر دیکھا تو حوریہ کا بستر خالی تھا۔

یہ اتنی رات گئے کہاں غائب ہو گئی ہے۔

جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی، یخ ہوا جیسے ہڈیوں میں اتر گئی۔ اف۔۔ کپکپاہٹ کے ساتھ اس نے شال کو لپیٹا۔

چاندنی نے عجیب سماں بنایا ہوا تھا۔

تھوڑی دور کرسی پر بیٹھی حوریہ کو دیکھا تو جان میں جان آئی۔

وہ اس کی جانب بڑھی تو دھیمی دھیمی موسیقی نے اس کا استقبال کیا۔ یہ غزل جیسے دونوں کے جذبات بیان کر رہی ہو۔۔

https://youtu.be/3rDGlSFzl90

کوئی امید بھر نہیں آتی

کوئی صورت نظر نہیں آتی

آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی

اب کسی بات پر نہیں آتی

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں

ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی

کچھ ہماری خبر نہیں آتی

حوریہ جیسے ہپناٹائز ہو کر کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو وہ بھی پتھر کی ہو گئی۔

نانگا پربت اپنے پورے حسن کے ساتھ بے نقاب کھڑا تھا۔ یوں لگا جیسے وہ موسیقی کی دھن پر کسی ناگ کی طرح جھوم رہا ہو۔

او میرے خدایا! میں نے زندگی بھر اس کے خوبصورت نظارہ نہیں دیکھا۔

غزل کے ختم ہوتے ہی وہ سحر سے باہر آ گئی مگر حوریہ بدستور بنا پلکیں جھپکائے نانگا پربت کو ہی دیکھی جا رہی تھی۔ جیسے وہ پہاڑ سے ماورا کچھ دیکھ رہی ہو۔

اس کی آنکھوں نم تھیں۔۔۔

مجادلہ کے کھنکارنے پر وہ سنبھلی اور جلدی جلدی چہرہ پھیر کر اپنے آنسو پونچھنے لگی جیسے کہیں وہ اس کے آنسوؤں میں کچھ پڑھ نہ لے۔

ایک لمحے کے لیے اس کا دل بھی بھر آیا۔

کیسی بے بسی اور محرومی ہے۔۔۔۔ جس کو چاہو وہ اتنا پاس ہو کر بھی دور ہو۔۔

اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ حوریہ سے کیا کہے، اس نے خاموشی سے کرسی گھسیٹی اور بیٹھ کر خوبصورت نظارے کو اپنے اندر اتارنے لگی۔

جانے کب حوریہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

جنگل بیابان اور پہاڑ انسانی جذبات پر بہت گہرا اثر ڈالتے ہیں، یہ انسان کے بینادی جذبوں جیسے ڈر، خوف، نفرت، بقا، اداسی، محرومی، تجسس، ایڈونچر، ہوس اور محبت کو ابھار کر اسے فطرت سے جوڑتے ہیں

وہ بھی باہر کے سناٹے میں اپنے اندر کی دبی ہوئی آوازوں کو سننے لگی۔

اس نے حوریہ کو دیکھا جو اس کا ہاتھ تھامے اس جادوی لمحے کو قابو کرنے کی کوشش میں تھی۔ اس کے چہرے کی معصوم اداسی نے اسکا دل جکڑ لیا۔

مجی!

ہن!

یہ اداسی بھی کتنی مسٹیریس سی چیز ہے، کہیں اندر سے اٹھتی ہے اور پورے وجود پر چھا جاتی ہے۔ اکثر و بیشتر تو اس اداسی کی وجہ بھی معلوم نہیں ہو پاتی۔ ہم بس یکدم اداس ہو جاتے ہیں۔ شاید اس کی جڑیں وجود میں بہت گہری ہوتی ہیں۔۔ مقدر میں لکھی محرومیاں اس کی آبیاری کرتی ہیں۔ اس کی انتہا پر زندگی بے معنی ہو جاتی ہے۔

پتا نہیں ایسی بے معنی زندگی کو جاری رکھنا بھی چاہیے یا نہیں؟ اس کے لہجے میں شدید مایوسی تھی۔۔

ایسی مایوسی کی باتیں مت کرو، تمھاری اداسی ضرور ختم ہو گی۔

حوریہ نے منظر سے نظریں ہٹا کر اس کی جانب دیکھا،

اس کی نظروں میں محرومی اور گہری طلب دیکھ کر مجادلہ نے بے چینی سے نظریں پھیر لیں مگر اپنا ہاتھ نہ چھڑوایا۔ اس کے پورے جسم میں کیڑیاں رینگنے لگیں۔

تم جانتے بھوجتے کیوں انجان بن رہی ہو؟

یہ سن کر اس کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہو گئی۔۔

انجان! میں؟؟ پر کس بارے میں؟ اس نے حوریہ کی جانب دیکھا مگر فورا نظریں پھیر لیں۔

تم جانتی ہو میں کیا بات کر رہی ہوں۔

میں۔۔۔ میں کچھ سمجھی نہیں۔۔۔

یہی کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔۔ یہ بات کہتے اس نے مجادلہ کا ہاتھ دبایا۔

اسے کرنٹ لگا۔ یہ۔۔۔۔ تم۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔

ہاں یار اب اس بات کو مزید چھپانا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ جب جب تمھیں دیکھتی ہوں، میرا دل سینے سے باہر آنے لگتا ہے۔ میں زبان سے کچھ نہ بھی بولوں تو میری آنکھیں اور میرا جسم چیخ چیخ کر یہ کہتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ یہ بات تم سے کیسے چھپی رہ سکتی ہے۔

میں جانتی ہوں یہ لاحاصل ہے پر میں بھی کیا کروں۔ میرا خود پر کوئی اختیار نہیں۔۔

مجادلہ سکتے کی حالت میں بیٹھی یہ سب باتیں سنتی رہی۔۔اسے واقعی سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کہے۔۔وہ خالی نظروں سے سامنے نانگا پربت کو دیکھنے لگی جیسے یہ پہاڑ اس کے اندر کی کنفیوژن ختم کر دے گا۔

اس کی خاموشی سے بے چین ہو کر حوریہ نے پوچھا۔

اتنی چپ کیوں ہو؟ کچھ تو بولو۔ تمھاری خاموشی میری جان نکالے جا رہی ہے۔

کیا بولوں؟

کہہ دو کے تم مجھ سے نفرت کرتی ہو اور میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔اس سے کم میں کچھ توقع بھی نہیں کر رہی۔

مجادلہ کے اندر ایک طوفان برپا تھا، وہ کیا بتاتی

کہ واقعی وہ پہلے سے اس حقیقت کو جانتی ہے۔

کہ اس کا دل میں بھی کچھ ممنوع جذبات اٹھتے ہیں۔

کہ وہ بھی کسی لاحاصل کے عذاب میں گرفتار ہے۔

مجادلہ نے کچھ نہ کہا اور جلدی سے اٹھ کر کمرے میں آ گئی۔

گھپ اندھیرے اور سناٹے میں کمرے کی فضا میں عجیب سے ٹینشن تھی۔ جیسے وقت دل کی دھڑکنوں کی رفتار سے چل رہا ہو۔

حوریہ کے اظہار نے اس کے اندر پہلے سے جاری کشمکش کو بہت بڑھا دیا۔وہ چاہ کر بھی اپنے جذبات سے منہ نہیں پھیر سکتی تھی۔وہ جذبات ممنوع ہوتے ہوئے بھی اس کے وجود کا حصہ ہیں۔اس آگہی نے اس کے اندر بیک وقت نفرت اور بے بسی کے احساس کو جگایا۔

اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

اس کی سسکیاں سن کر ساتھ لیٹی حوریہ چونک اٹھی اور اس کا نام پکارا۔

مجادلہ کوئی جواب دینے کے بجائے روئے چلے جا رہی تھی۔

حوریہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

آئی ایم سوری یار۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا تم اتنی زیادہ ناراض ہو جاؤ گی۔۔یقین مانو میں تمھیں دکھ نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔۔۔میں تو بس۔۔۔

حوریہ کی آنکھوں سے بھی دکھ کے آنسو نکل پڑے۔۔

یار مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے۔ پلیز رونا بند کرو۔۔۔

ٹھیک ہے میں تمھاری زندگی سے ہمیشہ کے لیے چلی جاتی ہوں۔۔ حوریہ جذباتیت سے اٹھی اور کمرے سے باہر جانے لگی۔

مجادلہ نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

ڈوبتی کو جیسے سہارا مل گیا۔۔

وہ اسکے کے بستر پر ہی بیٹھ گئی اور اندھیرے میں اس کے چہرے کو دیکھنے لگی،

مجادلہ کا جسم شدت جذبات سے کانپنے لگا۔ وہ حوریہ سے لپٹ گئی۔۔

ہونٹوں سے کچھ کہنا بے معنی تھا، دونوں کی دھڑکنیں ایک دوسرے پر وہ آشکار کرنے لگیں جسے وہ خود سے بھی چھپاتی تھیں۔

باہر چاند اور نانگا پربت نے بھی بادلوں کی چادر خود پر اوڑھ لی۔۔۔

21

تم مجھ کو اپنا کہتی ہو

کہہ دینے سے کیا ہوتا ہے

لمبے سفر سے گھر واپس آنا بھی عجیب تجربہ ہے۔ وہی لوگ، وہی احساس، وہی خوشبو، وہی آوازیں۔ مگر آپ کے اندر کچھ تبدیل ہو چکا ہوتا ہے۔

فیری میڈو میں وقت کسی خواب کی طرح گزر گیا۔ واپس جاتے ہوئے انھوں نے کئی بار بادلوں میں چھپے نانگا پربت کو اداسی سے دیکھا۔ فیری میڈو دونوں کی زندگی میں گہری اہمیت اختیار کر گیا تھا۔ مجادلہ کو محبت کے ایک اور رنگ سے آشنائی ہوئی تھی۔۔ دونوں خود پر کنٹرول نہ کر سکیں اور جذبات کے طوفان میں بہتی چلی گئیں۔

زندگی اپنی سست رفتاری میں واپس آگئی۔ گرمیوں کے لمبے دن اور کرنے کو کچھ نہیں۔ مجادلہ تو سارا دن سوتی رہتی، کہیں شام کے قریب اٹھ کر کچھ کرنے کا سوچتی۔ اب تو اس نے حوریہ کے ساتھ مل کر رات کا کھانا بھی بنانا شروع کر دیا تھا۔

عفت جہاں نے سکون کا سانس لیا کہ چلو اس نے کچھ تو کرنا شروع کیا۔ ابھی سے کچھ سیکھ لے تو سسرال جا کر میری کچھ عزت رکھے گی ورنہ سب یہی کہیں گے کہ ماں نے کچھ نہیں سکھایا۔

رات گئے تک دونوں کمرے میں بیٹھی ٹائم پاس کرنے کے نئے نئے طریقے ڈھونڈ تیں۔۔ مجادلہ آدھا وقت خوب تیار ہو کر سیلفیاں بنانے میں لگاتی۔۔

وہ اب حوریہ کی خاموشی کو سمجھنے لگی تھی۔ اس کا کچھ نہ کہے بھی سب کچھ کہہ دینا اسے بہت اچھا لگتا۔ خاص طور پر جب وہ تیار ہو رہی ہوتی تو حوریہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتی رہتی۔ اس کی نظریں یوں اس کے چہرے اور جسم کا طواف کرتیں جیسے وہ اس کی پرستش کر رہی ہو۔ یہ خاموش تعریف اس کے پورے وجود میں سرشاری کی لہریں دوڑا دیتی۔ اس نئے احساس کا نشہ پرانے تمام احساسات سے گہرا تھا۔ جس کے سامنے کوئی دلیل نہ چلتی۔

حوریہ کو بھی اپنے سارے زخم بھرتے محسوس ہوئے، جیسے زندگی میں کبھی کوئی غم آیا ہی نہیں۔ کبھی کبھی گمان ہوتا مجادلہ کے اندر گلشفتہ کی روح سما گئی ہو۔ اس کی ہر بات، ہر ادا گلشفتہ جیسی تھی۔ وہ بس ہر لمحہ اس کے پاس رہنا چاہتی، اس سے باتیں کرنا چاہتی، اسے محسوس کرنا چاہتی۔ اسے خدشہ تھا تو فقط اس بات کا کہ کہیں یہ سب خواب ہی نہ ہو۔

وہ فلحال اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی کہ مجادلہ کی منگنی ہو چکی ہے۔ جب سے وہ مجادلہ کے اپنے لیے جذبات سے آگاہ ہوئی اس کے دل نے ناممکن سی خواہشیں پالنا شروع کر دیں۔

کسی ناممکن رشتے کی

کسی ناممکن مستقبل کی

کسی ناممکن سی جگہ پر

کسی ناممکن خوشی کی۔

جب کبھی مجادلہ فون کال سننے کے لیے کمرے سے باہر جاتی تو اسے شدید بے چینی ہونے لگتی۔ جیسے اس کی چیز کو کوئی شئیر کر رہا ہو۔ ایسے لمحوں میں اپنے اور مجادلہ کے تعلق کی ممنوعیت اور لاحاصلیت اس پر واضح ہونے لگتی۔

ان دنوں مجادلہ کو بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کر رہی ہے اور کیوں کر رہی ہے۔ بس جذبات کے بہاؤ میں بہتی چلی جا رہی تھی۔ کبھی کبھی اسے لگتا وہ سمیر کے ساتھ ساتھ حوریہ سے بھی بے وفائی کر رہی ہو۔۔ پر وہ بھی کیا کرتی، دونوں کے لیے مختلف طرح کے جذبات محسوس کرتی، حوریہ کے لیے کچھ زیادہ اور سمیر کے لیے کچھ کم۔

جذبات بھی کبھی ایک حالت میں نہیں رہتے، خواہشات، امنگیں اور خوف نامعلوم سے ابھرتے ہیں، ایک دوسرے سے ساتھ مل کر کیمیکل ری ایکشن کرتے ہیں اور نئے جذبوں اور نئی فینٹسیز کو جنم دیتے ہیں۔ وہ دونوں بھی ہر روز کسی نئے جذبے، کسی نئی امنگ اور کسی نئے ذائقے سے آشنا ہو رہی تھیں۔

ایک رات اس کی زلفوں میں پیار سے انگلیاں پھیرتے ہوئے حوریہ گہرے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔کمرے میں دھیما دھیما میوزک گونج رہا تھا

https://youtu.be/1rreWBHSttg

کن سوچوں میں گم ہو؟؟

حوریہ کسی گہرے طلسم سے باہر آئی۔۔

آہ!ہا۔۔۔

سوچ رہی ہوں کیا اس بار بھی میرے نصیب میں جدائی ہی لکھی ہے؟اس کے لہجے میں اداسی تھی

یہ سن کر مجادلہ کسی گہرے خواب سے حقیقت کی دنیا میں آگئی۔

جدائی کیوں ہو گی۔میں ہوں نا تمھارے ساتھ۔۔

تم بات نہیں سمجھ رہیں۔۔۔یار میں ہمیشہ کے لیے اپنی چاہت کو کسی جرم کی طرح نہیں چھپانا چاہتی۔

پر ہم اور کر بھی کیا سکتی ہیں!مجادلہ نے بے بسی سے کہا

کیا تو جا سکتا ہے؟اگر تم ساتھ دو تو۔۔

کیسے؟؟

اگر ہم امریکہ میں ہوں تو سب کچھ ممکن ہے۔

امریکہ میں!!کیسی باتیں کر رہی ہو۔یعنی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر امریکہ چلی جائیں؟وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

ہاں یار!ایک ہونے کا صرف یہی طریقہ ہے۔

پر یوں امی ابو،سمیر اور دوستوں کو چھوڑ کر میں کیسے چلی جاؤں۔اور میں وہاں کروں گی کیا؟؟مجھے تو کچھ آتا بھی نہیں ہے۔

حوریہ کے تاثرات سے لگا جیسے اسے یہ سن کر دکھ ہوا ہو۔۔

حالت جو ہماری ہے تمھاری تو نہیں ہے

یہ بات ہے تو پھر یہ کوئی یاری تو نہیں ہے

بس یہی محبت تھی تمھاری؟؟

کیا یہ سب کچھ تمھارے لیے ایک کھیل ہی ہے۔۔

اگر تم ساتھ دو تو ہم مل کر ایک نئ زندگی کا آغاز کر سکتی ہیں۔ایسی زندگی جس میں صرف ہم دونوں ہوں۔تم جانتی ہو۔۔یہ تصور بھی مجھے کاٹ دیتا ہے کہ تم کسی اور کی ہونے والی ہو۔حوریہ کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آگئ۔

اوہ حوری میری جان!مجادلہ نے اس کے ہاتھ چومے۔

میں بھی تم سے بے پناہ محبت کرتی ہوں۔تمھارے بغیر جینا میرے لیے بھی ناممکن ہے۔مگر مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں۔

یوں اتنے لوگوں کا دل توڑنے کا حوصلہ مجھ میں نہیں ہو رہا۔امی ابو تو صدمے سے ہی مر جائیں گے۔وہ کیا بتائیں گے ان کی بیٹی گھر سے کیوں بھاگ گئ۔سمیر کے ساتھ بھی کتنی بے وفائی ہو گی۔

چھوڑنے کا کون کہہ رہا ہے!ہم تعلیم کے بہانے سے باہر جاتے ہیں،اور پھر اپنے سٹے کو لمبا کر لیں گے،وقت گزرنے کے ساتھ لوگوں کو ہمارے بارے میں یاد بھی نہیں رہے گا۔

یہ سب کہنے میں ہی آسان ہے،کرتے وقت ہزار دیواریں کھڑی ہو جائیں گی۔

ہر لفظ کے ساتھ حوریہ کا دل بیٹھتا چلا گیا۔

ایک تو مجھے تمام پاکستانیوں کی یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ وہ اپنی خوشی کو لوگوں کی خاطر قربان کرنے پر کیوں تیار ہو جاتے ہیں۔تمھارے نزدیک تمھاری خوشی اور آزادی سب سے کم اہمیت رکھتی ہے۔یہی حال گلشفتہ کا تھا۔وہ بھی باقی سب کے لیے قربانی دینے کو تیار ہو گئ تھی۔مجھے پہلے ہی اندازہ تھا،میرے نصیب میں خوشی لکھی ہی نہیں۔میں پتا نہیں کیوں ہر بار اس فریب کا شکار ہو جاتی ہوں۔

ایسی بات نہیں ہے میری جان!میں تمھیں کہیں چھوڑ کر نہیں جا رہی۔تم صرف میرے صورتحال کو سمجھنے کی کوشش تو کرو۔اسنے ملتجانہ انداز میں حوریہ سے کہا

میں ہی کیوں سب لوگوں کی صورتحال سمجھوں،کبھی کسی نے مجھے سمجھنے کی کوشش بھی کی؟مجھے خدا نے ایسا کیوں بنایا اور پھر ایسی زندگی کیوں دی؟؟حوریہ کے لہجے میں بے بسی اور غصہ آگیا۔

مجادلہ نے اسے اپنے ساتھ لپٹا کر تسلی دینا شروع کی۔

ایسی مایوسی کی باتیں مت کرو۔۔سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا،میں ہوں نا تمھارے ساتھ۔۔

حوریہ نے مضبوطی سے اسے بھینچ لیا۔

مجی! میں تمھارے بغیر زندہ نہیں رہ پاؤں گی۔۔ پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا۔ اس بار یہ غم میں نے سہہ پاؤں گی۔

حوریہ کے جذبات کی شدت اسکا دل چیر گئی۔ وہ کسی حالت میں اسے نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اس کے ذہن نے ناممکنات کو ممکن بنانے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔

22

اوکھے پینڈے لمیاں راہواں عشق دیاں
درد جگر سخت سزاواں عشق دیاں

عفت جہاں ہر گیارہویں شریف پر امام بری کے مزار پر حاضری دینے ضرور جاتیں۔ امام بری کے ساتھ ان کی عقیدت بہت گہری تھی۔ اس بار جب وہ مزار پر گئیں تو دونوں کو ساتھ لے گئیں۔ مجادلہ ویسے تو ہر جگہ بھاگی پھرتی مگر ان جگہوں سے پرہیز کرتی۔ اس بار بھی وہ ساتھ تو گئی مگر باہر گاڑی میں بیٹھی رہی، بہانہ یہ کیا کہ کہیں گاڑی چوری نہ ہو جائے۔ عفت جہاں اور حوریہ دونوں اندر چلی گئیں۔

وہ حوریہ کو امام بری سے اپنی عقیدت کی وجہ بتانے لگیں۔

آج مجادلہ زندہ ہے تو امام بری کی وجہ سے۔ جب وہ شدید بیمار ہوئی اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو میں اسے مزار پر لے آئی۔ یہاں میں نے رو رو اس کے بچنے کی دعا مانگی۔ کئی دن کی جاگی ہوئی تھی اسی لیے اونگ آگئی۔ ویسے بھی مزار کے ماحول میں اتنا سکون ہوتا ہے کہ آں کھیں بند ہونے لگتی ہیں۔ تبھی مجھے خواب میں صاحب مزار کی زیارت ہوئی، انھوں نے بشارت دی کہ تمھاری بیٹی بچ جائے گی مگر۔۔۔

یہ کہہ کر وہ چپ کر گئیں۔۔

مگر کیا آنٹی؟؟ حوریہ نے بے تابی سے کہا۔

نہیں بیٹی! میں نہیں بتاسکتی۔۔

ایسا بھی کیا ہے؟

بس بیٹا ہے ایک بات جسے میں خود سے بھی چھپاتی ہوں۔

آنٹی مجھے بیٹی بھی کہتی ہیں اور اعتماد بھی نہیں کرتیں۔۔ اسنے نے اپنی شدید بے چینی دباتے ہوئے کہا۔

وہ بھی بے چین ہو گئیں۔۔۔

بیٹی پہلے تم وعدہ کرو تم اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کرو گی، مجادلہ سے تو بالکل بھی نہیں۔۔

مجھ پر بھروسا کریں یہ بات میرے سینے میں دفن ہو گی۔۔۔

بیٹا خواب میں بزرگ نے کہا تھا کہ یہ بچی بچ تو جائے گی مگر بہت سالوں بعد اس پر دوبارہ یہ وقت آئے گا۔۔

میں نے بزرگ سے منت کی کہ دعا کریں اس پر وہ وقت کبھی نہ آئے۔ اگر آئے بھی تو وہ بچ جائے۔ مگر بزرگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اتنے سال ہو گئے میں ہر گیارہویں پر اس کی زندگی کی دعا مانگنے آتی ہوں۔ ہر وقت مجھے دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ اسے کچھ ہو نا جائے۔

خوف کا گہرا احساس حوریہ کے وجود میں سرائیت کر گیا۔ جیسے وہ ہمیشہ سے جانتی ہو کہ اس کی محبت کے ساتھ ضرور کچھ برا ہو گا۔

وہ زندگی بھر زیادہ مذہبی نہیں رہی اور نہ ہی ایسی باتوں پر یقین کرتی تھی کہ کوئی مستقبل جان سکتا ہے۔ مگر عفت جہاں کی بات اس کے دل میں کھب گئی۔ جیسے ہمیشہ کی طرح تقدیر اس کے خلاف ہی چال چلنے والی ہو۔

اس نے بڑے خشوع و خضوع سے مجادلہ کے حق میں دعا مانگی۔

جب وہ باہر آئی تو دور کہیں بانسری کی دھن سنائی دے رہی تھی، ایسی آواز جو درد سے بھری تھی، جیسے کوئی اپنے محبوب کی جدائی میں تڑپ رہا ہو۔

https://youtu.be/Y2ihRmdXCPU

یقیناً کچھ برا ہونے والا ہے اور وہ ہمیشہ کی طرح کچھ نہیں کر پائے گی۔۔ وہ جلدی جلدی گاڑی کی طرف گئی جہاں مجادلہ فقیروں کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے گاڑی سے دور کر رہی تھی۔ وہ جلدی سے اس کے پاس پہنچی اور فقیروں کو پیسے دے کر بھیجا۔

مجادلہ نے اسے پیسے دیتے دیکھ کر روکنے کی کوشش کی۔ یہ کیا کر رہی ہو۔ تمھیں پتا نہیں ہے یہ پروفیشنل ہیں۔

کیا فرق پڑتا ہے، اتنے پیسے دینے سے ہم غریب تھوڑی نا ہو جائیں گے، شاید ان کو ایک وقت اچھا کھانا کھانے کو مل جائے۔

ہیں!!!

امی ٹھیک کہتی ہیں اس مزار میں کچھ خاص بات ہے جو بھی یہاں آتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی تبدیلی آجاتی ہے۔ اسی لیے میں اندر نہیں جاتی۔ پتا نہیں مجھ میں کیا تبدیلی آجائے۔

کتنی بار کہا ہے بری سرکار کو جا کر سلام کیا کر، ان کی وسیلے سے تو آج زندہ ہے۔۔ امی نے گاڑی کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

او ہو امی! ہر بار سلام کرتی تو ہوں۔ اب اندر جانا ضروری تھوڑا ہی ہے۔۔

نہیں بیٹا! اللہ کے نیک بندوں کی تعظیم کرنی چاہیے۔ یہی لوگوں کو اللہ کے قریب لانے کا وسیلہ ہیں۔ جاؤ جا کر سلام کر کے آؤ۔

اس کا چہرہ اتر گیا۔۔

آجاؤ نا یار تھوڑی دیر ہی لگے گی۔۔ حوریہ نے منت کرتے ہوئے کہا۔

اچھا امی آپ گاڑی میں بیٹھیں، ہم ذرا جلدی سے سلام کر کے آتی ہیں۔ اس نے جلدی سے دوپٹا اپنے سر پر رکھا اور اندر کی جانب چل دیں۔

مجادلہ کے ذہن میں کوئی خاص دعا یا منت نہیں تھی، اس کا ان باتوں کو ماننے کا دل کبھی نہیں کیا۔ جب اس نے مزار کے احاطے سلام کیا اور صاحب مزار کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کی۔ باقی اسے سمجھ نہ آئی کہ کیا کرے۔ اس نے سنا تھا کہ ایسے بزرگ اپنی لحد میں روحانی طور پر زندہ ہوتے ہیں اور انکا فیض جاری و ساری رہتا ہے۔

اس نے دل ہی دل میں امام بری سے مکالمہ کرنا شروع کیا۔

امام بری میں یہاں صرف سلام کرنے آئی ہوں۔ ویسے تو اکثر میں باہر سے ہی سلام کرتی ہوں آج امی کے کہنے پر اندر آگئی ہوں۔ مجھے یقین ہے آپ کو برا نہیں لگتا ہو گا جو میں اندر نہیں آتی۔ باقی آج کل میں شدید کنفیوژن کا شکار ہوں، اور کچھ سمجھ نہین آرہا کیا کروں۔ اب آپ سے کیا چھپانا، حوریہ اور میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ میں جانتی ہوں یہ ممنوع ہے، پر کیا کریں ہم دونوں ہی اپنے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ امید ہے آپ میری بات سمجھیں گے اور ہم پر فتویٰ نہیں لگائیں گے۔

حوریہ نے زندگی پھر دکھ ہی اٹھائے ہیں، میں اسے مزید دکھ نہیں دینا چاہتی، لیکن میں باقی لوگوں کو بھی دکھ نہیں پہنچانا چاہتی۔ حوریہ کہتی ہے، ہم دونوں کسی بہانے سے امریکہ چلی جائیں اور وہیں اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں۔ مجھے نہیں سمجھ آرہی میں کروں تو کیا کروں۔ میری مشکلات کی آسانی کے لیے دعا کر دیں۔۔

مجادلہ نے شاید زندگی میں پہلی بار خلوص سے دعا مانگی تھی۔

باہر نکل کر اس نے مزار کو گھوم پھر کر دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ گیارہویں کی وجہ سے اچھا خاص رش تھا۔ بہت سے امیر کبیر لوگوں کو وہاں دیکھ کر وہ سوچنے لگی کہ یہ لوگ مزید دنیا کی دعائیں مانگنے آتے ہیں یا دنیا ہوتے ہوئے سکون کی تلاش میں۔۔ سب سے زیادہ حیرانی اسے ینگ لڑکوں پر مشتمل میوزک گروپ کو دیکھ کر ہوئی جو برگد کے درکت کے نیچے اپنے گٹار، ہارمونیم اور تبلے کے ساتھ مختلف صوفیانہ کلام کا نظرانہ پیش کر رہے تھے۔ فن کاروں اور صوفیا کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اکثر سنگرز مزاروں پر جا کر اپنے فن کی کامیابی کی منتیں مانگتے ہیں۔

کہتے ہیں استاد نصرت فتح علی خان پر کامیابی کے دروازے اسوقت کھلے جب انھوں میں اجمیر شریف جا کر منت مانگی۔

درخت کے ارد گرد کچھ لوگ کھڑے ان کے گانے کو سن رہے تھے۔ وہ بھی قریب چلی گئیں۔ لوبان کی خوشبو، شام کے سائے، عشق کے درد میں ڈوبی شاعری، اور موسیقی نے سماں باندھ دیا۔

https://youtu.be/6UknDjQZr5E

اسی لمحے عورتوں کا لباس پہنے، لمبے سفید بالوں والے بزرگ کہیں سے آئے اور گانے کی دھن پر ناچنا شروع کیا۔ ساتھ ساتھ گانے کے لئیر کس بھی گاتے جاتے۔

رانجھا رانجھا کردی نی میں، آپے رانجھا ہوئی

رانجھا کہو سہیلیوں، مینو ہیر نا آکھو کوئی

کہندے لوکی لمبیاں نے راہ واں عشق دیاں

کی دساں کی بات سناواں عشق دیاں

بزرگ کے ناچنے کی کے رفتار تیز ہوئی اور آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے

اندر آ پھیر اپا، آوس جا، سائیاں

اندر تو ہی باہر تو ہی، روم روم وچ توں

تو ہی تاناں تو ہی باناں سب کچھ میرا توں

کہے حسین فقیر نماناں، میں ناہی بس تو

کی دساں کی بات سناواں عشق دیاں

کنجری بنیاں ذات نا گھٹ دی، نچ کے یار مناون دے

لوگ عشق نو پھلگے نے دے، مینوں نچ کے یار مناون دے

او آ واک مکے سے کیوں پاوے

جدا یار نا تکیا حج ہوئے

گانا ختم ہونے تک بزرگ مکمل وجد کی حالت میں آ گئے۔ ان کی آں کھوں سے زار و قطار آنسو نکل رہے تھے۔ لوگ آ گئے بڑھے اور عورت نما اس بزرگ سے دعائیں کروانے کا کہنے لگے۔

اسنے اپنے قریب کھڑی ایک عورت سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں اور لوگ ان سے دعائیں کیوں منگوا رہے ہیں۔

یہ حاجی فقیر علی ہیں، مجذوب ہیں، کبھی کبھی آتے ہیں اور جب ان پر وجد کی حالت ہو تو جو یہ کہہ دیتے ہیں پورا ہو جاتا ہے۔

حوریہ ساتھ ہی کھڑی سن رہی تھی۔۔اس نے اچانک آگے بڑھ کر باباجی سے کہا

باباجی دعا کریں میرا عشق ممنوع کامیاب ہو جائے،اس نے یہ کہتے مجادلہ کی طرف دیکھا۔

باباجی نے یکدم آنکھیں کھول کر حوریہ کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے ان کی نظریں مجادلہ کی نظروں سے ٹکرائیں۔

توبہ !اسکے دل میں جیسے نیزا کھب گیا۔امی صحیح کہتی ہیں مجذوبوں سے نظریں نہیں ملانی چاہیئں۔

کہے حسین فقیر نماناں، میں ناہی تو

کی دساں کی بات سناواں عشق دیاں

کڑیے !ہر عشق ممنوع ہوتا ہے

حق ہو۔۔۔۔۔

یہ منصور حلاج کی طرح سولی پر چڑھواتا ہے۔۔۔

حق ہو۔۔

عشق میں ایک جمع ایک،دو نہیں ہوتے۔۔۔۔

حق ہو۔۔

میں ناہی بس تو۔۔۔۔۔۔

حق ہو۔۔

یہ زات کی نفی مانگتا ہے

حق ہو۔۔۔

بول اپنی زات کی نفی کر سکتی ہے۔

بول سولی پہ چڑھنے کی ہمت ہے۔۔

ہے اتنی سچائی تیرے عشق میں۔۔

حوریہ پر جیسے کوئی اور ہی کیفیت تھی، وہ مجنونانہ انداز میں روتے ہوئے سر ہلانے لگی۔ ہاں میں اپنی زات کی نفی کرنے کو تیار ہوں۔ اس کی محبت کی گہرائی اور خلوص مجادلہ کے دل میں اتر گیا۔

حق ہو۔۔۔

جا تیرا عشق کامیاب ہو گا۔

تیرے لیے ایک جمع ایک، ایک ہو جائے گا۔

حق ہو۔۔۔

ساتھ ہی انھوں نے مجادلہ کو کہا، جا تیرا اسلام بھی بابے نے قبول کر لیا ہے۔

وہ اندر تک ہل گئی۔ یعنی امام بری نے اس کی بات سن لی تھی۔ عقیدت کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

دونوں ٹرانس کی حالت میں گاڑی کی طرف چل دیں۔ آج کا واقعہ ان کے حواس اڑانے کے لیے کافی تھا۔

عفت جہاں چاولوں کی دیگ بانٹ کر گاڑی کی قریب پہنچیں تو انھیں لڑکیاں آتی دکھائی دیں۔ دونوں کی عجیب حالت تھی، چہرہ پتھرایا ہوا، آنکھیں یوں لال جیسے رو کر آئی ہوں۔ پریشانی کے لہر ان کے چہرے پر دوڑ گئی۔

مجادلہ آتے ہی ان سے لپٹ کر رونے لگی، اس کا جسم ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔ انکی پریشانی مزید بڑھ گئی۔

بیٹا! کیا ہوا ہے، کیوں رو رہی ہو۔ کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟؟

حوریہ! بیٹا تم ہی بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔

تھوڑی دیر بعد مجادلہ نے ہچکیوں کے ساتھ اپنے سلام قبول ہونے کا واقعہ سنایا، حوریہ والی بات کو وہ گول کر گئی۔

عفت جہاں کو تھوڑی تسلی ہوئی۔۔۔ ساتھ میں انھوں نے پیار بھری ڈانٹ سے کہا،

تمھیں کتنی بار کہتی تھی کہ سلام کرنے چلی جایا کرو، اب اتنے عرصے بعد جاؤ گی تو بزرگ پھر فوراری ایکشن بھی دے دیتے ہوتے ہیں۔

اچھا اب رونا بند کرو! یہ تو خوشی کی بات ہے۔۔۔۔

اگلے کئی دن تک دونوں مزار پر ہونے والے واقعہ کے بارے میں سوچتی رہیں۔ اس شام کی کئی باتیں عجیب تھیں۔ خاص طور پہ بابے کی باتیں تو بالکل پہیلیوں جیسی تھیں۔

یہ عشق ممنوع کی کامیابی کا ایک جمع ایک، ایک سے کیا تعلق ہے؟؟

23

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو

اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

ٹیکنو میوزک کا شور اتنا تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، مجادلہ کو ہر بات حوریہ کے کان میں چیخ کر کہنا پڑتی۔ ارد گرد ہر بندہ اپنی زات میں گم ناچ رہا تھا۔ ماحول اور میوزک ایسا تھا کہ اسکے پاؤں خود بخود حرکت کرنے لگے، اسے کوئی نہیں پرواہ تھی کہ وہ کیسے ناچ رہی ہے، بس ناچنا اسے اچھا لگ رہا تھا۔ کچھ اس مارگریٹا کا بھی اثر تھا۔ آج وہ آزادی کے احساس کو کھل کر انجوائے کرنا چاہتی تھیں۔

تین مہینے پہلے جب حوریہ نے اس پر امریکہ جانے کے لیے زور ڈالنا شروع کیا تو اسے یہ بات ناممکنات میں سے لگی۔ لیکن پھر جیسے کوئی معجزہ ہی ہو گیا اور خود بخود راستے کھلتے چلے گئے۔ مجادلہ نے سٹوڈنٹ ایکسچینج پروگرام میں ایک سال پہلے اپلائی کیا تھا۔ اس پروگرام کے تحت سلیکٹڈ سٹوڈنٹس کو امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں ایک سمیسٹر پڑھنا ہوتا تھا۔ اسے خود نہیں معلوم ہوا کہ اس کا سلیکشن کیسے ہوا۔

بحر حال اسے آنے والا سمیسٹر سان فرانسسکو یونیورسٹی کے بزنس سکول میں پڑھنا تھا۔ حوریہ تو جیسے یہ خبر سن کر اچھل ہی پڑی۔ اس نے اسے مجذوب کی دعا کا نتیجہ بتایا۔

امی کو جب یہ پتا چلا تو انھوں نے پہلے تو مجادلہ کو گھر سے کہیں بھی بھیجنے سے انکار کر دیا۔ اکیلی بچی کو میں کسی صورت نہیں جانے دوں گی۔ اس کو تو اپنا کوئی ہوش ہوتا نہیں ہے، ہر وقت سوئی رہتی ہے، اب میں تو ہونگی نہیں وہاں، اس کا خیال کون رکھے گا، پڑھائی خاک کرنی ہے اس نے۔

مجادلہ خود بھی شش و پنج کا شکار ہو گئی۔

تبھی حوریہ نے کہا کہ وہ اپنا سمیسٹر فریز کروا کے اس کے ساتھ امریکہ چلی جاتی ہے۔ وہاں وہ اس دوران کوئی چھوٹی موٹی نوکری کرے گی اور اس کا خیال بھی رکھے گی۔

امی نے پہلے تو پس و پیشت سے کام لیا،

ارے بیٹا تم کیوں اس کے لیے قربانی دینے کے پیچھے پڑی ہو، اس کو سنبھالنا بس میری ہی ہمت ہے۔

امی! اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ اس نے احتجاج کیا۔

نہیں آنٹی، مجادلہ مجھے دل سے عزیز ہے، اس کا خیال رکھنا مجھے اچھا لگتا ہے۔ آپ فکر نہ کریں میں اسے کچھ نہیں ہونے دونگی۔

امی چہرے پر نیم آمادگی کے آثار ابھرے۔۔۔ انھوں نے مجادلہ کو دیکھا جو بڑے منت بھرے انداز سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

تمھارے ممی پپا کیا سوچیں گے۔ انھوں نے آخری مزاحمت کے طور پر کہا۔

ان کی فکر نہ کریں۔ انھیں میں منالوں گی۔۔

حقیقت میں اس نے اپنے ممی پپا کو معاملات مکمل ہونے تک کسی بات بھی بھنک بھی نہ پڑنے دی۔ ویسے بھی وہ دونوں سان فرانسسکو جا رہی تھیں، جبکہ اس کے ممی پپا لاس اینجلس میں تھے۔

جب ان کی ٹکٹس ہو گئیں تو تب بخت جہاں نے اپنے بھائی سے بات کی، ان کا خیال تھا، الیاس جہاں کو بیٹی نے سب بتا دیا ہو گا۔ مگر وہ تو ہر چیز سے لاعلم تھے۔ سب سے زیادہ غصہ انھیں اس بات پہ تھا کہ ان کی اپنی بیٹی نے ان کی آنکھوں میں دھول جھونکی۔ وہ کسی بھی صورت میں اسے کو امریکہ واپس آنے کی اجازت نہ دیتے۔ وہ تو اس کا پاسپورٹ خاص طور پر بخت جہاں کو دے کر آئے تھے کہ اسے اس کی پہنچ سے دور رکھیں۔

ان کا دل کیا کہ فوراً اپنے بھائی سے کہیں کہ حوریہ کو امریکہ جانے سے ہر قیمت پر روکے، مگر پھر کچھ سوچ کر چپ ہو گئے۔ وہ اپنی کزن کی مدد کرنے امریکہ آ رہی تھی، شاید اسی وجہ سے اس کے بھائی اور بھابھی کی نظروں میں اس کا مقام بڑھ جائے اور وہ اسے اپنی بہو بنانے کے لیے تیار ہو جائیں۔ دوسرا اگر انھوں نے اسے کو روکنے پر زیادہ زور دیا تو یہ بات بخت جہاں کو اس کے کردار اور ماضی کے بارے میں شک میں ڈال سکتی ہے۔ اگرچہ یہ شک یقین کی منزل تک شاید کبھی نہ پہنچے مگر پھر وہ کبھی اس گھر کی بہو نہیں بن پائے گی۔ انھوں نے اپنا غصہ پیا اور ساری تفصیلات پوچھنے کے بعد کہا

ارے یار بخت یاد آیا۔۔ حوریہ نے کچھ عرصہ پہلے اپنی ممی سے اس بات کا ذکر کیا تھا، میں چونکہ آج کل بہت مصروف ہوں تو یہ بات بھول ہی گیا۔ کیا بتاؤں دو دو نوکریاں کر رہا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ سیونگ ہو سکے۔ بس یہ آخر سال ہے یار۔۔ اب مجھ سے مزید یہ ملک اور لوگ برداشت نہیں ہوتے۔ پتا نہیں انسان کو مشین سے زیادہ اہمیت دینے کو تیار ہی نہیں۔ پھر وہ اپنے واپسی کے پلان اور بزنس منصوبے کے بارے میں بات کرنے لگے۔ آخر میں انھوں نے مجادلہ کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

امریکہ لینڈ کرتے کچھ دن وہ دونوں حوریہ کے ممی پپا کے گھر رہیں۔ اس دوران حوریہ نے ضروری انتظامات مکمل کرنا شروع کیے جن میں سرفہرست یونیورسٹی کے قریب ایک سستا سا اپارٹمنٹ کرائے پر لینا اور نوکری کی تلاش تھی۔

امریکہ آ کر مجادلہ کو سمجھ آئی کہ نئے ملک میں جا کر کیسا محسوس ہوتا ہے۔ انسان کی آدھی سے زیادہ شخصیت اس کا گھر، اس کی فیملی، اس کے دوست، اس کا شہر، اس کا ملک، اس کی زبان، اور اس کا مذہب بناتا ہے۔ ہجرت کرنے والے اپنا آپ تو پیچھے چھوڑ آتے ہیں۔ اور ساری زندگی ادھورے ادھورے رہتے ہیں۔

کچھ عرصے کے لیے اس کے ساری شوخی اور چلبلا پن غائب ہو گیا، ہر دم گھر والوں اور دوستوں کی یاد آتی۔ وہ ہر وقت امی، سمیر اور اپنی سہیلیوں سے رو رو کر باتیں کرتی۔ حوریہ کیونکہ اس تجربے سے گزر چکی تھی اس لیے وہ اس کی صورتحال سمجھ سکتی تھی۔ اس نے اسے سیٹل ڈاؤں ہونے کا موقع دیا۔ وہ خود سارا دن نوکری کی وجہ سے مصروف ہوتی اور رات کو تھکی ہاری واپس آتی۔ وہ روزانہ بارہ بارہ گھنٹے کی نوکری صرف اس لیے کر رہی تھی کہ انھیں پیسوں کے معاملے میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ مجادلہ سارا دن کمرے میں بند بور ہوتی رہتی۔ باہر کی دنیا بہت اجنبی اور ڈرانے والی تھی۔ اسے احساس ہونے لگا اس اجنبی جگہ پر سوائے حوریہ کے اسکا کوئی نہیں ہے۔

جیسے جیسے وہ اس نئی زندگی میں ایڈجسٹ ہوتی گئی، اسے اس جگہ کی اچھی چیزیں نظر آنے لگیں۔ خاص طور پر آزادی کا احساس۔ اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ تھا، کوئی ان کی پرائیویسی میں دخل نہ دیتا۔ وہ کیا پہنتیں، کہاں جاتیں، کیا کرتیں۔۔ کسی کو کوئی غرض نہیں تھی۔

آزادی اور سرشاری کا یہ احساس کبھی کبھی ڈرا بھی دیتا۔یعنی کوئی پابندی نہیں ہے۔یعنی سب کچھ کیا جا سکتا ہے، سب کچھ سوچا جا سکتا ہے۔وہی کام جو پابندیوں کے بیچ کرنے کا مزہ آتا ہے، آزادی ملتے ہی اپنی کشش کھو دیتا ہے۔

جب کوئی بیرونی پابندی نہ ہو تو انسان خود اپنے اوپر پابندیاں لگانا شروع کرتا ہے۔خود دائرے کھینچنا شروع کرتا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ اگر اس نے خود پر پابندی نہ لگائی تو وہ بکھر جائے گا۔انسانی زات کی خوبصورتی اسی لیے ہے کہ یہ محدود، فانی، اور بندشوں میں جکڑی ہوئی ہے۔

لیکن دائرہ لگانے سے پہلے انسان یکدم ملی آزادی میں بوکھلا کر سٹوپڈ سے حرکتیں کرتا ہے۔صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کی آزادی حقیقی ہے کہ نہیں۔ دونوں ہی کبھی کلب نہیں گئی تھیں۔مجادلہ کی ہمیشہ سے خواہش تھی کہ کبھی کلب جا کر دیکھے تو سہی کیسا لگتا ہے۔

کلب میں داخل ہوتے اسکا ایکسائٹمنٹ سے برا حال تھا، جیسے وہ کسی ممنوع جگہ پر جا رہی ہو، جہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔اس نے دو گھنٹے لگا کر تیاری کی۔ہائی ہیل، فلورل پینٹ اور ڈینم جیکٹ کے ساتھ وہ خود کو بھی پہچانی نہیں جا رہی تھی۔حوریہ نے ییلو کیژول کلب آوٹ فٹ پہننا پسند کی۔اسے لگا جیسے ہر بندہ انھیں ہی دیکھ رہا ہے۔وہ جلدی سے ایک کونے میں چلی گئیں اور ماحول کا جائزہ لینے لگیں۔

حوریہ نے دونوں کے لیے مارگریٹا منگوالی۔۔اسکی یہ پہلی ڈرنک تھی، ہلکی ہلکی کڑواہٹ اس کے حلق سے اتری اور سینے میں جلن ہونے لگی۔اس نے بہت آہستہ آہستہ سب لینا شروع کیے۔ایک پیگ کے بعد اس کی مٹھاس کھلنے لگی اور سب کچھ ہلکا ہلکا ہو گیا۔

آدھے گھنٹے اور ایک پیگ مزید پینے کے بعد ان کے ارد گرد کا ماحول ہی بدل گیا۔کسی چیز کی ٹینشن نہ رہی۔ان کے پیر خود بخود فلور کی جانب چل دیے۔

24

میں تو جیتی ہوں تم میں

تم کیوں مجھ پہ مرتی ہو؟

کبھی کبھی زندگی میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ حقیقت خواب سے بھی زیادہ حسین ہو جاتی ہے۔

تین مہینوں میں مجادلہ اس نئی زندگی میں اسقدر مگن ہو گئی کہ پاکستان کی زندگی دھندلی دھندلی لگنے لگی۔ جیسے وہ سالوں سے یہاں ہو۔ اب اسے ہوم سکنس کا احساس نہ ہوتا، گھر امی سے اب بھی بات کرتی مگر بہت مختصر۔

یونیورسٹی میں بھی اس نے جاتے ہی عادت کے مطابق ڈھیر سارے لوگوں سے دوستی بنالی۔ مگر یہاں لوگ بہت زیادہ پریکٹیکل تھے، اسے لگتا جیسے صرف وہ ہی جو انجوائے کرنے آئی ہے باقی لوگوں کو پڑھائی اور مستقبل پہ بہت زیادہ فکر ہے۔

وہ واپس آکر سارے گھر کے کام کرتی، کام ویسے اتنا تو ہوتا نہیں تھا، اب وہ کافی زمہ دار بھی ہو گئی تھی۔ امریکہ میں کبھی حوریہ کو اسے اٹھانے کی ضرورت نہ پڑی۔ وہ اُس کا سگھڑ پن دیکھ کر بہت ہنستی۔ آنٹی تمھیں یوں کام کرتے دیکھیں تو کتنی خوش ہوں۔

بس دیکھ لو جب سر پہ پڑتی ہے تو انسان سب کچھ کرتا ہے۔

انھی دنوں حوریہ کی برتھ ڈے بھی آگئی جسے سیلیبریٹ کرنے کے لیے وہ کونس ریسٹورنٹ میں گئے جو ڈیٹ نائٹس کے لیے مشہور تھا۔ رش کی وجہ سے دو ہفتے پہلے بکنگ کروانی پڑی۔

حوریہ نے اس موقع کے لیے خاص بور پر بال ڈائی کروائے، اسے لال بلاؤز اور نیلی ڈینم میں دیکھ کر وہ کچھ دیر کے لیے تو دیکھتی رہ گئی۔

حوری! یہ کس پہ قیامت ڈھانے کا ارادہ ہے۔۔۔ میں تو پہلے ہی تم پہ قربان ہوں۔۔

حوریہ شرما کر ہنس پڑی۔۔۔

اسنے اپنے لیے لائٹ بلیو سٹیٹمنٹ ٹاپ اور بلیک سکنی کا انتخاب کیا۔ حوریہ اس دن بہت خوش تھی، جیسے یہ اس کی زندگی کی سب سے شاندار برتھ ڈے ہو، وہ بات بات پر اسے چھوتی اس کے چہرے سے بال ہٹاتی۔

مجی! تمھیں پتا ہے تم میری پوری کائنات ہو۔۔

اس کے چہرے کے تاثرات سے اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ کیا کرنے والی ہے۔ امریکہ آکر حوریہ کو کسی چیز کی پرواہ نہیں رہی تھی، کس کرنا تو جیسے اس کے لیے عام سی بات ہو گئی۔ حالانکہ وہ ابھی تک اس فرینکنس اور کھلے ڈلے پن کر ہضم نہ کر سکی۔ شاید انسان جتنی بھی کوشش کر کے اس کی تہذیب اس کے اندر سے نہیں نکلتی۔ اس کی اس جھجھک دیکھ کر حوریہ ہنس پڑی۔

تمھیں ڈر ہے چوم لوں گی تمھیں

میرے دل میں بالکل یہی بات ہے

میری جان! تم کب تک اپنی خوشی کے لیے اجازت کی منتظر رہو گی۔ تمھاری ذات پر صرف تمھاری مرضی ہونی چاہیے، لوگوں کی نہیں۔۔۔ یہ پاکستان نہیں ہے، یہاں قانون تمھارے ساتھ ہے۔

یہ کہتے ہی حوریہ نے اسکے ہونٹوں کو چوما۔۔،

مجادلہ کا رنگ لال ہو گیا۔، اس نے گھبرا کر اردگرد دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا تھا۔

اسکی حالت دیکھ کر حوریہ ہنس پڑی۔۔

لوگ نہیں ڈرتے رب سے

تم لوگوں سے ڈرتی ہو

پھر بھی کچھ تو لحاظ کیا کرو، ہر جگہ ہی تو ٹھیک نہیں ہوتانا۔۔۔

ڈنر کے بعد وہ قریب ہی سٹینس بیچ پر چلی گئیں۔ اگرچہ اسنے کہارات کافی ہوگئی ہے اور ساحل پر کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ مگر حوریہ آج ہر فکر سے بے پرواہ تھی۔ ساحل اکادکا جوڑوں کے سوا سنسان تھا، لہروں کا شور موسیقی کا کام کرنے لگا۔

چاندنی رات میں ساحل پر بانہوں میں بانہیں ڈالے واک کرنا خود کو جذبات کی بپھرتی موجوں کے حوالے کرنا ہے، جذبات جو دل کے ساحل پر شدت سے ٹکراتے پھر وجود میں کہیں اندر چلے جاتے۔ وہ دونوں اپنے ایک دوسرے کے اندر اٹھنے والی موجوں کو پیروں سے ٹکراتی موجوں سے زیادہ محسوس کر رہی تھیں۔

مجی! اسے حوریہ کی آواز کہیں دور سے آتی محسوس ہوئی۔

ہن! اسنے سامنے ایک کچھوئے کو سست رفتاری سے پانی کی طرف جاتے دیکھا۔

اگر میں آج تم سے کچھ مانگوں تو انکار تو نہیں کروگی۔ حوریہ کی آواز میں ہلکی سی جذباتی لرزش اسے چونکاگئی۔

نہیں یار! بس جان کے علاوہ کچھ بھی مانگ لو۔۔۔ اسنے مذاقاً کہا۔

حوریہ کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا۔

میری جان بھی تم پہ قربان ہو۔ میں تم سے کیوں جان مانگنے لگی۔

اوہو میں مذاق کر رہی تھی، مانگو کیا مانگنا ہے۔

وہ کچھ دیر تک اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتی رہی اور پھر گہری سانس لے کر گھٹنا ٹکا کر جھکی۔

اس کا دل بلیوں اچھل پڑا، اسے سمجھ آگئی کہ وہ اس سے کیا مانگنی والی ہے۔

حوریہ نے اپنی جیب سے چھوٹی سے ڈبی نکالی اور منتظر نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

شادی کرو گی مجھ سے ؟؟

اگرچہ جس راستے پر وہ چل پڑی تھیں، اس میں یہ وقت کبھی نہ کبھی تو آنا تھا مگر یوں اچانک۔۔ اسے بہت ہی عجیب لگا۔ حوریہ کے چہرے کے تاثرات سے لگا کہ انکار سنتے ہی اسے دل کا دورہ پڑ جائے گا۔ وہ امریکہ اسی لیے آئی تھی کہ دونوں ساتھ رہیں، پر شادی؟؟

اس کا اقرار سن کر حوریہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ خوشی سے اسکے گلے لگ گئی

انگوٹھی پہنتے ہی اس کے ذہن میں آندھیاں چلنے لگیں۔ ایسی ہی انگوٹھی اس نے سمیر کے ہاتھوں سے بھی تو پہنی تھی نا۔ اس کا کیا ہوا۔۔

دور و نزدیک بہت اپنے ستارے بھی ہوئے

ہم کسی اور کے تھے اور تمھارے بھی ہوئے

مجی! تم تصور نہیں کر سکتیں آج میں کتنی خوش ہوں آج میری زندگی کو معنی مل گیا ہے۔ اب میرے دل می کسی چیز کی خواہش نہیں رہی۔ وہ خاموشی سے اس کی باتیں سنتی رہی، پتا نہیں کیوں اسے دل میں خوشی کا احساس نہیں ہو رہا تھا، جیسے یہ سب ٹھیک نہ ہو۔ جیسے وہ کوئی بہت بڑا گناہ کرنے جا رہی ہے۔ جیسے شادی جیسا مقدس رشتہ یوں قائم نہیں ہو سکتا۔

پر وہ خاموش رہی۔۔ آج حوریہ کی جیسے زبان کھل گئی تھی، وہ نان سٹاپ بولتی رہی۔۔۔ گھر پہنچ کر جب وہ ریلیکس ہو کر بیٹھیں تو حوریہ نے اس کے چہرے کی پریشانی بھانپتے ہوئے پوچھا۔

خیر تو ہے، تمھیں تو چپ ہی لگ گئی ہے۔ کیا تم شادی کے فیصلے سے خوش نہیں ہو۔۔

یار! یہ سب میرے لیے بہت غیر متوقع اور عجیب ہے۔۔۔ آئی میں ہم دو لڑکیاں؟؟ کیا شادی کرنا ضروری ہے؟ ہم ویسے بھی تو اکھٹی رہ سکتی ہیں نا۔۔

حوریہ نے گہری سانس لی۔۔۔

ہمیں یہاں آئے تین مہینے سے زیادہ ہو گئے ہیں، تمھارے ویزے کی مدت ایک سال کی ہے ہے۔ اس کے بعد تم یہاں نہیں رہ پاؤ گی۔

تمھیں س گرین کارڈ دلانے کے لیے ہمیں شادی کرنا پڑے گی۔ ویسے بھی نئے قانوں کی وجہ سے ہم جیسے لوگوں کے لیے چیزیں کافی آسان ہو گئی ہیں۔ پھر بھی گرین کارڈ ملنے میں چار سے چھ مہنے تو لگ ہی جائیں گے۔

اسے کچھ کچھ بات سمجھ آنے لگی۔ پھر بھی یہ شادی والی بات اسے کسی طرح ہضم نہیں ہو پا رہی تھی۔

ویسے یار باقی باتیں چھوڑو یہ بتاؤ اس شادی میں دلہن کون ہو گی اور دلہا کون۔۔یا دونوں دلہنیں ہی ہو نگی۔۔

حوریہ نے پہلے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔

ارے بدھو! یہاں دلہا دلہن نہیں ہوتے، پارٹنر ہوتے ہیں۔ برابر حقوق والے۔۔ یہاں شادی کوئی مذہبی نہیں قانونی رسم ہے۔ ہماری کورٹ میرج ہو گی جس کے بعد ہم ہر چیز میں شریک حیات ہو جائیں گی۔ ویسے اگر کہتی ہو تو یہاں مسلم سینٹر ہیں وہاں جا کر نکاح بھی پڑھوایا جا سکتا ہے۔

رہنے دو۔۔ کیوں تماشا بنوانا چاہتی ہو۔۔ کورٹ میرج ہی ٹھیک ہے۔

تمھیں پتا ہے ایک کینیڈین مسلم عالمہ ہے ارشاد مانجھی، بہت مشہور ہے اور اس نے دو تین کتابیں لکھی ہیں۔ وہ بھی لیسبین ہے اور جلد اپنی گرل فرنیڈ لارا البانو سے شادی کرنے والی ہے۔ وہ کہتی ہے آپ لیسبین ہوتے ہوئے بھی مسلمان ہو سکتی ہو۔ یہ کوئی جرم نہیں ہے۔

ہیں! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

ہاں! یار ایسا ہی ہے۔ میں ہم جنس پرست کمیونٹی کی ممبر رہی ہوں تو میں کئی بہت مذہبی لڑکیوں کو جانتی ہوں جو لیسبین ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی ٹرانس جینڈر ہو۔ وہ لوگ مرد کے جسم میں عورت یا عورت کے جسم میں مرد ہوتے ہیں۔ ان کے پاس اپنی پسند ناپسند کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ تو کیا وہ اچھی مذہبی نہیں ہو سکتے۔ کیا ان کا اللہ اور زندگی کی خوشیوں پر کوئی حق نہیں ہے۔

بات تو تم صحیح کر رہی ہو۔۔ مجادلہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

ویسے تمھیں ایک مزے کی بات بتاؤں ہماری تاریخ میں امرد پرستی کوئی بہت اچنبے کی بات نہیں تھی۔ تم فارسی اور اردو شاعری اٹھا کر دیکھو تو تمھارے ہوش اڑ جائیں گے۔ فارسی شاعری کا محبوب تو بے ریش امرد ہوتا ہے جس کی زلفوں، گالوں اور ہونٹوں کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔ تم نے میر کا وہ شعر نہیں سنا

میر بیمار ہوئے جس کے سبب

اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں۔

یا مصحفی کا شعر سنو

زبس ہم کو نہایت شوق ہے امرد پرستی کا

جہاں جاویں اک آدھ کو ہم تاک رہتے ہیں

لیکن یہ عشق جسمانی نہیں روحانی تھا۔ عشق مجازی سے عشق حقیقی کی راہ ہموار کی جاتی۔ تم رومی اور شمس، نظام الدین اور امیر خوسرو، مادھولال اور شاہ حسین وغیرہ کو دیکھو۔ اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

اس کے برعکس آج کل جو عشق محبت ہے وہ تو ساری صرف جسمانی ہی جسمانی ہے۔ یعنی محبوب کا حصول صرف اس کے جسم کے لیے کیا جاتا ہے۔ اب وہ سچا عشق کہاں جس میں محبوب کی روح سے پیار کیا جائے۔ اس کے عشق میں فنا ہونے کو سعادت سمجھا جائے۔

ہے کون جسے جان عزیز نہیں

لے تیرا جاں نثار اٹھتا ہے

اسی لیے ہماری شاعری میں وصل سے زیادہ فراق کی اہمیت رہی۔

نہ سمجھ پائیں گے وہ اہل فراق

جو ازیت وصال کی ہو گی

حوریہ بڑے غور سے اس کی بات سنتی رہی، اسے ناجانے کیوں اس مجذوب کی بات یاد آ گئی۔

عشق زات کی نفی مانگتا ہے

اس میں ایک جمع ایک، دو نہیں ہوتے۔

اس نے بڑے جذباتی انداز سے مجادلہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنی پر نم آنکھوں سے لگالیا۔

مجی! میں سچے دل سے تمھیں چاہتیں۔ مجھے تمھاری خوشی کے علاوہ کسی چیز کی لالچ نہیں۔ میں صرف تمھاری وجہ سے زندہ ہوں۔ یقین مانو اگر تمھیں کچھ ہو گیا تو۔۔ میں۔۔۔۔ میں زندہ نہیں رہ پاؤں گی۔۔ ہر دم مجھے تمھارے بارے میں دھڑکا لگا رہتا ہے، کہیں تمھیں کچھ ہو نا جائے۔

حوریہ کی جذباتیت دیکھ کر اسکا بھی دل بھر آیا۔

آئی لو یو ٹو میری جان۔۔۔

25

رو داد الفت کر لیں مکمل

کچھ تم سناؤ کچھ ہم سنائیں

امریکہ کو لینڈ آف آپرٹیونٹی کہا جاتا ہے، یعنی یہاں لوگ خالی ہاتھ آتے ہیں اور صرف اپنی محنت اور صلاحیت سے امیر بن جاتے ہیں۔ یہاں کا سسٹم ترقی پسند لوگوں اور آئیڈیاز کو خوش آمدید کہتا ہے۔ جمہوریت بھی صحیح معنوں میں یہیں ہے۔ مگر ترقی کی دوڑ میں آگے سے آگے بھاگنے کی کوشش نے زندگی کی ہر چیز کو پیسے کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ یہاں کوئی چیز بے قیمت نہیں، ہر چیز جنس بازار بن چکی ہے۔ حتکہ کہ انسانی تعلق بھی۔ سہولیات ساری مل سکتی ہیں مگر مارکیٹ ریٹ پر۔ اگر خریدار زیادہ ہوں تو قیمت چڑھ جائے گی۔ انسان کی اتنی ہی قدر ہے جتنا وہ کام کر سکتا ہے۔ یہ ساری صورتحال مجادلہ کو ڈیپریس کرتی۔ میں یہاں مستقل کیسے گزارا کروں گی۔ کیا ساری زندگی آڈجابز کرنا ہی میرا مقدر رہو گا۔

سٹور میں ہر چیز کے اتنے برینڈز تھے کہ سمجھ نہ آتی کس کا انتخاب کیا جائے، بریڈ بھی دس قسم کی پڑی تھی، انڈے تک کئی قسم کے، خدا کی پناہ۔۔ گروسری خریدنا تک عذاب تھا۔ اسی عذاب سے بچنے کے لیے اس بار وہ حوریہ کو ساتھ لے گئی۔ دونوں کے لیے شاپنگ کسی تفریح جیسی ہو گئی۔

پیمنٹ کرتے وقت حوریہ کی نظر ساتھ بڑے لاٹری ٹکٹس پر پڑی جن کے انعامات ملینز ڈالرز میں تھے۔ اس نے کیشیر سے ایک ڈالر والا ایک لاٹری ٹکٹ مانگا، کیشیر کو اتفاق سے کچھ سمجھنے میں غلطی ہوئی، اس نے دس ڈالر والا ٹکٹ پھاڑ کر دے دیا۔ حوریہ نے اسے واپس کرنا مناسب نہ سمجھا اور ٹکٹ اپنے پرس میں رکھ لیا۔

حد ہے یار! تم امریکہ میں رہ کر بھی ان لاٹریوں کے فریب میں آجاتی ہو۔ ادھر پاکستان میں ہر بندہ پرائز بانڈ جیتنے کی امید میں ہوتا ہے۔ میری امی پچھلے پچیس سال سے پرائز بانڈ خرید رہی ہیں، حرام ہے جو ایک روپے کا بھی انعام نکلا ہو۔ تم نے خوامخواہ میں دس ڈالر ضائع کیے۔ اسنے تاسف سے کہا۔

شاید تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو۔۔ مگر میری زندگی میں جب ہر کام انہونا ہی ہوتا ہے تو لاٹری نکلنے والا انہونا کام بھی ہو سکتا ہے۔ کیا پتا اسی بہانے ہماری زندگی آسان ہو جائے، ہم پیسوں کی فکر سے آزاد ہو کر صرف ایک دوسرے کو ٹائم دیں۔ مل کر پوری دنیا دیکھیں، مہنگی گاڑیوں میں گھومیں، مہنگے ہوٹلوں میں ٹھہریں، اچھے ریسٹورنٹس میں ٹیسٹی کھانے کھائیں۔ ساتوں براعظموں کے مشہور پہاڑیوں کو سر کریں۔ حوریہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جذباتی ہو گئی۔

آہ! وہ اسے کیا سمجھاتی کہ ہر لاٹری لینے والا ایسے ہی سپنے دیکھتا ہے۔ کوئی نہیں کچھ ہی دنوں میں لاکھوں لوگوں کی طرح اس کا بھی یہ سپنا ٹوٹ جائے گا۔ یوں لاکھوں لوگوں سے دس دس ڈالر لے کر کوئی پہلے سے امیر بندہ مزید امیر ہو چکا ہو گا۔

بات آئی گئی ہو گی۔

حوریہ کو شادی کے بارے میں ہاں کرنے کے بعد اس کے لیے واپسی کے راستے بند ہو چکے تھے، جوں جوں شادی کی تاریخ قریب سے قریب آتی گئی، اس کی بے چینی بڑھتی گئی، جیسے وہ کسی اندھیرے کنویں میں چھلانگ لگانے لگی ہے جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ شاید کبھی پاکستان نہ جا سکے۔ امی ابو کو حقیقت پتا چلے گی تو ان کا ردعمل کیسا ہو گا، کیا وہ کبھی مجھے معاف کر دیں گی۔ وہ لوگوں کو کیا بتائیں گی کہ ان کی بیٹی نے امریکہ جا کر ایک لڑکی سے شادی کر لی ہے۔ کیا سمیر بھی مجھ سے ہمیشہ کے لیے نفرت کرتا رہے گا، یا کسی اور لڑکی سے شادی کر کے مجھے بھول جائے گا۔

نہیں! چاہے کچھ ہو جائے ہماری شادی کے بارے میں کسی کو نہیں پتا چلنا چاہیے۔ میرے تعلیم کے لیے کچھ سال کے لیے امریکہ ٹھہرنے کو سب لوگ تسلیم کر لیں، مگر میں صرف ہماری خوشی کے لیے اتنے سارے لوگوں کو دکھ نہیں پہنچا سکتی۔ چاہے کچھ ہو جائے۔

پر ہمارا مستقبل کیسا ہو گا، ہماری سوشل لائف کیسی ہو گی، ہو گی بھی یا نہیں؟ اور بچے؟؟ سہانے مستقبل پر تشویش کے بادل چھانے لگے۔

جس رفتار سے چیزیں کسی نامعلوم منزل کی طرف بڑھ رہی تھیں، مجادلہ کو اپنا آپ کسی ایسے کھلاڑی جیسا لگنے لگا جس کے ہاتھ سے کھیل نکل گیا ہو۔ جو خود کو تماشائی سمجھنے لگے۔

وہ دلہن بننے کے لیے تیار نہیں ہونا چاہتی تھی، مگر حوریہ کی ضد پر وہ روایتی لال جوڑا پہننے پر تیار ہوئی، ایک عجیب سی اداسی نے اس کے دل کو گھیر لیا، نہ امی ہیں، نہ کوئی سہیلی، اس دن کے بارے میں کیسے کیسے سپنے دیکھنے تھے۔ وہ بڑی مشکل سے ان خیالات کو جھٹک کر خود کو اپنی زندگی کے اہم ترین موقع کے لیے تیار کرنے لگی۔

تبھی موبائل پر امی کی کال آئی۔

اس کا دل بھر آیا۔ زندگی کی سب سے اہم خوشی امی سے چھپانی پڑ رہی تھی۔

وہ بڑی مشکل سے ضبط کر کے نارمل انداز سے بات کرتی رہی، مگر انکے لہجے میں محبت اور فکر نے اس کے ضبط کا بند توڑ دیا، وہ سسکیاں لے کر رو پڑی۔

امی! آج آپ کی بہت یاد آ رہی ہے۔۔ کاش آپ میرے ساتھ ہوتیں۔۔

انکی آواز بھی بھر اگئی۔

امی کی جان! میرا بھی ایک لمحے تمھارے بغیر دل نہیں لگتا۔ اب جلدی جلدی گھر واپس آ جاؤ۔

وہ کیا بتاتی کہ اب وہ شاید کبھی گھر نہ آئے۔ شرمندگی کے احساس نے اسے اپنی لپیٹ مین لے لیا۔

بیٹا! خیر تو ہے؟ تم کچھ پریشان پریشان لگ رہی ہو۔؟

نہیں۔۔۔امی۔۔سب نارمل ہے۔۔وہ بس پڑھائی کی ٹینشن بہت ہے نا۔۔شاہد اس لیے آپ کو ایسا لگ رہا ہے۔

تمھیں منع بھی کیا تھا،نا جاؤ۔۔خیر پڑھائی کے چکر میں اپنی صحت برباد نہ کرلینا۔کھانا تو ٹھیک طرح سے کھا رہی ہونا۔۔۔پتا نہیں کچھ ڈھنگ کا ملتا بھی ہے وہاں یا نہیں۔۔

اسنے ٹھنڈی سانس لی۔۔۔۔

امی آپ میرے کچھ مہینوں کے لیے گھر سے جانے پر اتنی پریشان ہیں،اگر میں ہمیشہ کے لیے چلی گئی تو پھر آپ کیا ہو گا۔۔

وہ یکدم خاموش ہو گئیں۔۔

تب میں پریشان کیوں ہونے لگی۔۔۔میں تو خوش ہونگی کہ میری ننھی سی جان اپنے گھر میں آباد ہے۔بیٹیوں کی یہ جدائی تو اللہ نے مقدر میں لکھی ہے۔خدا کرے تم سدا آباد اور شاد رہو۔۔

دل پہ ایک اداسی چھا گئی

اس نے بہانے سے کال مختصر کی۔ کال بند کر کے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ امی اپنی نالائق بیٹی کو معاف کر دیجیے گا، میں آپ کی بیٹی کہلانے کے قابل نہیں ہوں۔۔

تبھی حوریہ بھی تیار ہو کر آ گئی،، مجادلہ کو یوں روتے دیکھ کر وہ تڑپ کر اس کے پاس گئی۔

میری جان کیا ہوا ہے؟؟

یار! مجھے سب بہت غلط لگ رہا ہے۔۔۔۔ یہ کیسی خوشی ہے جس میں کوئی ہمارے ساتھ نہیں ہے، جس میں ہمیں اپنی خوشی یوں چھپانی پڑ رہی ہے جیسے کوئی جرم ہو۔۔ مجھے امی کی شدید یاد آ رہی تھی کہ انھوں نے خود کال کر لی۔۔ جیسے ان کی چھٹی حس کہہ رہی ہو کہ میں انھیں یاد کر رہی ہوں۔۔

میری جس خوشی کے بارے میں انھوں نے بچپن سے خواب دیکھے، آج میں اس میں ہی انھیں شامل تو کیا اس کا بتا بھی نہیں سکتی۔ یہ کیسی بے بسی ہے۔ اسنے سسکتے ہوئے کہا۔

اوہ میری جان! حوریہ نے اسے گلے لگا لیا۔۔

تم سے زیادہ میری یہ خواہش ہے کہ سب کو اپنی خوشی میں شامل کریں، مگر ابھی وقت مناسب نہیں۔ ہم اپنی خوشی کے لیے سب لوگوں کو دکھ اور رسوائی نہیں دے سکتے۔

اس کی بات سن کر وہ خاموش رہی مگر اس کے اندر جنگ چل رہی تھی۔

26

جانے کیا واقعہ ہے ہونے کو

دل بہت چاہ رہا ہے رونے کو

آنکھ کھلنے کے باوجود سب کچھ دھندلا دھندلا تھا، اس نے حرکت کرنے کی کوشش کی تو جسم میں جیسے جان ہی نہ ہو۔۔ کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔ صرف ماحول کی خوشبو سے اندازہ ہوا کہ وہ کہاں ہے۔ پر وہ یہاں کب اور کیسے پہنچی۔۔ اس نے ذہن پر زور دینا شروع کیا مگر کچھ یاد نہ آیا۔

اسے مکمل ہوش میں آنے میں کچھ وقت لگا۔ سب سے پہلے اس کی نظر حوریہ پر پڑی، جو ابھی تک اسی شادی کے لباس میں تھی جس میں وہ دونوں گھر سے نکلیں تھیں۔۔ اس کی آنکھیں لال اور چہرے پر شدید پریشانی تھی۔

اسے ہوش میں آتے دیکھ کر وہ تڑپ کر بستر کے پاس آئی۔۔

اف !شکر ہے تمھیں ہوش آ گیا۔۔اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

پچھلے بارہ گھنٹے سے تم بے ہوش ہو۔۔

پر مجھے ہوا کیا ہے ؟

پتا نہیں ابھی تک رپورٹس نہیں آئیں۔۔اس نے پریشانی سے جواب دیا۔۔

وہ دونوں شادی کے لیے تیار ہو کر گھر سے نکلی تھیں،اپنی ساری کنفیوژن کے باوجود مجادلہ شادی پر تیار ہو گئی۔وہ دونوں دلہنوں کے لباس میں اپنی باری کا انتظار کر رہی تھیں کہ اسے شدید گھبراہٹ ہونے لگی۔اس کے لیے وہاں بیٹھنا دشوار ہو گیا اور وہ اٹھ کر باہر تازہ ہوا کے لیے چل دی۔

اسے یوں اچانک اٹھ کر جاتے دیکھ کر حوریہ تیزی سے اس کے پیچھے آئی۔

اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔۔کسی نے اس کے دل کو جکڑ لیا اور درد کی شدید لہر سینے سے اٹھی۔۔اس نے چیخنے کی کوشش کی مگر آواز حلق سے نہ نکل پائی۔وہ سینہ پکڑ کر بیٹھ گئی۔

حوریہ نے پریشانی میں اسے سنبھالنے کی کوشش کی مگر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ اسکی بانہوں میں جھول گئی۔

ہوش میں آنے کے بعد اس کا تفصیلی چیک ہوا۔وہ بالکل نارمل تھی،ہاں تھوڑی بہت نقاہت تھی،شاید ایکسائٹمنٹ کی وجہ سے اس کا بلڈ پریشر شوٹ کر گیا تھا۔پھر بھی ڈاکٹر نے مکمل ٹیسٹ رپورٹ آنے سے پہلے کوئی حتمی رائے دینے سے انکار کیا۔

اسے ڈسچارج تو کر دیا گیا مگر ساتھ میں کہا کہ کچھ دن بعد دوبارہ چیک اپ کے لیے آئے۔جس کے لیے جانے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

گھر پہنچ کر اس نے حوریہ سے سوری کیا کہ اس کی وجہ سے شادی والے دن اتنی بدمزگی ہوئی۔حوریہ کو شادی مؤخر ہونے سے زیادہ اسکی کی صحت کی فکر ہونے لگی۔پتا نہیں کیا مسئلہ ہو۔۔

اس کے ذہن میں پیشن گوئی گونجنے لگی کہ اگر اس پر دوبارہ یہ وقت آیا تو پھر بچنا مشکل ہے۔۔

مجادلہ حسب معمول جولی موڈ میں ہی تھی۔۔

ارے یار کیوں پریشان ہوتی ہو۔۔کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔بس شادی کی ایکسائٹمنٹ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔۔اور کیون نہ ہو۔۔۔روزانہ تھوڑی میں ایسی شادی کرنے جاتی ہوں۔۔۔

حوریہ اداسی سے مسکرائی۔۔۔

اتنی اداس کیوں ہو۔۔۔ کل ہم دوبارہ جائیں گی نا میرج آفس۔۔ البتہ اس بار میں اتنی تیار نہیں ہو نگی۔۔۔ کیا پتا پھر ایکسائٹمنٹ سے میرا برا حال ہو جائے۔۔۔

مجی۔۔۔ کچھ تو خیال کرو۔۔ جو منہ میں آئے بھولے چلی جاتی ہو۔۔ کچھ نہیں ہو گا تمھیں۔۔۔ اس کے لہجے میں بے قراری آگئی۔

جب تک تم ٹھیک نہیں ہو جاتیں۔۔ ہم شادی نہیں کر سکتے۔۔

کیا مطلب ٹھیک نہیں ہو جاتیں۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ تم ویسے ہی ٹینشن لے رہی ہو۔

ہر بات مذاق نہیں ہوتی۔ ڈاکٹرز نے اشارہ دیا ہے کہ کچھ خرابی ہے۔ مگر حتمی بات رپورٹس کے بعد ہی ہو گی۔

اسنے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔

کچھ دن بعد حوریہ کے منع کرنے کے باوجود اس نے یونیورسٹی جانے کا فیصلہ کیا۔۔ سارا دن گھر میں گزارنا ایک عذاب تھا۔

وہ ابھی دروازہ لاک کرنے ہی لگی تھی کہ یکدم وہی کیفیت دوبارہ طاری ہوئی اور وہ جھول کر سیڑھیوں کی جانب گری۔ تبھی کسی نے اسے تھاما۔۔ دھندلی آنکھوں سے اپنے تھامنے والے کو دیکھ کر دیکھتی رہ گئی۔۔

27

تیری بانہوں سے ہجرت کرنے والے

نئے ماحول میں گھبرا رہے ہیں

پتا نہیں وہ کتنی دیر بے ہوش رہی مگر جب ہوش آیا تو اس نے خود کو اپنے بستر پر پایا اور سمیر پریشانی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔

اسے ابھی بھی لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے۔ کچھ دن پہلے جب سمیر نے اس سے ایڈرس پوچھا تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ سرپرائز دینے یوں پہنچ جائے گا۔ بیچارے کو سرپرائز دینے کے ساتھ ساتھ سرپرائز مل بھی گیا۔

اسے ہوش میں آتے دیکھ کر جلدی سے اس کی جانب لپکا۔۔

کیا ہوا تھا تمھیں؟؟۔۔۔ وہ تو شکر ہے میں آگیا ورنہ تم تو سیڑھیوں سے نیچے گرنے والی تھیں۔

یہ تو حقیقت میں آگیا ہے۔۔

تم نے سرپرائز ہی ایسا دیا کہ میں چکرا گئی۔،،اسنے بات کو ٹالنے کے لیے مذاقا کہا۔

سمیر پریشانی کے باوجود ہنس پڑا۔۔

مذاق نہ کرو۔۔ صحیح بات بتاؤ۔۔

ارے کچھ نہیں ہوا۔۔ویسے ہی چکر آ گیا۔۔

سمیر کی پریشانی بدستور برقرار رہی مگر اس نے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔۔

اسنے بہت محبت سے مجادلہ کا ہاتھ پکڑا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

میری جان! میں تمھیں بہت زیادہ مس کر رہا تھا۔۔ آئی ایم سوری کے کام کی وجہ سے میں تمھیں بالکل بھی وقت نہیں دے پایا۔۔۔ مگر کیا کرتا۔۔ ہم دونوں کے بہتر مستقبل کے لیے یہ قربانی مجھے دینی پڑی۔۔

اس کے جذبات کی شدت دیکھ کر مجادلہ کے دل میں بھی جذبات کی لہر اٹھی۔۔ اس نے نظریں جھکا لیں کہیں وہ اس کی آنکھوں میں بے وفائی نہ پڑھ لے۔

وہ سوچنے لگی۔۔ سمیر کاش تم کراچی نہ جاتے۔۔ کاش ہم دونوں ساتھ رہتے اور ہماری محبت گہری ہوتی جاتی۔۔ کاش میرے دل میں ممنوع جذبات نہ جاگتے۔۔ مگر اب بہت دیر ہو چکی ہے۔۔ میں بہت دور جا چکی ہوں۔ اگر اس دن میں بے ہوش نہ ہوتی تو شاید میں قانونی طور پر شادی شدہ ہوتی۔۔

وہ چاہ کر بھی سمیر کے ساتھ پرانی والی ٹون میں بات نہ کر سکی۔۔ وہ اس کی خاموشی اور طبیعت کی خرابی سمجھا۔

اسکے پاس کرنے کو بہت سی باتیں تھیں۔۔ کاروبار کی، کراچی میں اپنی زندگی کی، اس کے مستقبل کے منصوبوں کی، سب سے بڑھ کر اپنے جذبات کی۔۔

جب دلوں میں دوری آ جائے تو باتیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ جیسے کوئی کنواں خشک ہو جائے۔

مجادلہ کے پاس بتانے کو کچھ رہا ہی نہیں۔۔ وہ کیا کہتی کہ ہمیشہ کے لیے اپنی فیملی، اپنے منگیتر، اپنے ملک، اپنے کلچر کو چھوڑنے کا سوچ چکی ہے۔ وہ سب سے بے وفائی کرنے والی ہے۔

سمیر کے منع کرنے کے باوجود وہ کھانے کا اہتمام کرنے چلی گئی، شاید اس طرح اسے تنہائی میں کچھ سوچنے کا موقع مل جائے۔ وہ بڑی محبت اسے کھانا بناتے دیکھنے لگا۔

وہ اپنی سوچوں میں اتنی مگن تھی کہ اسے احساس بھی نہ ہوا کب سمیر نے پیچھے سے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ سنسنی کی لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔ اپنی گردن پر گرم سانسیں محسوس کر کے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ چاہ کر بھی اسے منع نہ کر سکی۔

سمیر نے سر گوشی کے انداز سے اس کے کان میں کہا۔

آئی لو یو میری جان۔۔۔

وہ تڑپ کر مڑی۔۔۔

اس کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہو گئی۔۔وہ کسی سہمی ہرنی کی طرح اسے دیکھنے لگی۔

سمیر کا چہرہ جذبات سے دمک رہا تھا۔

وہ سمیر کو منع کرنا چاہتی تھی، اسے پیچھے ہٹانا چاہتی تھی، مگر اس کا اپنا وجود اس سے باغی ہو گیا۔

جب دونوں کے ہونٹ ٹکرائے تو پورا وجود سوکھی لکڑی کی طرح جلنے لگا، اس نے آنکھیں بند کر کے خود کو اس آگ کے حوالے کر دیا۔

وہ دونوں خود میں گم ہو کر ہر دنیاومافیہا سے بے نیاز ہوئے کہ انھیں دروازہ کھلنے اور حوریہ کے آنے کا احساس تک نہ ہوا۔ وہ جیسے ہی کچن میں داخل ہوئی، ان دونوں کو اس حالت میں دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

سمیر اس پر نظر پڑتے ہی علیحدہ ہوا۔۔وہ ابھی تک آنکھیں بند کیے اپنے اندر ڈوبی ہوئی تھی۔ سمیر کی بانہوں میں سمٹتے ہی اس کی ساری کنفیوژن اور بے چینی ختم ہوگئی۔ جیسے بھٹکی ہوئی کبوتری واپس گھونسلے میں آگئی ہو۔ جیسے اس کی بھٹکتی ناؤ کو آخر کار ساحل مل گیاہو۔ محبت کے ساتھ تحفظ اور پاکیزگی کا احساس وجود کی گہرائیوں میں اتر گیا۔

اس نے حوریہ کو اپنی طرف زخمی نظروں سے دیکھتے پایاتو شرمندگی سے نظریں جھکالیں۔۔

اسے لگاوہ حوریہ کے سامنے بے لباس ہوگئی ہو۔ اندر کے جذبات کایوں چھلک جانا بے لباس ہونے سے زیادہ شرم کی بات ہوتی ہے۔

کچھ دیر ایک شرمندہ سی خاموشی پورے ماحول پر چھائی رہی۔ پھر حوریہ نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے سمیر سے ہیلوہائے کی۔

سمیر بھائی آپ نے تو صحیح معنوں میں ہمیں سرپرائز کر دیا۔۔

مجادلہ کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔

میں نے کہاں سرپرائز کیا۔۔ اصل سرپرائز تو مجھے خود ملا ہے۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

حوریہ ٹھٹکی۔۔ کہیں اسے ہمارے بارے میں پتا تو نہیں چل گیا۔

کیسا سرپرائز؟

مجادلہ تو شروع سے ہی ایسی ہے، مگر حوریہ تم سے مجھے ایسی امید نہیں تھی۔۔

حوریہ کو دھچکا لگا۔۔ یعنی اسے شروع سے ہی مجادلہ کے بارے میں پتا تھا، اور آج مجادلہ نے اسے ہمارے بارے میں بھی سب بتا دیا۔ اسنے شکایتی نظروں سے مجادلہ کی طرف دیکھا۔

شکر ہے میں وقت پر یہاں آ گیا ورنہ پتا نہیں کیا ہو جاتا۔۔

ہیں نا مجادلہ؟ پھر میں کس طرح زندہ رہ پاتا۔۔

لیکن اب میں آ گیا ہوں۔۔ میں یہ سلسلہ مزید نہیں چلنے دوں گا۔۔ غضب خدا کا میں اپنے جان سے کچھ دن دور کیا ہوا! پیچھے یہ سب سلسلہ چل پڑا۔۔

اس کے مجادلہ کو جان کہنے پر حوریہ کے دل پر چوٹ لگی۔ وہ شکست خوردہ انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی۔۔ اب کچھ کہنے سننے کو رہا نہیں۔ مجادلہ بھی بے وفا نکلی۔۔

ایسا کچھ نہیں ہوا! آپ بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے میں ایکسپرٹ ہیں۔ وہ تو ہلکا سا چکر آیا تھا۔۔

کیا مطلب! حوریہ تڑپ کر ان کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

حوریہ اب خود ہی بتاؤ کیا یہ معمولی سی بات ہے۔ محترمہ چکرا کر سیڑھیوں سے گرنے والی تھیں۔ وہ تو شکر ہے میں وقت پر پہنچ گیا ورنہ پتا نہں کیا ہوتا۔۔۔ مجھے اسے اٹھا کر اندر لانا پڑا۔۔ وزن بھی اتنا کم ہو گیا ہے۔۔ جیسے صحت کا خیال ہی نہ رکھتی ہو۔

اچھا تو یہ بات ہے۔۔ میں سمجھی۔۔

تم کیا سمجھیں تھیں۔۔ سمیر نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔

وہ بس ایسے ہی۔۔۔

حوریہ پریشان ہوئی مگر فلحال سمیر کے سامنے وہ کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی، کہیں مجادلہ کی بیماری کا سن کر وہ کہیں اپنا سٹے لمبا ہی نہ کر لے۔

بعد میں جب وہ دونوں تنہائی میں تھیں تو مجادلہ نے بھی اسے یہی کہا کہ جب تک سمیر امریکہ میں ہے اس کے سامنے کسی قسم کی کوئی بات یا حرکت نہیں کرنی۔ ایسا نہ ہو اسے کسی قسم کا شک ہو۔۔

رات تک سمیر وہیں رکا اور اپنی عادت کے مطابق شغل لگاتا رہا، مجادلہ زیادہ وقت خاموش رہی، مگر اس کی ساری توجہ سمیر کی ہی طرف تھی، جیسے اسے اس کا یوں آنا اچھا لگا ہو۔۔

حوریہ سارا وقت انگاروں پر بیٹھی رہی، ایک طرف اسے مجادلہ کی صحت کی فکر تھی، تو دوسری طرف اسکے چھن جانے کی۔ کہیں سمیر کی یہاں موجودگی پرانی محبت نہ جگا دے، کہیں وہ اسے مجھ سے چھین کر نہ لے جائے۔

اسے مجادلہ پر بھی غصہ آرہا تھا جو سمیر پر اپنی بے رخی واضح نہیں کر رہی، اور بالکل ایک فرمانبردار پاکستانی منگیتر کی طرح بی ہیو کر رہی ہے۔

کاش اس دن مجادلہ کی طبیعت خراب نہ ہوئی ہوتی تو آج ہم ایک ہوتیں۔۔ سمیر کے رخصت ہونے کے بعد وہ یہ ساری باتیں مجادلہ سے کرنا چاہتی تھی، مگر وہ طبیعت کی خرابی کا کہہ کر کے جلد لیٹ گئی۔

28

ہماری ہی تمنا کیوں کرو تم

تمھاری ہی تمنا کیوں کریں ہم

چاندنی رات میں ساحل سمندر پر چہل قدمی کرتی وہ بہت دور نکل گئی، کیف و سرور کی کیفیت میں وہ اپنے اندر اتنا کھو گئی کہ اسے لہروں کی سطح بلند ہونے کا احساس نہ ہوا۔ پانی کی طاقتور موجیں اسے غیر محسوسانہ طریقے سے گہرے سمندر کی طرف لے گئیں جہاں اس کے پاؤں اکھڑنے لگے۔ سرور کی وہ کیفیت اب بھی تھی مگر ڈوب جانے کا خطرہ سر پر منڈلانے لگا۔ وہ واپس ساحل کی جانب جانا چاہتی تھی مگر جیسے اس کا اختیار ختم ہو گیا۔ کوئی لمحہ آتا کہ وہ بپھرتے پانیوں میں غرق ہو جاتی۔ وہ مدد کے لیے بھی کسی کو نہ پکار سکی۔ ساحل ہر لمحہ دور سے دور ہوتا جا رہا تھا۔ تبھی کوئی اسے کھینچ کر اپنے ساتھ ساحل کی طرف لے آیا۔

آنکھ کھلتے اسے صرف اپنے بچانے والے کا چہرہ یاد تھا۔

پہلی شام جو جذبات سمیر کے قرب نے جگائے وہ دبنے کے بجائے شدت میں بڑھتے ہی چلے گئے، اگلا ہو راہفتہ سمیر کے ساتھ رسٹورنٹس، پارکس، سینما، میوزیم اور ساحل سمندر پر گزارے لمحوں میں اسنے محبت کے گہرے رنگوں، ذائقوں اور احساسوں کو پھر سے دریافت کیا۔

سمیر کی بولڈنس بڑھتی ہی گئی اور وہ اسے نہ روک سکی۔ اس کا وجود سمیر کی بانہوں میں سمٹنے کو بیتاب رہتا۔ ان بانہوں میں سکون اور تحفظ کا احساس تھا۔ جیسے سمیر اسے دنیا کی ہر مشکل اور پریشانی سے محفوظ رکھے گا۔ اس قرب میں پاکیزگی تھی، جس میں اس کے جذبات بڑھکتے مگر پھر سکون آجاتا۔ اس کے برعکس حوریہ کے قرب میںں اس کے جذبات بڑھکتے اور بہت شدت سے بڑھکتے، اس آگ میں وہ دونوں جلتیں مگر اس کے اندر کہیں گناہ اور تشنگی کا احساس ہوتا، جسے چاہ کر بھی وہ اتنے عرصے میں ختم نہ کر سکی۔ جیسے یہ اس کے بس میں ہی نہ ہو۔۔ ہیاس تھی کہ بجھتی ہی نا۔

تحفظ کے اس احساس سے وہ امریکہ آنے کے بعد محروم ہو گئی تھی۔

یہاں آنے کے بعد سب کچھ اجنبی اجنبی اور خوفزدہ کرنے والا تھا۔ پاکستان میں رہتے کبھی اسے ایساڈر اور بے یقینی پیدا نہیں ہوئی۔۔ جیسے سب اپنا اپنا ہو،۔ شروع کی آزادی کے احساس کی جگہ اب لاتعلقی، اجنبیت اور خوف نے لیناشروع کر دی۔ جیسے اس ملک میں سوائے حوریہ کے اس کا کوئی ہے ہی نہیں اور کبھی ہو گا بھی نہیں۔ وہ یہاں ہمیشہ ایک اجنبی کی حثیت سے رہے گی، جس کے قانونی حقوق تو ہونگے مگر کوئی سوشل لائف نہیں ہو گی۔ زندگی میں پیسہ اور آسائشیں تو ہونگی مگر تھکا دینے والی نوکری اور اکیلاپن ہو گا۔

سمیر کے آنے سے پہلے اس کے جذبات منتشر تھے، ان کی کوئی منزل نہیں تھی، وہ بس حوریہ کو خوش کرنا چاہتی تھی، اس کے اندر کہیں یہ خوف تھا کہ اگر اس نے حوریہ کی محبت کو ٹھکرایا تو اس بیچاری پر نا جانے کیا بیتے گی۔ مگر اب اسکے جذبات کو ایک منزل مل گئی، ذہن سے جذباتیت کی گرد چھٹنے کے بعد اپنا ماضی، حال اور مستقبل کچھ اور ہی نظر آنے لگا۔

اسے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر امریکہ آنے کا فیصلہ بہت جذباتی لگنے لگا۔ اسے لگنے لگا کہ وہ اپنے گھر والوں، منگیتر، کلچر، مذہبی احکامات، ملک اور بہت سی چیزوں کو ہمیشہ کے لیے نہیں چھوڑ سکتی۔۔ ایک دل رکھنے کے لیے اتنے سارے دل نہیں توڑ سکتی۔۔

اسے یاد آیا کہ گلشفتہ بھی تو یہی بات کی تھی، اس نے بھی ایسا ہی محسوس کیا ہو گا۔

اف میرے خدایا میں کیا کروں؟ میرے اندر حوریہ کا دل توڑنے کا حوصلہ نہیں ہے۔ اس بار وہ یقیناً خودکشی کر لے گی۔ مگر میں اس سے شادی بھی تو نہیں کر سکتی۔۔

ساحل سمندر پر سمیر کے کندھے پر سر رکھے اس کے ذہن میں یہی سب باتیں چل رہی تھیں۔ دور اداس سورج نے غروب ہوتے ایک آخری نظر ان پر ڈالی۔

مجی! تمھارے ساتھ ہوتے مجھے اپنا آپ مکمل مکمل لگتا ہے، جیسے تمھارے بغیر میں ادھورا ہوں۔

وہ خاموش رہی۔۔

تمھارے ساتھ بتائے یہ لمحے میری زندگی کا سب سے خوبصورت لمحے ہیں۔ میرے دل میں تمھاری محبت بہت بڑھ گئی ہے۔ میں تمھارے علاوہ میں کسی کے ساتھ زندگی نہیں بتا سکتا۔

مجادلہ کے دل میں بھی جذبات امنڈے۔ وہ بھی سمیر کو اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتی تھی۔ مگر شرمندگی کے احساس نے اسے گھیر لیا۔

میں کس منہ سے سمیر سے اپنی محبت کا اقرار کروں۔ میں تو اس کی پیٹھ پیچھے اس سے بے وفائی کر چکی ہوں۔ میں تو اس کے بنا زندگی گزارنے کا بھی فیصلہ کر چکی تھی۔

میں کیسے بتاؤں کے حوریہ صرف میری کزن نہیں ہے۔

اگر سمیر کو یہ سب پتا چلا تو کیا وہ مجھے معاف کر پائے گا؟؟

بہت کچھ سوچنے کے باوجود وہ کچھ نہ بولی، پتا نہیں اس کی خاموشی سے سمیر نے کیا مطلب لیا۔

اپنے مختصر ٹرپ کی حسین یادیں سمیٹ کر سمیر تو پاکستان چلا گیا مگر اس کے وجود کا کوئی حصہ بھی ساتھ لے گیا۔ جدائی کی میٹھی میٹھی چھبن اس نے پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا، وہ بس کسی طرح پاکسان جانا چاہتی تھی، سمیر کے پاس، اپنی امی کے پاس، اپنی دوستوں کے پاس۔۔ اپنی پرانی زندگی میں۔۔

29

کوئی امید بھر نہیں آتی

کوئی صورت نظر نہیں آتی

حوریہ کو پاگلوں کی طرح خوشی سے چھلانگیں لگاتے دیکھ کر ارد گرد موجود لوگوں کو اچنبا ہوا۔ مگر اسے کسی بات کی پرواہ نہیں تھی، آج وہ یکدم ساری فکروں اور پریشانیوں سے آزاد ہو گئی تھی۔۔

کئی بار کنفرم کرنے کے بعد بھی یقین نہیں ہو رہا تھا کہ انہونی ہو گئی ہے۔ اسے صورتحال کی مضحکہ خیزی پر ہنسی آنے لگی۔ وہ کیشیئر کے غلطی سے دیے ہوئے دس ڈالر کے ٹکٹ پر دس ملین ڈالر جیت گئی تھی۔ حالانکہ مجادلہ نے منع بھی کیا کہ یہ بے فائدہ ہے، مگر قدرت کے کام واقعی نرالے ہیں۔

خوشی اتنی زیادہ تھی کہ اسے لگا اگر اس نے فوراً مجادلہ سے یہ خوشی شئیر نہ کی تو اس کا دل پھٹ جائے گا۔ وہ نوکری سے ریزائن دے کر بھاگی بھاگی گھر پہنچی۔

جب خوشی یا غم انتہا سے زیادہ ہو تو انسان اپنے ارد گرد سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ وہ بھی دو بار گاڑی کے نیچے آنے سے بمشکل بچی۔ گھر کی چابی لگاتے اس کے ہاتھ ایکسائٹمنٹ سے کانپ رہے تھے۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے مجادلہ کو آواز دی۔۔

کوئی ریسپانس نہ آیا۔

اس نے کچن اور واش روم میں بھی دیکھا، مگر مجادلہ کے کوئی آثار نہیں تھے۔

اسوقت یہ کہاں جاسکتی ہے؟

ذرا غور کرنے پر گھر کچھ بدلا بدلا لگا، کسی چیز کی کمی تھی۔

مجادلہ صرف خود ہی نہیں اسکا سامان بھی غائب تھا۔

اس نے پریشانی میں اسے کال ملائی، مگر نمبر بند جا رہا تھا۔

وسوسے سیلاب کی طرح امنڈ آئے۔

سمیر کے جانے کے بعد مجادلہ چپ چپ رہنے لگی تھی، اسکے استفسار پر طبیعت کی خرابی یا پڑھائی کا بہانہ بنا دیتی، ہسپتال جانے پر بھی آمادہ نہ ہوتی۔ اب یوں بنا بتائے اس کا گھر سے چلے جانا۔

اسی پریشانی میں اس نے مجادلہ کی ایک دو کلاس فیلوز سے بھی رابطہ کیا، معلوم ہوا وہ تو کئی ہفتوں سے یونیورسٹی نہیں آرہی۔

اس کا ذہن تمام سوچوں سے خالی ہو گیا اور وہ بے جان ہو کر بستر پر گر گئی۔ اس حالت میں وقت چونٹی کی رفتار سے گزرنے لگا، وہ بے خیالی سے کمرے کی چیزوں کو دیکھنے لگی۔ یہ کمرہ اتنا مردہ کیوں ہے، ہر چیز پھیکی پھیکی اور بے رنگ کیوں ہے۔ کیا ان کی بھی روح چلی گئی ہے۔ کیا چیزوں میں زندگی بھی انھیں استعمال کرنے والوں سے ہوتی ہے۔ کہیں وہ خود بھی کوئی بے جان چیز تو نہیں۔

سٹڈی ٹیبل پر پڑے لفافے کو دیکھتے ہی وہ تڑپ اٹھی، جیسے کوئی مرتا ہوا مریض زندگی کی طرف واپس آجائے۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے لفافہ کھولا، ایک جانی پہچانی خوشبو اسکے ناک سے ٹکرائی۔۔

حوری میری جان!

ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا، اگرچہ میں جانتی ہوں جو کچھ میں تم سے کہنے والی ہوں وہ مذہب عشق میں قابل معافی نہیں۔ مگر میں پھر بھی کسی انہونی کی امید میں تم سے اپنے دل کی بات کہنا چاہتی ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ تمھارے سامنے یہ سب کہہ سکوں۔ تمھاری قیامت آنکھیں مجھے ہمیشہ کے لیے بت بنا دیں گی، زندگی سے محروم ایسا بت جس کی تم پرستش تو کرو گی مگر وہ تمھیں کچھ نہ دے پائے گا۔

ہاں یار! ہماری محبت ممنوع ہی نہیں لاحاصل بھی ہے۔ دنیا کا کوئی انسانی قانون اس کی ممنوعیت اور لاحاصلی ختم نہیں کر سکتا، یہ آکاش بیل ہے۔

تم غصے سے کہو گی کہ شاید مجھے کبھی تم سے محبت تھی ہی نہیں۔

ایسی بات نہیں ہے۔

میں نے تمھیں دل سے چاہا ہے۔۔ تمھارے ساتھ نے مجھے ان جذبات سے روشناس کروایا جن کو محسوس کرنے کی خواہش ہمیشہ سے میرے دل میں تھی۔

مگر ممنوعیت اور لاحاصلی کا یہ احساس میرے وجود میں کہیں اندر سے اٹھتا ہے، میں اس احساس کی سچائی کو جھٹلا نہیں پاتی۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں زاتی خوشی اور آزادی کے لیے خدا، مذہب، فیملی، دوستوں، اور تہذیب سے بغاوت کر رہی ہوں۔۔ میرے اندر ایک جنگ چلی ہوئی ہے۔

ایمان مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر

کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

مجھ میں مستقل یہ جنگ لڑنے کی ہمت نہیں، میں ساری زندگی اتنے لوگوں کی نظروں میں باغی اور مجرم بن کر نہیں رہ سکتی۔ ہاں یار! میں کمزور ہوں! اندر سے بھی اور باہر سے بھی۔ مجھے خود کو بکھرنے سے بچانے کے لیے ان سب سہاروں کی ضرورت ہے۔ میں اکیلی زندگی کے اس بوجھ کو نہیں اٹھا پاؤں گی۔

اپنی بے وفائی پر میں تم سے معافی تو مانگ رہی ہوں مگر شاید خود کو بھی معاف نہ کر پاؤں۔ میرے دل میں سدا تم رہو گی۔ اگرچہ میری محبت میں وہ سچائی اور وہ شدت نہیں تھی جو تمھاری محبت میں ہے۔ میں اسی محبت کا واسطہ دے کر تم سے کہنا چاہتی ہوں

خدارا کوئی ایسی ویسی حرکت مت کرنا، ورنہ میں بھی سکون سے جی نہیں پاؤں گی۔

میں جانتی ہوں تمھیں ساری زندگی بہت دکھ ملے ہیں، یہ بات میرا دل بھی دکھاتی ہے۔ میں تمھارے ساتھ رہ کر تمھارے دکھ بانٹنا چاہتی تھی۔ تمھیں زندگی کی طرف لانا چاہتی تھی۔ مگر مجھے لگتا ہے اگر میں تمھارے ساتھ رہی تو شاید تمھارے دکھوں میں مزید اضافہ کروں۔ اسی لیے میں اچھی یادوں کے ساتھ تم سے دور جا رہی ہوں۔

میرا یہ ایمان ہے زندگی بے مقصد نہیں ہے، ہر شخص کا ایک مقصد ہے جسے پورا کیے بغیر وہ اس دنیا سے نہیں جا سکتا۔ تمھارے نصیب میں بھی اللہ تعالی نے ضرور کچھ اچھا لکھا ہو گا، شاید تمھیں کوئی ایسا مل جائے جو تمھیں ٹوٹ کر چاہے، تمھارے زخموں پر مرحم رکھے، تمھیں ڈھیر ساری خوشیاں دے اور دنیا کے سامنے فخر سے اپنی محبت کا اعلان کرے۔

آخر میں ایک بار پھر کہوں گی ہماری محبت کو ایک حسین خواب سمجھ کر زندگی میں آگے بڑھ جانا، اسی خواب میں خود کو قید مت کر لینا۔ ہو سکے تو مجھ بے وفا کو معاف کر دینا۔

تمھاری مجی

خط کے ایک ایک لفظ کے ساتھ اس کا دل کسی بھاری بوجھ تلے پستا گیا۔ دل میں وہی محرومی اور بے بسی کا احساس جاگا جو ہمیشہ سے سے اس کے وجود کو حصہ تھا، وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

یہ میرے ساتھ ہمیشہ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟

کیا میرے نصیب میں صرف بے وفائی ہی ہے؟

آج وہ پھر ہمیشہ کی طرح اکیلی ہو گئی،

آج پھر زندگی بے معنی ہو گئی،

آج پھر سارے خواب ٹوٹ گئے۔

کہتے ہیں کہ جیتے ہیں امید پہ لوگ

ہم کو جینے کی بھی امید نہیں

اب اس میں کسی سراب کے پیچھے بھاگنے کا حوصلہ نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی اسے اب کیا کرنا ہے، اور اب دنیا کی کوئی طاقت اسے اس کام سے نہیں روک سکتی۔۔

30

ہے وہ ایک خواب بے تعبیر اس کو

بھلا دینے کی نیت ہے؟ نہیں تو

اسے نہیں معلوم کیا ہوا، وہ تو بس ٹیکسی میں بیٹھی ایئر پورٹ کے لیے نکلی، سارا وقت اسے حوریہ کے رد عمل کا خوف رہا، ساتھ میں اسے افسوس بھی بہت تھا، اب شاید حوریہ کبھی کسی پر اعتبار نہ کرے۔ شاید وہ اس سے شدید نفرت کرنے لگے۔

پر خدارا اپنی جان نہ لے۔۔ اگر ایسا ہوا تو وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر پائے گی۔ اسے نہیں پتا چلا کب اندر کی طرح باہر کی دنیا بھی تہہ وبالا ہو گئی۔ یوں لگا کسی نے دل دو ٹکڑوں میں کاٹ دیا ہو۔

کیا موت ایسی ہی ہوتی ہے؟ آخری لمحوں میں اسے صرف حوریہ کا خیال تھا۔

ہوش میں آنے کے بعد اس کی نظر سب سے پہلے سمیر کے چہرے پر پڑی، جس کی آنکھیں رو رو کر لال ہو گئیں تھیں۔ اس نے ارد گرد دیکھا تو امی سمیت تمام گھر والے موجود تھے،۔ بس ایک چہرے کی کمی محسوس ہوئی۔

کہیں یہ عالم برزخ تو نہیں۔۔۔ اس نے اٹھنا چاہا تو احساس ہوا سر سے نیچے اس کا پورا دھڑ جیسے مفلوج ہے۔

پتا نہیں اسے کے ساتھ کیا ہوا، کتنی دیر بیہوش رہی۔۔ البتہ ہوش میں آنے کے بعد صرف ایک خیال تھا، کہیں مجھے بھی حوریہ سے بے وفائی کی سزا تو نہیں ملی۔۔ وہ جتنا اس خیال کو جھٹکتی اتنی شدت سے یہ واپس آتا۔

سارا دن بے جان جسم کے ساتھ اس کے پاس سوائے اپنی زندگی اور ماضی کے بارے میں سوچنے کے کچھ نہ ہوتا، زندگی میں بھی کیسے کیسے موڑ آتے ہیں۔ کیسے حوریہ نے اس کی نارمل سی زندگی میں تلاطلم برپا کر دیا۔ کہاں چھوٹی چھوٹی خوشیوں، دوستیوں اور شرارتوں سے یکدم عشق ممنوع تک پہنچ گئی۔ اور اس میں اسقدر گرفتار ہوئی کہ سب کچھ لٹانے پر رضامند ہو گئی، یہ عشق بھی کیسے بندے کو ہر چیز سے بیگانہ کر دیتا ہے۔ شاید اسی لیے عشق کو آگ سے تعبیر کرتے ہیں جو جلا کر راکھ کرتی ہے۔

سب لوگ خصوصاً سمیر اس کا دل رکھنے کی پوری کوشش کرتا، کبھی کتابیں سنا کر، کبھی لطیفوں تو کبھی گانوں سے۔ کبھی کبھی ہنستے ہنستے وہ رو پڑتا۔ ایسے لمحوں میں وہ جذباتی ہو کر ہمیشہ یہی کہتا اگر اسے کچھ ہو گیا تو وہ زندہ نہیں رہ پائے گا۔

شاید یہ سب لوگوں کی توجہ اور محبت کا اثر تھا کہ وہ بہت تیزی سے زندگی کی طرف واپس لوٹ آئی۔ جب وہ چلنے پھرنے کے قابل ہوئی تو اسے بتایا گیا کہ اس کے سینے میں کسی اور کا دل دھڑک رہا ہے، یہ خبر اتنی عجیب تھی کہ اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا ردعمل دے۔ کولڈ سٹورج میں پڑا اپنا دل دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔، یہ دل جو کبھی محبت کا مرکز تھا، آج سینے سے باہر بے جان پڑا ہے۔

کہیں دل کے مرنے سے محبت تو نہیں مر جاتی؟

کہیں وہ سارے احساسات دل کے ساتھ ہی مردہ تو نہیں ہو جاتے؟

کہیں نئے دل کی جذبات بھی تو میں محسوس نہین کرنے لگوں گی؟

جانے حوریہ کہاں اور کس حال میں ہو گی۔ خط پڑھنے کے بعد جانے اس کا ردعمل کیا ہوا ہو گا، کیا اسنے اسے معاف کر دیا ہو گا۔

اس نے سمیر اور گھر والوں کو بتایا کہ امریکہ سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا، سی لیے وہ سمیسٹر ختم کیے بغیر ہی پاکستان چل پڑی۔ جبکہ حوریہ کچھ عرصہ یہیں رکنا چاہتی تھی۔

حیرت انگیز طور پر کسی نے حوریہ کے بارے میں سوال نہیں کیا، جیسے سب جانتے ہوں کہ حوریہ کہاں ہے؟

شاید کوئی بات تھی جسے جانتے بوجھتے چھپایا جا رہا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ حوریہ نے غصے میں فون کر کے سب کو ہمارے تعلق کے بارے میں بتا دیا ہو۔ اسی نوعیت کے کئی سوالوں نے اسے کافی دنوں تک پریشان کیے رکھا۔

اس عرصے میں گھر والوں سے زیادہ خیال ایک ینگ پاکستانی ڈاکٹر نے رکھا، وہ دن میں کئی بار اس کے وارڈ کا چکر لگاتی، اس کا انداز عام ڈاکٹروں سے مختلف تھا، اس سے باتیں کرتے یوں محسوس ہوتا جیسے وہ اس کے بارے میں سب جانتی ہو۔

اسی نے بتایا تمھارا بچ جانا اور پھر اتنی جلدی ریکوری ایک معجزہ ہے، اول تو دل نہیں ملتا، اگر مل بھی جائے تو 95 فیصد کیسز میں س باڈی ریجیکٹ کر دیتی ہے۔ تم خدا کا جتنا شکر ادا کرو کم ہے۔

ڈاکٹر مجھے دل کس نے ڈونیٹ کیا ہے؟

اس کا سوال سن کر ڈاکٹر یکدم خاموش ہو گئی۔

معلوم نہیں، ہم نے کئی ڈونر آرگنائزیشنز سے ریکوسٹ کی تھی، وہیں سے آیا تھا۔ یہ کہہ کر اس نے نظریں پھیر لیں۔۔

پھر بھی اس ڈونر ایجنسی کو اس شخص کا اور اسکی فیملی کا اتا پتا تو ہو گا نا۔۔

شاید۔۔۔ لیکن یہ پتا کروانا ایک مشکل کام ہے، ہزاروں لوگ آرگن ڈونیٹ کرتے ہیں۔ مگر تم کیوں پتا کرنا چاہتی ہو۔۔

ویسے ہی، میری زندگی اس کی مرہون منت ہے۔ میرا اتنا تو فرض بنتا ہے کہ اس فیملی کا شکریہ ادا کروں۔ شاید اسی بہانے اس شخص کے بارے میں مزید جان سکوں۔

کیا پتا آرگنس ڈونیٹ کرنے والا اپنی نیکی کو چھپانا چاہتا ہو۔۔ ڈاکٹر کے لہجے میں اداسی آ گئی۔

اسے تسلی نہ ہوئی، مگر اس نے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔

اچھا! مجھے یہاں لانے کے بعد ہسپتال انتظامیہ نے میرے بارے میں بتانے کے لیے کس کس سے رابطہ کیا، آئی مین میری فیملی تو پاکستان میں تھی؟

ڈاکٹر نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔

دراصل تم جب ہسپتال لائی گئیں تو تمھاری حالت کافی نازک تھی، اگلے دو تین دن تم آئی سی یو میں رہیں اور پھر تمھارا ٹرانسپلانٹ کا آپریشن ہو گیا۔ اس دوران شاید پولیس نے تمھاری فیملی یا فرینڈز کو کال کی ہو۔۔

یہ ڈاکٹر گھما پھیرا کر بات کیوں کر رہی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسکا ایکسیڈنٹ ہوا ہو اور پولیس فلیٹ میں حوریہ کو اطلاع نہ دے، بلکہ دوسری سٹیٹ میں اس کے تایا اور پاکستان میں اس کی فیملی کو بتائے۔

اس نے اپنے موبائل سے حوریہ کی تصویر نکال کر ڈاکٹر کو دکھائی، میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ میرے ایکسیڈنٹ کے بعد آپ نے کبھی اس لڑکی کو ہسپتال میں دیکھا ہے۔

ڈاکٹر کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے شناسائی کی لہر ابھری مگر اس نے انکار میں سر ہلایا۔

شاید دیکھا ہو، یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔روزانہ کئی لوگ آتے ہیں، اب سب کے چہرے یاد تو نہیں رہتے۔۔اچھا میں ذرا راؤنڈ لگا کر آتی ہوں۔۔ بعد میں گپ شپ کریں گے۔یہ کہہ کر وہ جلدی سے کمرے سے نکل گئی۔

یہ ڈاکٹر کو آج کیا ہو گیا ہے۔ایسے جیسے وہ کچھ جانتی ہو اور بتانہ رہی ہو، یا شاید وہ باتوں میں پڑ کر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔شاید اس سے بات کر کے وہ صرف اپنی ڈیوٹی ادا کر رہی ہے۔

اسے بس کسی طرح حوریہ کی خیریت جاننا تھی۔

ایک دن اس سے رہانہ گیا اور اس نے سمیر سے پوچھ ہی لیا کہ حوریہ کہاں ہے، وہ ہسپتال کیوں نہیں آئی، کیا اسے معلوم نہیں ہے میرا حادثہ ہوا ہے؟

سمیر نے ٹھنڈی آہ بھر کر اسے دیکھا۔

حوریہ کا کوئی اتا پتا نہیں ہے۔

مجادلہ نے نا سمجھنے کے انداز سے اسے دیکھا۔

خبر یہ ہے کہ تمھاری تائی اور تایا کو اس کی جانب سے ایک وائس میسج موصول ہوا، جس میں اس نے کچھ بہت ہی سخت باتیں کیں۔انھیں اپنے بھائی کی خودکشی اور اپنی زندگی کی بربادی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔کہا کہ وہ ان کے ساتھ تمام تعلقات توڑ رہی ہے۔اگر انھوں نے یا ان کے کسی بھی رشتہ دار نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو وہ سیدھا پولیس کے پاس جائے گی۔وہ بتائے گی کہ کیسے اس کے ماں باپ نے اس کے بنیادی حقوق چھینے اور اب پاکستان لے جا کر اس کی شادی اپنے کسی رشتے دار سے کرانا چاہتے ہیں۔

تمھارے تایا تو اس صدمے اسے ابھی تک باہر نہیں نکل پائے۔انھوں نے سب کو منع کر دیا ہے کہ کسی صورت حوریہ سے رابطہ نہ کیا جائے۔کسی کو سمجھ نہیں آئی کہ اسے کس چیز نے ایسا انتہائی اقدام اٹھانے پر مجبور کر دیا۔کہیں تم دونوں کے بیچ کوئی لڑائی تو نہیں ہوئی۔

مجادلہ کے ذہن میں بس ایک ہی وجہ آئی۔۔۔پر وہ سمیر کو کیا بتاتی۔۔

ہماری تو لڑائی نہی ہوئی، البتہ اس کے اپنے ماں باپ سے تعلقات کچھ اچھے نہیں تھے، انھیں حوریہ کا یوں میرے ساتھ امریکہ آنا بھی سخت ناگوار گزرا تھا۔اسنے اپنی طرف سے گول مول جواب دے کر بات کو ٹالا۔

شاید اب حوریہ کبھی اسکی شکل بھی نہ دیکھنا چاہے۔

31

محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا

اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے

زندگی بھی آخری دم تک ہمارے ساتھ مذاق کرنا نہیں چھوڑتی۔ دوسری بار بے وفائی کا زخم شاید کم تھا کہ اسے دوسری بار اپنی محبت کو مرتے دیکھنے کا دکھ بھی دینا چاہتی ہے۔

مجادلہ کا خط پڑھنے کے بعد وہ خودکشی کا مکمل ارادہ کر چکی تھی۔ اگر ہسپتال سے کال تھوڑی لیٹ آتی تو شاید وہ اسے سننے کے لیے دنیا میں نا ہوتی۔

فون پولیس کی جانب سے تھا۔

مجادلہ کی ٹیکسی کو حادثہ پیش آیا اور وہ شدید زخمی حالت میں ہسپتال لائی گئی۔ اس کے بیگ سے سٹوڈنٹ آئی ڈی کارڈ، پاسپورٹ اور دیگر چیزوں سمیت فلیٹ کا ایڈرس اور حوریہ کا نمبر ملا۔

وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہسپتال کی طرف بھاگی۔

چار گھنٹے تک وہ آپریشن تھیٹر کے باہر سولی پر لٹکی رہی۔ اس کے ذہن میں امام بری کی بات گونج رہی تھی کہ اگر دوبارہ اس کی زندگی میں یہ وقت آیا تو شاید یہ بچ پائے۔۔

آپریشن تو ختم ہو گیا مگر انتظار نہیں۔۔

ایکسیڈنٹ میں پسلیاں فریکچر ہونے سے اس کا دل شدید زخمی ہو گیا۔ بلیڈنگ رکنے کے باوجود دل نارملی فنکشن نہیں کر رہا تھا، اس کی زندگی خطرے سے باہر نہیں تھی۔ اس کو آئی سی یو میں منتقل کر کے کیس ہارٹ سپیشلسٹ کو ریفر کر دیا گیا۔ جو کہ ایک ادھیڑ عمر جرمن تھا، وہ اپنی ینگ ڈاکٹرز کی ٹیم کے ساتھ آیا۔ ابتدائی رپورٹس دیکھنے کے بعد اس نے پوچھا کیا مجادلہ کو پہلے بھی دل سے متعلق کوئی مسئلہ ہوا تھا تو اسنے کچھ عرصہ پہلے کرائے گئے ٹیسٹس کے بارے میں بتایا۔ ڈاکٹر نے وہ رپورٹس بھی منگوالیں اور اگلی دوپہر کی اپاؤنٹمنٹ دے دی۔

وقت کچھوے کی رفتار سے چلنے لگا۔

ہر گزرتا لمحہ اس کی ازیت میں اضافہ کرنے لگا، یہ احساس مزید گہرا ہو گیا کہ مجادلہ نہیں بچے گی۔ وہ ایک بار پھر اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی محبت کو مرتا دیکھے گی اور کچھ نہ کر پائے گی۔

اس کا دل چاہا وہ مقدر کی اس زیادتی پر چیخے چلائے، اپنے بال نوچ لے۔ اپنا سر دیوار پر مارنا شروع کر دے۔ اسے ان مفلوج کر دینے والی سوچوں سے ایک آواز نے نکالا

کوئی اسے پکار رہا تھا۔۔

اس نے خالی نظروں سے پکارنے والی تو دیکھا تو ایک جانا انجانا چہرہ دکھائی دیا۔

یہ وہی ینگ ہاؤس ریزیڈنٹ تھی جسے اس نے دوپہر کو ہارٹ سپیشلسٹ کے ساتھ دیکھا تھا۔ وہ شاید اسکی اجڑی ہوئی حالت دیکھ کر تسلی دینے آگئی۔ پریشانی کی حالت میں کسی اجنبی کے ہمدردی کے دو بول بھی نعمت لگتے ہیں۔

اس کا ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔

اس لڑکی نے بڑی محبت سے اسے گلے لگالیا اور تسلی دینے لگی۔ روتے روتے پتا نہیں کب وہ سو گئی۔

آنکھ کھلی تو اس نے خود کو انجانے سے کمرے میں پایا، وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی، یہ میں کہاں ہوں۔۔ ٹائم کیا ہوا ہے، مجادلہ کیسی ہے؟ وہ اٹھ کر باہر نکلنے کا سوچ ہی رہی تھ ی کہ دروازہ کھلا اور وہی ینگ ڈاکٹر مسکراتی ہوئی اندر آئی۔۔

گوڈ مارننگ۔۔۔

حوریہ کو رات کا واقعہ یاد آیا۔

میں یہاں کیسے آئی؟ اور مجادلہ کیسی ہے؟ مجھے فورا اس کے پاس لے چلو۔۔ اس نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ دیا۔۔

صبر ڈیئر صبر۔۔۔۔

رات کو تمھاری حالت کافی خراب تھی، روتے روتے تمھاری آنکھ لگ گئی، میں نے تمھیں اٹھانا مناسب نہیں سمجھا اور اپنے ریسٹ روم میں لے آئی۔

مجادلہ بھی ٹھیک ہے، ڈاکٹر کرٹ نے خود معائنہ کیا ہے۔۔

تو کیا کہا ڈاکٹر نے؟ وہ بچ تو جائے گی نا۔۔

اللہ سے اچھے کی امید رکھنی چاہیے۔۔

مگر اس کے لہجے میں کچھ ایسی بات تھی کہ اسکا کا دل بیٹھ گیا۔۔۔

پلیز پہیلیاں نا بجھواؤ۔۔ کھل کے بتاؤ۔۔ میری مجادلہ۔۔۔۔ اس کی لہجے میں شدید اضطراب تھا۔

ڈیئر بات اتنی سادہ نہیں ہے۔۔۔

جیسی بھی بات ہے، بتاؤ میں سمجھ جاؤں گی۔۔ اسنے بڑی مشکل سے بے چینی دبائی۔

اس لڑکی نے ٹھنڈی سانس لی اور گہری نظروں سے اسکو دیکھا، جیسے کچھ اندازہ لگا رہی ہو۔۔

اچھا آؤ۔۔ کینٹین چلتے ہیں، وہاں کھل کر بات ہو گی۔۔ تم نے بھی کل سے کچھ نہیں کھایا۔۔

اسکی تو بھوک پیاس ویسے ہی اڑ چکی تھی۔ اسے بس مجادلہ کی فکر ستائے جا رہی تھی، وہ مجبوراً اس لڑکی کے ساتھ چل پڑی۔

اس نے بمشکل سینڈوچ اور کافی اپنے حلق سے اتاری۔ وہ لڑکی بھی کسی وجہ سے بھری بیٹھی تھی، یا حوریہ کو پاکستانی سمجھ کر ویسے ہی بات چیت کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنی ٹف روٹین کے بارے میں بتانے لگی کہ کیسے اسے چوبیس گھنٹے آن کال رہنا پڑتا ہے، کئی آپریشن اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے چلتے ہیں، کھانے پینے سونے اور آرام کا کوئی وقت نہیں ملتا۔ یہ سلسلہ مزید پانچ سال چلنا تھا۔ اس کی ذاتی زندگی ختم ہو کر رہ گئی تھی۔ اسے اپنی سپیشلائزیشن کے لیے فنڈنگ کی ضرورت تھی۔ اتنے سخت مقابلے کے بعد اسے اس جگہ ہارٹ سپیشلائزیشن کا چانس ملا تھا، صرف فنڈگ نہ ہونے کی وجہ سے وہ یہ نہ کر پاتی اور اس کا برسوں کو خواب چکنا چور ہو جاتا۔

حوریہ کو سمجھ نہ آئی کہ وہ اس کی باتوں پر کیا ردعمل دے۔ وہ خالی نظروں سے اس لڑکی کے تھکن زدہ چہرے اور ڈاکٹروں والے مخصوص لباس کو دیکھنے لگی۔ گلے میں لٹکے کارڈ سے اسکے نام کا پتا چلا۔

کافی ختم کر کے اسنے بے تابی سے پھر مجادلہ کے بارے میں پوچھا۔۔

ڈاکٹر کنول خاموش ہو گئی، اس نے اپنے چہرے کو تاثرات سے عاری کرنے کی کوشش کی، مگر ناکام رہی۔۔

دیکھو زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے، ہم ڈاکٹر صرف اپنی کوشش کر سکتے ہیں۔ میں تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتی مگر حقیقت یہی ہے کہ اسکے بچنے کی امید بہت کم ہے۔

اسکی کی آنکھوں کے سامنے یکدم اندھیرا چھا گیا۔ آواز کہیں دور سے آنے لگی۔

اس کی پرانی رپورٹس یہی بتاتی ہیں کہ اس حادثے سے پہلے بھی اس کا دل نارمل فنکشن نہیں کر رہا تھا۔ اسے پیدائشی دل کی بیماری ہے۔ اگر یہ حادثہ نہ بھی ہوتا تو وہ زیادہ سے زیادہ ایک سال مزید زندہ رہتی۔۔

حقیقت کی سنگینی اس کے وجود میں زہر کی طرح سرائیت کرنے لگی۔

پر کوئی تو راستہ ہو گا۔ آخر یہ امریکہ ہے، میڈیکل پروفیشن نے اتنی ترقی کر لی ہے۔۔

اس کے لہجے کی تڑپ محسوس کر کے ڈاکٹر کنول کی آنکھوں میں نمی آگئی۔۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

میں تمھاری بے بسی محسوس کر سکتی ہوں، سالوں پہلے میری چھوٹی بہن میری آنکھوں کے سامنے دل کی بیماری سے فوت ہوئی، اور میں کچھ نہ کر سکی۔ پتا نہیں زندگی ہمارے ساتھ ایسا کیوں کرتی ہے۔

نہیں! میں یہ برداشت نہیں کر سکتی،

میں زندہ نہیں رہ سکتی،

وہ پاگلوں کی طرح اٹھ کر مجادلہ کے وارڈ کی طرف بھاگی۔ آنکھوں سے زارو قطار آنسو جاری تھے۔

مجادلہ بھی گلشفتہ کی طرح۔۔۔۔۔۔ اس نے بے بسی سے دیوار پر سر مارنا شروع کر دیا۔ خون نے اس کی آنکھوں کو دھندلا دیا۔۔

وہ پتا نہیں کیا کرتی اگر کنول اسے قابو نہ کرتی۔۔

پلیز! خود کو سنبھالو۔۔ کیا اپنی بھی جان لو گی۔۔

ہاں میں مر جانا چاہتی ہوں۔۔

اس دکھ بھری زندگی سے مر جانا لاکھ درجے بہتر ہے۔۔۔۔

تمھارے ردعمل کے ڈر سے ہی میں تمھیں یہ بات نہیں بتا رہی تھی۔ مگر میری بات کو تم حتمی نہ سمجھو، میں تو ابھی اس فیلڈ میں نئی ہوں۔ اپنے مختصر تجربے کی بنیاد پر میرا یہ اندازہ ہے۔ تم ڈاکٹر کرٹ سے مل آؤ وہ اس فیلڈ کے بیسٹ آف دی بیسٹ ہیں۔ شاید وہ کوئی امید دلائیں۔

اسکے دل میں ایک انہونی کی امید جاگی۔۔

پھر اسی بے وفا پہ مرتے ہیں

پھر وہی زندگی ہماری ہے

ڈاکٹر کرٹ کے دفتر سے نکلتے اس کی ساری امیدیں مر چکی تھیں، کل شام یا پرسوں صبح تک مجادلہ کو مصنوعی تنفس سے ہٹا دیا جائے گا۔ ایک بار پھر اس کی محبت اس کی آنکھوں کے سامنے جان دے گی۔ اس کے کانوں میں ڈاکٹر کی باتیں گونج رہی تھیں۔

لک! اس لڑکی کو زندہ رہنے کے لیے فوراً ایک نیا دل چاہیے۔ ایک ایسا دل جس کو اس کا جسم قبول بھی کرے۔۔

ہمارے ہسپتال میں اسوقت بیس سے بچیس لوگ ہارٹ ٹرانسپلانٹ کے لیے دل کے انتظار میں ہیں مگر نہیں ملتا۔ کبھی کوئی مریض یا اس کے رشتے دار دل نکالنے کی اجازت دے دیں تو آپریشن ہو جاتا ہے۔ پھر بھی کامیابی کا تناسب پانچ سے دس فیصد ہے۔

اس لیے آئی ایم سوری! میں آپ کو کوئی امید نہیں دلا سکتا۔

وہ کسی روبوٹ کی طرح سیڑھیاں چڑھتی ہسپتال کی چھت پر پہنچ گئی۔ آسمان پر بادلوں اور یخ ہوا نے اس کا استقبال کیا۔ آسمان سے بھی اس کا دکھ برداشت نہ ہوا اور وہ رو پڑا۔

سب بے معنی ہے، یہ رونا دھونا، یہ محبت، یہ رشتے، یہ زندگی۔۔

اس نے سینکڑوں فٹ نیچے سڑک کو دیکھ کر گہری سانس لی۔ بچپن سے اب تک لاتعداد مرتبہ اسنے خود کو چھت سے نیچے گرانے کا سوچا، ہر بار اس کے اندر سے کوئی طاقت اسے روک لیتی۔

مگر آج اندر ایک خالی پن تھا، جیسے کوئی ہجرت کر گیا ہو۔

وہ چشم تصور سے کچھ لمحوں بعد کو دیکھنے لگی۔

کیسے وہ کسی روئی کے گالے کی طرح نیچے گرے گی۔ ہر غم اور فکر سے بے پرواہ، محبت میں گزارے ان مختصر مگر جادوی لمحوں کو سوچتے۔ کیا یہ چند لمحات جو اپنے اندر صدیاں رکھتے ہیں کافی نہیں ہیں۔

کوئی دھیرے سے آکر اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا، اس نے بنا کسی دلچسپی اور ردعمل کے آنے والے کو دیکھا۔

تو تم اپنے ارادے سے باز نہیں آؤ گی۔۔ کنول کی آواز سنائی دی۔۔

پلیز مجھے اسوقت کسی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میری زندگی کے بارے مُس کچھ نہیں جانتیں۔۔

میں تمھیں نہیں روکنے نہیں آئی۔۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔۔

سچ بات یہ ہے کہ میں خود اسی ارادے سے چھت پر آئی ہوں۔۔ اس کے لہجے میں شدید مایوس تھی۔

اب کوئی بھی بات حوریہ کو نہیں چونکا سکتی تھی، وہ خاموش رہی۔۔

پوچھو گی نہیں میں ایسا کیوں کر رہی ہوں۔۔

کیا فرق پڑتا ہے۔۔ ہر شخص کی اپنی اپنی جہنم ہے جس سے وہ نجات چاہتا ہے۔ ساری زندگی ہم خود کو یقین دلاتے رہتے ہیں کہ کبھی تو یہ عذاب ختم ہو گا،۔۔

ہم کوشش کرتے ہیں، مگر ایک مقام ایسا آتا ہے ہم جان جاتے ہیں کہ سب بے سود ہے۔ مزید زندہ رہنا مزید عذاب سہنا ہے۔

کنول نے ٹھنڈی سانس لی۔۔

میں ہمیشہ سے خود کو بہت مضبوط سمجھتی تھی، دوسروں کو حوصلہ دینے والی کبھی نہ ٹوٹنے والی۔ ایک ایسی امید پرست جو کسی حالات میں مایوس نہیں ہوتی۔ میں مانتی تھی زاتی محنت اور لگن سے خواب پورے ہو سکتے ہیں، زندگی بدل سکتی ہے۔

مجھے اندازہ نہیں تھا کہ زندگی ہر کسی کو توڑتی ہے۔ وہی خواب جو آپ کو زندگی میں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتے ہیں، ایک مقام پر آکر توڑ بھی دیتے ہیں۔

اس کی آواز بھرا گئی۔۔

دونوں تیز بارش سے بے پرواہ نیچے سڑک کو دیکھنے لگیں جیسے یہ ان کے سوالوں کا جواب ہے۔

تھوڑی دیر خاموشی کے بعد ڈاکٹر خود کلامی کے انداز میں بول پڑی جیسے مرنے سے پہلے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہو۔۔

میں نے پسند کی شادی کی اور بہت خوش تھی، ایک چھوٹا سا خوشیوں بھرا گھر جہاں صرف محبت ہی محبت تھی۔ پھر میں نے سپیشلائزیشن شروع کی، کام کے دباؤ کی وجہ سے ہمارے تعلقات بگڑنا شروع ہو گئے، گھر جو ہم نے مل کر خریدا تھا اس کا قرضہ اتارنے کی زمہ داری بھی اس پر آگئی۔ اس نے مجھے سپیشلائزیشن اور گھر کے درمیاں انتخاب کرنے کو کہا۔

محبت کو چھوڑ کر سپیشلائزیشن کا انتخاب کرنا میرے لیے بہت تکلیف دہ تھا، کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب مجھے اس کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ خود کو کام میں مصروف کرنا بھی شاید خود فراموشی کی ایک ناکام کوشش ہی تھی۔ اپنے خواب کے لیے میں محبت اور گھر کی قربانی دے کر ایک سستے علاقے میں عام سے فلیٹ میں شفٹ ہو گئی۔

مگر جس خواب کے لیے میں نے اتنی قربانیاں دیں، آج معلوم ہوا کہ وہ کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو پائے گا۔ میری فنڈنگ کی آخری درخواست بھی ریجیکٹ ہو گئی ہے۔ اب ساری زندگی ایک معمولی ڈاکٹر کی حثیت سے تنہا زندگی گزارنا میرا مقدر ہو گا۔ اب مجھے نوکریوں کے لیے دھکے کھانے پڑیں گے پھر سالوں گدھے کی طرح کام کر کے اپنا قرضہ اتارنا ہو گا۔

یہ ساری مشقت کتنی بے فائدہ ہو گی۔۔

حوریہ کو اس سے شدید ہمدردی ہونے لگی۔۔ واقعی ہر شخص کی زندہ رہنے کی اپنی اپنی وجہ ہوتی ہے۔

تمھیں سٹڈی لون اتارنے اور سپیشلائزیش کے لیے کتنے پیسے چاہیں۔

آہ!۔۔ اس ملک میں بھی ہر چیز جنس بازار ہے، اتنے پیسے چاہیے کہ ایک عمر بھی لگی رہوں تو صرف قرضہ اترے گا۔

ہر شخص یہاں شکل خریدار میں آجائے

دنیا اگر یہی دنیا ہے تو بازار میں آجائے

پچھلے کچھ عرصے سے میں اتنی وہمی ہو گئی ہوں، دن رات خواب دیکھتی ہوں، کاش میری لاٹری نکل آئے تو میرا خواب پورا ہو جائے گا۔ وہ اداسی سے خود پر ہنسی۔۔۔

لاٹری کا سنتے ہی حوریہ کو کوئی بھولی بات یاد آئی۔۔ وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

اچھا اگر تمھیں پیسے مل جائیں تو کیا تم خود کشی نہیں کرو گی۔

کاش ایسا ہو سکتا۔۔ اس نے کالے بادلوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

حوریہ کو صورتحال کی مضحکہ خیزی پر ہنسی آگئی۔۔

عجیب بات ہے وہ خود مرنے والی ہے مگر ایک زندگی کا فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کیسا اختیار ہے، یہ کیسا مذاق ہے۔۔

اسے یوں پاگلوں کی طرح ہنستے دیکھ کر کنول کو حیرانی بھی ہوئی اور افسوس بھی۔

کیا تم مجھ پر ہنس رہی ہو،،

نہیں نہیں۔۔۔ سوری۔۔۔ میں تم پر نہیں ہنس رہی، میں تو صورتحال کی مضحکہ خیزی پر ہنس رہی ہوں۔

کونسی مضحکہ خیزی۔۔۔

بتاتی ہوں بتاتی ہوں۔۔ اسنے نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکی۔

ڈاکٹر صاحبہ مبارک ہو آپ کو خودکشی نہیں کرنا پڑے گی۔ آپ کا قرضہ بھی اتر جائے گا اور آپ کی سپیشلائزیشن کا خرچہ بھی پورا ہو جائے گا، یہ میری گارینٹی ہے۔

میری گارینٹی۔۔۔ ایک ایسی بندی کی گارینٹی جو اپنی جان کچھ دیر میں لینے والی ہے۔۔

اس پر پھر ہنسی کا دورہ پڑا۔۔۔

مجھ کچھ سمجھ نہیں آ رہی تم کیا کہہ رہی ہو۔۔ کنول نے فرسٹریشن سے کہا۔۔

میرا انداز شاید مذاحیہ لگ رہا ہے مگر میں بات بالکل صحیح کہہ رہی ہوں۔ آپ کو خودکشی نہیں کرنا پڑے گی۔۔ شاید قسمت کو یہی منظور ہے کہ دو میں سے ایک جان تو بچ جائے۔ اس کی ہنسی آنسوؤں میں بدل گئی۔

کنول بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

حوریہ نے جیب سے لاٹری کا ٹکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔۔

یہ لو تمھارے خوابوں کا ٹکٹ۔۔

اس نے نا سمجھنے کے انداز سے ٹکٹ کو دیکھا۔

یہ ٹکٹ کچھ گھنٹے پہلے میرے تمام خوابوں کا پروانا تھا، مگر اب میرے لیے ایک کاغذ کے ٹکڑے جیسا بے معنی ہے۔

دل ہی نہیں تو دل کے سہاروں کو کیا کروں

جب پاس تم نہیں تو بہاروں کو کیا کروں

یہ دس ملین ڈالر شاید میرے تو کسی کام کے نہیں، مگر تمھارے خواب پورے کر سکتے ہیں، تمھیں واپس زندگی کی طرف لا سکتے ہیں۔ مجھے مرنے سے پہلے ایک اطمینان تو ہو گا کہ میں نے مجادلہ نہ سہی کسی اور کی جان کو ہی بچا لیا۔ اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔۔

کنول سکتے میں آگئی۔۔

بارش مزید تیز ہوگئی

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی

موت آتی ہے پر نہیں آتی

اس چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں اپنے بال خشک کرتے وہ صرف ایک بات سوچ رہی تھی۔ کیا اس کی قسمت میں اپنی مرضی سے مرنا بھی نہیں لکھا۔

ڈاکٹر کنول کو ٹکٹ دینا اسے مہنگا پڑ گیا۔

ایک تو اس نے ٹکٹ لینے سے صاف انکار کر دیا، دوسرا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی خودکشی سے روک دیا۔ اس پر عجیب جذباتی کیفیت طاری ہو گئی۔ کہنے لگی یہ محض اتفاق نہیں ہو سکتا۔ یہ خدا کی طرف سے غیبی اشارہ ہے کہ میں خود بھی خودکشی نہ کروں اور تمھیں بھی نہ کرنے دوں۔ وہ اسے زبردستی کھینچتی ہوئی اپنے فلیٹ میں لے آئی۔

حوریہ کے اندر جیسے ہر چیز مر چکی تھی، وہ بے جان لاش کی طرح اس کے ساتھ چل پڑی۔ کنول اسے ایک لمحے کے لیے اپنی نظروں سے دور نہیں ہونے دے رہی تھی۔

وہ دونوں گرم بستر میں خاموش بیٹھی باہر اداس بارش کی آواز سنتی رہیں۔ کافی دیر خالی ذہن بیٹھنے کے بعد جب اسنے نظریں اٹھائیں تو کنول کو بڑے انہماک اسے اپنی جانب دیکھتا پایا، اس کی آنکھوں کے تاثرات کو کوئی معنی نہ دے سکی۔

تمھاری حالت دیکھ کر مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی، یہ مجادلہ آخر تمھاری لگتی کیا ہے، جو اس کی جدائی میں تم اس حد تک جانے کو تیار ہو۔۔

مجادلہ کا ذکر آتے درد کی لہر اس کے دل میں اٹھی۔۔

یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا

ایک ہی شخص تھا جہاں میں کیا

آہ اب میں تمھیں کیا بتاؤں وہ میری کیا لگتی ہے۔۔ دو لفظوں میں کہوں تو

"سب کچھ"۔۔

میں کچھ سمجھی نہیں، کنول کنفیوز ہو گئی۔

جب کوئی بھی ہماری کہانی نہیں سمجھتا تو تم کیسے سمجھ جاؤ گی۔ کچھ کہانیاں اتنی ممنوع ہوتی ہیں کہ انھیں نا سننا، نا سنانا، اور نا سمجھنا ہی بہتر ہے۔

دیکھو! میں زیادہ باتیں تو نہیں جانتی، مگر آج کے تجربے کے بعد میں تمھارے ساتھ ایک بہت گہرا تعلق محسوس کرنے لگی ہوں۔ ایسا تعلق جو خونی رشتوں سے بھی زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ مجھے لگتا ہے تمھارے دل پر بوجھ ہے، جسے تم اکیلے جھیل رہی ہو۔۔

میں صرف تمھارا دکھ بانٹنا چاہتی ہوں۔۔ یہ کہہ کر اس نے ہاتھ تھام لیا۔

حوریہ اس کے خلوص کے سامنے پگھل گئی۔

کہانی سنتے ہر لمحہ کنول کے تاثرات بدلنے لگے، وہ کہانی میں اتنا ڈوب گئی کہ کئی بار اس کی آنکھوں میں نمی آئی، آخر میں وہ ضبط نہ کر سکی اور اسے گلے لگا کر رونے لگی۔

آئی ایم سوری۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کہوں۔۔

کچھ نہ کہو۔۔ اب کہنے سننے کو کچھ نہیں رہا۔۔

جو بھی ہو، میں تمھیں کسی صورت خودکشی نہیں کرنے دوں گی۔ میں تمھیں واپس زندگی کی طرف لے کر آؤں گی۔۔

حوریہ نے بے بسی سے اسے دیکھا، پلیز مجھے زندہ رکھ کر مزید تکلیف مت دو۔۔ اب بس ہو گئی ہے میری۔۔

کنول جذباتی انداز سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

اچھا اگر مجادلہ بچ جائے تو کیا تم اپنا ارادہ بدل لو گی۔۔۔

تم جانتی ہو یہ ناممکن ہے۔۔

ناممکن تو دس ملین ڈالر کی لاٹری نکلنا بھی تھا۔۔

ہاں پر وہ دوسری بات ہے،

دیکھو ہارٹ ٹرانسپلانٹ میں سب سے مشکل کام تین ملین ڈالر لانا ہوتا ہے، اسی لیے سب لوگ کسی نہ کسی ٹرسٹ سے ڈونیشن کا انتظار کرتے ہیں۔ اور پیسے ہمارے پاس موجود ہیں۔

حوریہ کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔۔

وہ تو ٹھیک ہے، پر ایسا دل کہاں سے لاؤ گی، اور وہ بھی ایک دو دنوں میں، ڈاکٹر کرٹ کے مطابق ٹرانسپلاٹ کے بعد بھی بچنے کے امکانات صرف پانچ سے دس فیصد ہیں۔

امکان تو ہے نا۔۔لاٹری نکلنے کا امکان بھی تو ایک فیصد سے بھی کم ہو تا ہے۔ کنول کے لہجنے میں حد درجے امید تھی۔

یار تم مجھے دوبارہ پر امید مت کرو، زندگی میں جب جب میں پر امید ہوئی ہوں، مجھے دکھ ہی ملا ہے۔۔

نہیں اس بار ایسا نہیں ہو گا۔۔

مجھے پورا یقین ہے، ہمارا ملنا، تمھارا لاٹری کا نکلنا، یہ سب اتفاق نہیں ہے، یہ سب اللہ تعالی کی مرضی سے ہوا ہے۔ اور مجھے یقین ہے مجادلہ بھی ٹھیک ہو گی اور جب وہ یہ جانے گی کہ تم نے اس کے لیے اتنا کچھ کیا ہے تو تمھیں چھوڑنے کا سوچے گی بھی نہیں۔۔

اس مجذوب کی بات ضرور ٹھیک ہو گی، تمھارا عشق ممنوع ضرور کامیاب ہو گا۔۔ڈاکٹر مجادلہ تو ایسے جذباتی ہو گئی جیسے ان دونوں کو ملانا اس کی زندگی کا مقصد بن گیا ہو۔۔

اب جلدی کرو، ہمارے پاس وقت بالکل نہیں ہے، تم فوراً جاؤ اور لاٹری کیش کرواؤ، میں جا کر ہارٹ ٹرانسپلانٹ کی تمام ارینجمنٹ کرتی ہوں۔۔

پتا نہیں اس کی باتوں میں کیا جادو تھا کہ وہ پر امید ہو گئی، اسے یقین ہو گیا کہ ان کی محبت ضرور کامیاب ہو گی۔ یہ مقدر میں لکھا ہے۔

34

ہے کون جسے جاں عزیز نہیں

لے تیرا جانثار اٹھتا ہے

ساری رات اور اگلا دن بھاگ دوڑ میں گزرا، لاٹری کیش کروانا ایک مشکل کام تھا، اسے انعامی رقم انسٹالمنٹ کے بجائے یک مشت لینے کی وجہ سے ٹیکس کے علاوہ تیس فیصد رقم سے ہاتھ دھونا پڑا، پر اسے کوئی پرواہ نہیں تھی، پیسے اکاؤنٹ میں آتے ہی وہ بھاگی بھاگی ہسپتال پہنچی جہاں اسے یقین تھا کہ آپریشن اور دل کے انتظامات مکمل ہو چکے ہونگے۔

درمیاں میں اسکی کنول سے بات ہوتی رہی، اس نے بتایا کہ باقی انتظامات تو مکمل ہو گئے ہیں، اور دل کی ڈونیشن کے بارے میں بھی کئی ہسپتالوں کی ایمرجنسیز میں کہہ دیا ہے۔ انشاءاللہ بہت جلد امید افزاء خبر ملے گی۔

وہ تین ملین ڈالر کا چیک ہاتھ میں پکڑے بڑی بے چینی سے کنول کا انتظار کرنے لگی، آدھے گھنٹے بعد جب وہ آئی تو اس کے چہرے پر تھکن کے ساتھ پریشانی کے آثار تھے۔ ضروری پیپر ورک مکمل کرتے ہوئے اس نے بہت پر امید اور حوصلہ افزاء باتیں کیں، مگر اس کا لہجہ اس کی باتوں سے میچ نہیں کر رہا تھا۔ شاید دو دن سے جاگنے کا اثر ہو۔۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے اندر اٹھنے والے وسوسوں کو دبایا۔

جب کافی دیر تک کنول نہیں آئی تو اس کے لیے وہاں بیٹھنا ناممکن ہو گیا، وہ اسے ڈھونڈتی ڈھونڈتی اس کے آفس کی طرف چلی گئی۔

اندر ڈاکٹر کرٹ اور ایک دو لوگ اور بیٹھے کسی مسئلے کو ڈسکس کر رہے تھے۔ وہ دروازے سے پلٹنے ہی والی تھی کہ اندر کی گفتگو نے اس کے پیر پکڑ لیے۔

آئی سی یو میں مجادلہ کی حالت بگڑ رہی ہے، اگر فوری دل نہ ملا تو کچھ ہی گھنٹوں میں اس کی موت ہو جائے گی، دل حاصل کرنے کی ہر کوشش ناکام ہو چکی ہے۔

حوریہ بے جان ہو کر بنچ پر گر گئی، اور خالی ذہن سے اپنے ارد گرد افراتفری کو دیکھنے لگی۔ جیسے اس کا ان تمام لوگوں سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ یہ جو اپنی اپنی پریشانی اور دکھ میں بھاگے جا رہے ہیں۔ انھیں بھی اپنے ارد گرد کی پرواہ نہیں ہے۔ یہ بس اپنے اپنے پیاروں کی زندگی کے لیے کوشاں ہیں۔

ان کی کوششیں اور دعائیں صرف اس لیے ہیں کہ ان کے پیارے بچ جائیں چاہے ارد گرد کوئی مرتا رہے۔ کیا یہ بھی خودغرضی نہیں۔

شاید زندگی کی بقا خودغرضی پر ہے۔

میں بھی تو کتنی خودغرض ہوں۔ جس شخص کا دل مجادلہ کو ڈونیٹ ہو گا، اس کے پیارے صدمے سے نڈھال ہونگے اور میں یہاں خوش ہونگی کہ میری محبت بچ گئی۔

میں شکر کروں گی کہ کوئی مرے تاکہ میری محبت مجھے مل سکے۔ اگر مجادلہ اس طرح بچ بھی گئی تو کسی اور شخص کی زندگی کے باقی سال ادھار لے کر بچے گی۔ کسی اور کے حصے کی خوشیاں میرے حصے میں آئیں گی۔

سچی محبت تو بے لوث ہوتی ہے۔

اسے امام بری والے مجذوب کی بات سمجھ آنے لگی۔

عشق زات کی نفی مانگتا ہے۔ اس کا مقصود حاصل کرنا نہیں فنا ہوتا ہے۔

اس میں ایک جمع ایک، دو نہیں ہوتے۔۔۔

عاشق جب محبوب کی زات میں فنا ہوتا ہے تبھی ایک جمع ایک، ایک ہوتے ہیں۔

سچی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ میں اپنا دل، اپنی خوشیاں، اور اپنی باقی ماندہ زندگی سب کچھ مجادلہ پر لٹا دوں۔ یہ خیال پتا نہیں کہاں سے آیا اور اسکے پورے وجود پر چھا گیا۔۔۔

وہ خواب کی حالت میں ہسپتال سے نکلی اور اپنے فلیٹ کی طرف چل دی۔ اسکے ذہن میں بس یہی خیال تھا کہ

آج اسے اور مجادلہ کو ایک ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

آج انکے عشق ممنوع کے درمیان سماج کی کوئی دیوار نہیں آسکتی۔

آج وہ اپنی جان دے کر اپنے عشق کو کامیاب بنائے گی۔

آج وہ سچ میں اپنا دل اور اپنی جان خوشی خوشی مجادلہ پر نثار کر دے گی۔

35

جاں دی، دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ہیلو! مجھے فوراً ایمبولینس چاہیے۔ میرا ایڈریس نوٹ کریں۔۔

کیا ایمرجنسی ہوئی ہے؟

ایک ڈیڈ باڈی فوراً ہسپتال پہنچانی ہے جہاں اسکا دل نکال کر دوسرے مریض کو لگنا ہے۔

موت کیسے واقع ہوئی؟

خودکشی سے۔۔

کرنے والا کون ہے۔۔

میں۔۔۔۔

خودکشی سے پہلے حوریہ تین باتوں کو یقینی بنانا چاہتی تھی۔

پہلی بات یہ کہ اسکا دل صحیح وقت پر اور صحیح حالت میں مجادلہ کے پاس پہنچے۔ اسنے قریبی سٹور سے برف کے کیوبز کے دو بڑے بڑے پیک خریدے تا کہ خودکشی کے بعد اس کی باڈی کا درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے نیچے رہے۔ ایمبولینس جسوقت اسکے فلیٹ پر پہنچے اسکی جان نکل چکی ہو تا کہ وہ اسکو بچانے کی کوشش نہ کریں، بس ڈیڈ باڈی کو سیدھا ڈاکٹر کنول کے پاس لے جائیں جو فوراً سے پہلے آپریشن کرے۔ وہ دونوں فرسٹ کزنز تھیں اور بلڈ گروپ بھی

ایک جیسا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر اس کا دل خود کشی کے آدھے گھنٹے کے اندر اندر مجادلہ کو ٹرانسپلانٹ ہو گیا تو آپریشن کی کامیابی کے امکانات بہت زیادہ تھے۔

دوسری بات یہ کہ وہ نہیں چاہتی تھی اسکی خود کشی کا کبھی اسکے ماں باپ یا کسی رشتے دار کو پتا چلے۔ ایسا نہ ہو کہ اسکی اچانک گمشد گی کے بعد وہ پریشان ہو کر اسے ڈھونڈنا شروع کر دیں۔۔ اصل حقیقت کبھی کسی پر نہیں کھلنی چاہیے ورنہ مجادلہ کی بعد کی زندگی خراب ہو گی۔ اسکا صرف ایک ہی طریقہ اسے سمجھ آیا۔

اسنے ایک وائس میسج ریکارڈ کر کے اپنے ماں باپ کو بھیجا جسمیں اسنے انھیں کھری کھری سنائیں۔ انھیں اپنی زندگی کی بربادی اور اپنے بڑے بھائی کی موت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ یہ بھی کہا کہ وہ ان سے تمام تعلق توڑ رہی ہے، اگر انھوں نے یا انکے کسی رشتے دار نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو وہ پولیس کے پاس جائے گی اور ان کے خلاف ساری عمر ذہنی تشدد کرنے، حراساں کرنے، بنیادی انسانی حقوق چھیننے، اور زبردستی شادی کروانے کے کا مقدمہ درج کروائے گی۔ وہ ان کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی، وہ سمجھ لیں کہ بیٹے کی طرح ان کی بیٹی بھی مر گئی ہے۔

تیسری بات یہ کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ فلحال مجادلہ کو یہ پتا چلے اسے دل کس نے ڈونیٹ کیا ہے۔ اسے ڈر تھا کہ فوراً یہ حقیقت جان کر وہ خود کو مجرم سمجھنے لگی گی اور کبھی خوش نہ ہو پائے گی۔ اور ایسا وہ ہرگز نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

یہ سب کچھ وہ مجادلہ کی زندگی اور خوشی کے لیے ہی تو کر رہی تھی۔ اسے مرتے وقت یہی اطمینان تو چاہیے تھا کہ مجادلہ کی زندگی خوشیوں سے بھرنے والی ہے۔ کچھ عرصہ بعد دھوم دھام سے اسکی سمیر کے ساتھ شادی ہو گی۔ وہ دلہن بنی کتنی خوبصورت لگے گی۔ کچھ سالوں میں اسکے خوبصورت سے بچے ہونگے جو اسکے گھر کو مکمل کر دیں گے۔ تب اگر اسے پتا چل بھی جائے کہ اسکے سینے میں میرا دل دھڑک رہا ہے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہ سمجھ جائے گی میں نے یہ راز اسے سے اتنے سالوں کیوں چھپایا۔ وہ اداس تو ضرور ہو گی مگر شاید خود کو مجرم نہ سمجھے۔۔

اسنے مجادلہ کے لیے ایک وائس میسج ریکارڈ کیا جسمیں اسپر عشق ممنوع کا گہرا راز کھول دیا۔ یہ آڈیو فائل اسنے ای میل کے ساتھ اٹیچ کی اور سیٹنگ ایسی رکھی کہ مجادلہ کو یہ ای میل چھ سال بعد ملے۔

کچھ مزید ضروری کام نپٹانے کے بعد اسنے تین ملین ڈالر کا چیک اور ضروری ڈاکومنٹ نکال کر سامنے ٹیبل پر رکھے، اب وہ سکون سے مر سکتی تھی۔۔

حیرت انگیز طور پر وہ خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ جیسے وہ مرنے نہیں بلکہ کسی پکنک پے جا رہی ہے۔ حتکہ اسنے اپنا پسندیدہ گانا بھی لگالیا۔۔

https://youtu.be/HU2ts1IUByA

باتھ ٹب میں برف کے پیک ڈالنے کے بعد جیسے ہی اسنے پانی میں پیر ڈالا تو جھرجھری آگئی۔ پانی بہت ہی ٹھنڈا تھا۔ وہ گردن تک پانی میں لیٹ گئی صرف اسکا چہرہ اور ہاتھ باہر تھے۔ کچھ دیر میں اسے لگا اسکا دھڑ ٹھنڈ سے سن ہو چکا ہے۔

اسنے چھری سے اپنی بائیں کلائی کاٹی تو درد کی لہر اسکے دل تک گئی۔ خون پھوارے کی طرح نکلنے لگا۔۔ اسنے بڑی مشکل سے اپنی چیخ روکی اور اپنا ہاتھ یخ پانی میں ڈال دیا۔ پانی ٹپ دھیرے دھیرے اسکے خون سے لال ہونے لگا۔ اسنے آنکھیں بند کر کے تکلیف کو قابل برداشت ہونے دیا۔ اسکے بعد اسنے 911 ایمرجنسی کال کر کے ایمبولینس منگوائی۔ اس کے اندازے کے مطابق ایمبولینس کو پہنچتے پہنچتے پندرہ منٹ لگتے، جس وقت تک اسکا کام ہو چکا ہوتا۔

کمرے میں دھیما دھیما میوزک گونج رہا تھا۔ اسکی آنکھوں کے سامنے صرف مجادلہ کا مسکراتا چہرہ تھا۔ وہی شرارتی مسکراہٹ، آنکھوں میں وہی شوخی۔ کاش وہ ساری عمر ایسی ہی خوش و خرم رہے۔ اسے کبھی کوئی دکھ چھو کر بھی نہ گزرے۔

نقاہت کی وجہ سے سب دھندلا ہوتا جا رہا تھا۔ اسکے لیے کسی بھی چیز کے بارے میں سوچنا مشکل ہو رہا تھا۔ جیسے وہ گہرے سمندر میں ڈوب رہی ہو۔ شاید موت ایسی ہی ہوتی ہے۔

ابھی ایک بہت اہم کام باقی تھا، اسنے بڑی مشکل سے خود کو ہمت دلائی اور موبائل سے ڈاکٹر کنول کا نمبر ڈائل کیا۔ بیل جا رہی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔ ادھر ہر بیل کے ساتھ اسکی نقاہت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ اگر ڈاکٹر کنول سے رابطہ نہ ہو پاتا تو سب کچھ چوپٹ ہو جاتا۔۔۔

36

زندگی تیرے تعاقب میں ہم

اتنا چلتے ہیں کہ مر جاتے ہیں

ڈاکٹر کنول میٹنگ سی نکلی تو بہت پریشان تھی، وقت ریت کی طرح ہاتھ سے پھسل رہا تھا۔۔ اسمیں حوریہ کو فیس کرنے کی ہمت نہیں تھی،

وہ بے چینی سے کارویڈور میں چلنے لگی، کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے۔ پتا نہں اس کا ری ایکش کیا ہو گا، وہ کیسے اسے سمجھائے گی۔ نا جانے اس اجنبی لڑکی میں کیا خاص بات ہے کہ وہ اپنی اپنی لگتی ہے۔

اس رات ہسپتال کے کاریڈور میں اسے بیٹھے دیکھ کر چھوٹی بہن یاد آگئی۔ وہی وجود سے ٹپکتی اداسی، وہ تو اس دنیا کی تھی ہی نہیں، جیسے کوئی مہمان ہو۔ پتا نہیں قسمت میں اپنے پیاروں سے بچھڑنا کیوں لکھا ہوتا ہے۔

اسے ان سوچوں سے فون کال نے نکالا۔۔

سکرین پر حوریہ کا نمبر دیکھ کر اسے سمجھ نہ آئی کہ کیا کرے۔ وہ یقینا دل کے بارے میں پوچھے گی۔ ساتویں بیل پر اس نے کال اٹھائی۔۔

ہاں حوریہ کیسی ہو، میں تمھارے ہی پاس آنے والی تھی۔ بس وہ انتظامات میں پھنس گئی۔

دوسری جانب تھوڑی دیر خاموشی رہی۔۔

کنول! ایک آخری فیور چاہیے۔۔

اس کے لہجے میں کچھ ایسی بات تھی کہ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی لہر دوڑ گئی۔

حوریہ تم کہاں ہو۔۔ اس نے لرزتی آواز سے کہا

خون بہت تیزی سے بہہ رہا ہے، کچھ دیر بعد مجھ میں بات کرنے کی ہمت نہیں رہے گی، کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں، اس لیے مجھے بولنے دو، آج کے بعد میں کبھی نہیں بولوں گی۔

حوریہ پلیز! ایسا مت کرو، دل کا انتظام ہو گیا ہے۔۔۔ وہ رو پڑی۔۔

اگر انتظام ہو بھی گیا ہے تو میں پھر بھی چاہوں گی مجادلہ کو میرا دل ہی لگے۔ آپریشن کی تیاری کرو اور جیسے ہی ایمبولینس میری ڈیڈ باڈی لے کر تمھارے پاس پہنچے بغیر کسی تاخیر کے مجادلہ کو بچانے کی کوشش کرنا۔ مجھے یقین ہے اب یہ آپریشن ضرور کامیاب ہو گا۔

آپریشن کے بعد میرے فلیٹ جانا۔ میرے تمام ڈاکومنٹس اپنے پاس رکھ کر فلیٹ کو خالی کروادینا۔ ان ڈاکومنٹس میں مجادلہ کے تایااور گھر والوں کے نمبر ہیں۔، انھیں کال کر کے اس صورتحال کے بارے میں بتانا، آگے وہ خود سنبھال لیں گے۔

مگر میری ایک درخواست ہے، میرے بارے میں کسی کو کچھ پتا نہیں چلنا چاہیے، خاص طور پر مجادلہ کو بالکل بھی پتا نہیں چلنا چاہیے کہ اس کے سینے میں میرا دل دھڑک رہا ہے۔

اوہ حوریہ!

تم محبت میں اتنی بڑی قربانی دے رہی ہو۔۔ کم سے کم اسے پتا تو ہونا چاہیے نا۔۔

آہ! اس نے ٹھنڈی سانس لی۔۔

مجادلہ کو معلوم ہو گا مگر کچھ سال بعد۔۔۔۔

آپریشن کے فورا بعد اس بات کی آگہی اس کی زندگی برباد کر دے گی۔ وہ خود کو مجرم تصور کرے گی، اور یہ میں نہیں چاہتی۔۔ میں چاہتی ہوں وہ صحت مند ہو کر واپس اپنی زندگی میں لوٹ جائے، جہاں اسے اتنی خوشیاں میسر ہوں کہ ماضی بھولا بسرا خواب ہو جائے۔

ویسے بھی محبت میں صلہ نہیں مانگا جاتا، اس میں جان نثار کر دینا ہی سب سے بڑی سعادت ہے۔ میں اسی کے دم سے زندہ تھی اور اسی کے لیے مر رہی ہوں۔ اسی کے سینے میں ہمیشہ کے لیے دھڑکتی رہوں گی۔ مجھے کسی اور چیز کی خواہش نہیں ہے۔

میری فنا میں ہی میری بقا ہے

عشق میں ایک جمع ایک، دو نہیں ہوتے

حوریہ کی آواز بہت کمزور ہو گئی۔۔

دوسری طرف ڈاکٹر کنول کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

آخری بات لاٹری کے بقایا پیسے میں نے تمھارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیے ہیں۔ بے فکر ہو کر اپنے ہارٹ سپیشلسٹ بننے کے خواب کو پورا کرنا۔

ہاں سپیشلسٹ بننے کے بعد لوگوں کے دلوں کے علاوہ اپنے دل کا بھی سوچ لینا۔ اگر محبت دوبارہ دل پر دستک دے تو دروازے بند مت کرنا، یہ مت کہنا

ایک محبت کافی ہے

باقی عمر اضافی ہے

کنول روتے روتے ہنس پڑی۔۔۔

بیک گراؤنڈ میں ایمبولینش کی آواز سنائی دینے لگی۔

حوریہ! مجھے سمجھ نہیں آرہی میں تم سے کیا کہوں، آج تم جارہی ہو تو لگ رہا ہے میری چھوٹی بہن دوسری بار مجھ سے بچھڑ رہی ہے۔ میں نہیں جانتی اس صدمنے سے میں کبھی نکل پاؤں گی بھی یا نہیں۔ کاش زندگی کسی اور طرح ہوتی، کاش ہم دونوں کسی اور جگہ ملتیں۔ کاش میں تمھیں بچا سکتی۔۔

آنسوؤں نے اس کا بولنا محال کر دیا۔۔۔

دوسری طرف بھی مدھم مدھم سسکیوں کی آواز سنائی دی۔۔

خدا حافظ کنول۔۔ خوش رہو۔۔۔

فون گرنے آواز سنائی دی۔۔

حوریہ۔۔۔ حوریہ۔۔۔۔ ہیلو۔۔۔۔۔

بے بسی اور کرب کی شدید کیفیت نے اسے گھیر لیا۔ اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

اسکا دل تو چاہا کہ کہیں جا کر سینے میں قید آنسوؤں کے دریا کو بہنے دے مگر اسوقت ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ اسنے جلدی جلدی مجادلہ کے آپریشن کی تیاریاں شروع کرنی تھیں۔۔

آدھے گھنٹے بعد جب حوریہ کی ڈیڈ باڈی ہسپتال پہنچی تو ایک لمحے کے لیے اسکی ٹانگیں لڑکھڑا گئیں۔ اسکا چہرہ دیکھتے ہی کنول کے ہونٹوں سے بے اختیار سسکی نکلی۔

موت کے بعد بھی حوریہ کے چہرے پر اتنا سکون اور خوشی تھی جیسے کوئی بہت بڑی کامیابی مل گئی ہو۔ جیسے آج اس نے ساری دنیا کو شکست دے کر اپنی محبت حاصل کر لی ہو۔

____

37

طبیعت پھر رک گئی ہے پھر رواں ہونے کی خاطر

یہاں سے میں جاچکی ہوں میں وہاں ہونے کی خاطر

سب لوگوں کی کئیر اور خصوصا سمیر کی محبت اسے بہت جلد زندگی کی طرف لے آئی۔ اسکے جسمانی زخموں کے ساتھ اسکے دل پہ لگے ماضی کے زخم بھی بھرنے لگے۔ وہ خود بھی عشق ممنوع کے باب کو کسی خواب کی طرح بھلا دینا چاہتی تھی۔ یہ اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی، جس نے اسے اندر تک جنجھوڑ دیا۔ اسے ہمیشہ سے ہی محبت کو گہرائی سے محسوس کرنے کی خواہش تھی۔ مگر ایک بار وہ عشق کی ممنوع وادیوں میں بھٹکنے کے بعد احساس ہوا محبت کے ساتھ پاکیزگی کتنی ضروری ہے۔ اسی لیے اللہ تعالی نے کچھ محبتوں کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اسکے دل میں سمیر کے لیے محبت مزید گہری ہو گئی۔ اب وہ مزید کسی صورت اس سے دور نہیں رہنا چاہتی تھی۔

پاکستان پہنچنے کے کچھ ماہ بعد دھوم دھام سے انکی شادی ہوئی، اسے دلہن بنے دیکھ کر کوئی کہہ ہی نہیں سکتا تھا کہ کچھ عرصہ پہلے ہی اس لڑکی کا ہارٹ ٹرانسپلانٹ ہوا ہے۔ وہ احتیاط بھی کسی چیز کی نہیں کرتی، پر پھر بھی فٹ تھی۔ پہلے اسکا خیال تھا کہ نوکری کرے مگر پھر سمیر کے اصرار پر اسنے گھر میں رہنے کا فیصلہ کیا۔

کبھی کبھار فارغ بیٹھے بیٹھے اسے حوریہ کی یاد آتی تو وہ ٹھنڈی سانس لے کر رہ جاتی۔ جانے وہ کہاں ہو گی۔ کاش وہ جہاں بھی ہو خوش ہو۔۔

اس کا گھر واقعی خوشیوں کا گہوارا تھا جہاں محبت ہی محبت اور سکون تھا۔ وہ ماضی کی غلطیوں پر اپنے حال کی خوشیوں برباد نہیں کر سکتی تھی۔ خاص طور پر دو بچوں کی ماں بننے کے بعد تو اسکا سارا فوکس بچے ہی بن گئے۔ ایک پل کے لیے بھی کسی دوسری چیز کے بارے میں سوچنے کی فرصت نہ ملتی۔

وقت کسی سست ندی کی طرح بہتا گیا، پتا ہی نہ چلا کب شادی کو چھ سال ہو گئے۔ مگر ان کا آپس کا پیار ابھی تک ویسے کا ویسے تھا۔ وہی ہنسی مذاق، وہی سرپرائز گفٹس، وہی نئی نئی عاشقوں کی طرح اظہار محبت۔۔

دسمبر کی اس دھندلی صبح وہ ناشتہ بنا رہی تھی کہ سمیر نے اسے پیچھے سے آ کر بانہوں میں بھر لیا۔۔ اسے سمیر کی یہ ادا بہت اچھی لگتی۔۔ وہ آنکھیں بند کیے محبت کے اس پاکیزہ احساس کو اپنے اندر اتارنے لگی۔

سمیر نے اسکے کان میں سرگوشی سے کہا

آئی لو یو میری جان۔۔۔

روز تم خوبصورت سے خوبصورت ہوتی جا رہی ہو۔۔

اسکے چہرے پر ہلکی سی لالی آئی۔ دو بچوں کے بعد بھی وہ اندر سے ویسی کی ویسی تھی۔۔

بس کیا کریں۔۔روز بروز بڑھی ہوتی جا رہی ہوں اور ادھر آپ کو نکھار چڑھتا نظر آ رہا ہے۔

بھئی میرے دل سے پوچھو جس کے لیے تم ابھی بھی دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی ہو،۔۔

مسٹر لگتا ہے آپ نے خوبصورت لڑکیاں دیکھی ہی نہیں۔۔۔

آہ!میری جان، ہم انجینئرز کی قسمت ہی خراب ہے، ساری عمر پڑھائی میں ہی لگا دیتے ہیں، مگر خیر ابھی بھی وقت نہیں گزرا، تم اتنا اصرار کر رہی ہو تو میں خوبصورت لڑکیاں دیکھنا شروع کر دیتا ہوں۔۔

خبردار جو آپ نے کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا۔۔مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا، اسنے چھری دکھا کر دھمکاتے ہوئے کہا۔

سمیر نے بانہیں پھیلا کر شرارت سے کہا۔

نگاہوں سے تو سالوں پہلے ہی قتل کر چکی ہو۔۔آج یہ خنجر بھی سینے سے پار کر دو۔ایک عاشق کے لیے اس سے بڑھ کر سعادت کیا ہو گی کہ محبوب اپنے ہاتھوں سے اسکی جان لے لے۔

بس ایسی ڈرامے بازیوں میں خوش رہتے ہیں۔کچھ خیال کریں دو بچوں کے باپ بن گئے ہیں۔انھیں بھی یہی ڈرامے بازی سکھانا ہے کیا؟

دو کیا میں تو چھ بچوں کا باپ بن کر بھی ایسی حرکتیں ہی کروں گا۔۔

چھ بچے!!!!دماغ ٹھیک ہے آپ کا۔۔دو کی ہی اچھے سے تربیت کر لیں کافی ہے۔۔

اور نہیں تو کیا۔ تمھیں نہیں لگتا ہمارا یہ بڑا سا گھر صرف دو بچوں کے ساتھ کتنا سونا سونا ہے۔۔بچے بھی اپنی نگاہوں سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے مزید بہن بھائی کب آئیں گے۔۔ مجھ سے انکی نظروں کے سوال برداشت نہیں ہوتے۔میں تو کہتا ہوں آج بلکہ ابھی سے کوشش شروع کرنی چاہئی۔

مجادلہ بے اختیار ہنس پڑی۔۔کوئی حال نہیں آپ کا۔۔فلحال چپ چاپ ناشتہ کریں اور دفتر جائیں۔۔شام کو آپ کے سر پر سوار بچوں کا یہ بھوت اتارتی ہوں۔۔

سمیر ٹھنڈی سانس لے کر ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھ گیا۔۔

مجادلہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ دسمبر کی یہ معمولی سی دھند آلود صبح اپنے اندر کیا کیا طوفان لائی گی۔معمول کے کاموں سے فارغ ہو کر اس نے وقت گزاری کے لیے فیس بک کھول لی۔اپنی ننھی سی جان کی برتھ ڈے پک پر ڈھیروں لائکس اور کمنٹس دیکھ کر ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی۔وہ تھی ہی اتنی پیاری۔۔کئی سہیلیوں نے اسکی بھی تعریف کی کہ شادی اور بچوں کے بعد بھی وہ بالکل ویسی کی ویسی ہے۔۔

اسی دوران سکرین پر ای میل کا نوٹیفکیشن ابھرا، وہ حسب معمول ای میل کو بغیر دیکھے ڈیلیٹ کرنے ہی والی تھی کہ حوریہ کا نام پڑھ کر اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ بیک وقت خوشی اور غم کی کیفیت اسکے دل میں پیدا ہوئی۔

جانے اتنے سالوں حوریہ نے کیوں رابطہ کیا ہے؟ سالوں پہلے ہمارے بیچ جو ہوا اسکے بعد میں کسی معافی تو کیا کسی رابطے کے بھی قابل نہیں تھی۔۔ کچھ جرم نا قابل معافی ہوتے ہیں۔۔

اس نے باقی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ای میل کھولی۔۔

ای میل کا سبجیکٹ اور میسج بالکل خالی تھا بس ایک آڈیو فائل آٹیچ تھی۔۔

سب سے حیران کن بات ای میل بھیجنے کی تاریخ تھی۔۔۔

اسنے دوبارہ کنفرم کیا کہیں اسکی نظریں دھوکہ تو نہیں کھا رہیں۔ وہ اگر زندگی میں کچھ بھول نہیں سکتی تھی تو وہ یہ تاریخ تھی۔۔۔ اس تاریخ کو اسکی زندگی ہمیشہ کے لیے بدل گئی۔ یہ وہی دن تھا جس دن اسکا ہارٹ ٹرانسپلانٹ ہوا تھا

مگر چھ سال پہلے بھیجی گئی ای میل ابھی کیوں موصول ہو رہی ہے؟ اسکا تجسس مزید بڑھ گیا۔۔

اسنے فوراً ہیڈ فون لگا کر دھڑکتے دل کے ساتھ آڈیو فائل چلائی۔۔

حوریہ کی وہی وہی جانی پہچانی آواز ماضی کے دھندلکوں سے حال میں داخل ہو رہی تھی۔۔

میری جان! مبارک ہو آج ہمارا عشق ممنوع کامیاب ہو گیا۔۔

اب ہمیں دنیا کی کوئی طاقت ایک ہونے سے نہیں روک سکتی۔۔ تم میری خوشی کا تصور نہیں کر سکتیں، جیسے آج میری بے مقصد زندگی کو معنی مل گیا ہو، اب مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔

جانتی ہو عشق میں ایک جمع ایک، دو کیوں نہیں ہوتے۔۔

یہ گہرا راز آج مجھ پر آشکار ہو گیا ہے۔۔ آشکار کیا ہوا بس بیت گیا، اس بری امام والے مجذوب کی پیشن گوئی یاد ہے۔

کہ ہمارا عشق ممنوع کامیاب ہو گا، ہمارے لیے ایک جمع ایک، ایک ہو جائیں گے۔ اسوقت ہمیں اس گہری بات کی سمجھ نہیں آئی مگر آج وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ مجذوب واقعی اللہ والا ہے۔ وقت ملے تو اسکے پاس ضرور جانا اور میرا سلام دینا۔

جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اسکے لیے میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ شاید مقدر میں یہی لکھا تھا کہ ہمارا ملن کسی اور طرح ہو۔ ہمارا ملنا ایک معجزہ بھی ہے اور ایک گہرا راز بھی۔ آج یہ راز تم پر آشکار ہو جائے گا۔ مگر خدارا میری بات سن کر کوئی الٹی سیدھی حرکت مت کرنا اور نا ہی خود کو مجرم سمجھنا۔۔

اسی لیے میں نے یہ راز سالوں تم سے چھپایا، مجھے ڈر تھا کہ اگر یہ راز تم پر جلدی آشکار ہو گیا تو جانے تمھارا ردعمل کیا ہو۔ تمھاری خوشی مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

بس یہ یاد رکھنا۔۔

میں نے دل و جان سے صرف تمھیں چاہا ہے۔ تمھاری محبت ہی میری زندگی ہے۔ میرا دل ہمیشہ سے تمھارا تھا، تمھارا ہے اور تمھارا رہے گا۔۔

اب سنو۔۔

جب تم مجھے چھوڑ کر گئیں تو میری دس ملیں ڈالر کی لاٹری نکل آئی، وہی لاٹری جس کے بارے میں تم نے کہا تھا کہ اس کا نکلنا ناممکن ہے۔ مگر یہ ناممکن کام ممکن ہو گیا۔ مگر میری ساری خوشی پر تمھارے چلے جانے کی خبر نے پانی ڈال دیا۔ میں شدید مایوسی کی حالت میں فلیٹ میں بیٹھی ہی تھی کہ ہسپتال سے تمھارے حادثے کی خبر موصول ہوئی۔ میں ہسپتال پہنچی تو معلوم ہوا تمھارے صورتحال بہت کریٹیکل ہے۔ تمھارا دل شدید زخمی ہو چکا ہے اور ہارٹ ٹرانسپلانٹ ہی آخری آپشن ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہوا کہ ہمیں لاکھ ڈھونڈنے کے بعد بھی دل نہ مل سکا۔ وقت تیزی سے ہمارے ہاتھ سے پھسل رہا ہے۔

تمھاری زندگی بچانے کا مجھے صرف ایک راستہ نظر آرہا ہے کہ میں اپنا دل تمھیں ڈونیٹ کر دوں۔

ہاں میری جان! اگر تم اسوقت میری بات سب رہی ہو تو اسکا مطلب ہے تمھارے سینے میں دھڑکتا دل میرا ہے۔

یہ بات سن کر مجادلہ کے دل کی دھڑکن ہی رک گئی۔۔ اسنے دوبارہ ریوائنڈ کر کے سنا

تمھارے سینے میں دھڑکتا دل میرا ہے۔

میں جانتی ہوں تمھیں یہ سن کر شاک ہوا ہو گا۔ مگر میری جان مجھے ہمارے ایک ہونے کا اسکے علاوہ کوئی راستہ نظر نہیں آرہا۔

صرف ایک یہی راستہ ہے جس کے ذریعے ہمارا عشق ممنوع کامیاب ہو سکتا ہے۔ ہمارے عشق کی لاحاصلیت، حاصل پن میں بدل جائے گی۔

عشق میں زات کی نفی کا یہی مطلب ہے۔۔

قطرے کو سمندر میں شامل ہونے کے لیے اپنی زات کی نفی کرنے پڑتی ہے۔

بندہ جب اللہ کے عشق میں اپنی زات کی نفی کرتا ہے تبھی سچا صوفی بنتا ہے۔

عشق میں زات کی فنا ہی زات کی بقا ہوتی ہے۔

اسی لیے عشق میں ایک جمع ایک، ایک ہوتے ہیں۔۔

وہ جو کہتے ہیں مر کر بھی تم کو چاہوں گا، اسکا مطلب یہی ہے۔۔

میں نے ٹوٹ کر تمھیں چاہا ہے، تم پر اپنی جان قربان کر دینا ہی میری سب سے بڑی سعادت اور کامیابی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر میرے عشق کی کامیابی کیا ہو گی کہ میں ساری عمر تمھارے دل میں دھڑکتی رہوں گی۔ اور مرنے کے بعد بھی تمھارے ساتھ رہوں گی۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے میری محبت سے جدا نہیں کر پائے گی۔

مجادلہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے۔۔

ایک آخری بات، میں نے یہ قربانی اس لیے نہیں دی کہ تم خود کو بے وفا اور مجرم سمجھنا شروع کر دو۔ تمھاری خوشی میں میری خوشی ہے اور تمھارے غم میں میرا غم۔ تم نے جو کیا وہ ٹھیک تھا، نصیب میں شاید یہی تھا کہ ہم کسی اور طرح ملیں۔ اگرچہ میری ساری زندگی غموں سے بھری ہوئی تھی مگر مرتے وقت میں بہت خوش ہوں۔ مجھے میری زندگی کا مقصد مل گیا ہے۔

میں جا رہی ہوں۔۔۔ مگر ہمیشہ کے لیے تمھارے پاس ہونے کے لیے۔۔

دعا یہی ہے ہمیشہ خوش رہو، آباد رہو اور سدا سہاگن رہو۔۔

صرف تمھاری حوریہ۔۔

وائس میسج ختم ہونے کے بعد وہ گم سم بیٹھ رہی، اسے یہ بھی احساس نہ ہوا کہ اسکی آنکھوں سے آنسو نکل نکل کر اسکا پورا چہرہ بھگو گئے۔۔ اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ عشق میں کوئی ایسا بھی کر سکتا ہے کیا۔۔ وہ بار بار دل پر ہاتھ لگا کر محسوس کرنے کی کوشش کرتی کہ کیا واقعی حوریہ کا دل اسکے سینے میں ہے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا ری ایکشن دے۔ حوریہ کی اس قربانی پر اداس ہو یا اپنے اور حوریہ کے اس ملن پر خوش ہو، اپنی بے وفائی پر شرمندگی ہو یا عشق کی طاقت پر حیران ہو۔

شام کو سمیر کے آنے تک وہ کئی جذباتی کیفیات سے دوچار ہوئی۔ مگر پھر دھیرے دھیرے اس کی کنفیوژن ختم ہو گئی، شاید مقدر میں یہی لکھا تھا۔ اب کوئی بھی غم یا شرمندگی ماضی کو بدل نہیں سکتی۔ شاید مقدر میں یہی لکھا تھا۔ حوریہ کی بھی مجھے خوش دیکھنا چاہتی تھی، مگر ایک بات کا فیصلہ اسنے کر لیا۔۔

رات کے وقت گھر میں داخل ہوتے اسے کچھ بدلا بدلا لگا، اسنے بچوں کے کمرے میں دیکھا تو وہ سو چکے تھے۔ آج وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی لیٹ ہو گیا ورنہ اسکی کوشش ہوتی شام کا وقت فیملی کے ساتھ ہی گزارے۔ اسے مجادلہ بھی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی، ورنہ وہ عموما اسکے انتظار میں بیٹھی ہوتی۔۔

یہ بیگم صبح والی بات پر کچھ زیادہ ناراض تو نہیں ہو گی جو آج کوئی لفٹ ہی نہیں۔یعنی آج کھانا بھی خود ہی گرم کرنا پڑے گا۔ٹھیک ہے جی۔۔عشق میں جہاں اتنے غم اٹھائے وہاں کھانا گرم کرنے کا غم بھی سہی۔۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اسے لگا جیسے وقت چھلانگ لگا کر سالوں پہلے چلا گیا ہو۔۔

کمرہ حجلہ عروسی کی طرح سجا ہوا تھا اور مجادلہ گھونگھٹ اوڑھے کسی نئی نویلی دلہن کی طرح بیٹھی تھی۔کچھ دیر کے لیے اسے سمجھ ہی نہ آئی کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔۔اس پر وہی کیفیت طاری ہو گئی جو پہلی بار حجلہ عروسی میں داخل ہوتے ہوئی تھی۔

گھونگٹ اٹھتے وہ بالکل ایسے شرمار ہی تھی جیسے نئی نویلی دلہن ہو۔۔سمیر کا دل بھی جذبات سے بھر آیا،اسنے مجادلہ کا ہاتھ چوما اور اپنی آںکھوں سے لگا لیا۔۔ایک لمحے میں پچھلے چھ سال اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے۔اتنی خوشیوں کا اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا جتنی مجادلہ نے اسے دی تھیں۔۔اس کی زات کی تکمیل ہوئی ہی مجادلہ کی وجہ سے تھی۔خوشی سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔۔

اسے یوں آنسو بہاتے دیکھ کر وہ ساری شرم بھول کر پریشان ہو گئی۔۔

میری جان کیا ہوا ہے۔۔

سمیر نے مسکراتے ہوئے اپنے آنسو پونچھے۔۔کچھ نہیں بس خوشی برداشت نہیں ہوئی۔۔

آئی لو یو میری جان۔۔تم میرا سب کچھ ہو۔۔

آئی لو یو ٹو۔۔

ویسے بیگم خیر تو ہے۔۔میں نے صبح مزید بچوں کی بات کیا کی تم تو ایکسائٹمنٹ میں دلہن ہی بن گئیں۔۔وہ اپنی ٹون میں واپس آنے لگا۔۔

مجادلہ کے چہرے پر کئی رنگ آگئے۔۔اسنے نظریں جھکالیں۔۔

بس آپ کی صبح والی بات سے میں ڈر گئی کہ کہیں آپ مجھے چھوڑ کر باہر لڑکیوں کو نا دیکھنا شروع کر دیں۔۔

اور تم نے سوچا کہ تم دلہن بن کر اپنے پیار کی تجدید نو کرو۔۔ارے میری جان تم کیوں پریشان ہوتی ہو،میں نے پہلے کبھی کسی کو دیکھا ہے جو اب دیکھوں گا۔۔

تحفظ کا احساس مجادلہ کے وجود میں اتر گیا۔۔

آپ کی صبح والی بات پر بہت سوچنے کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اس گھر کو مزید ایک بیٹی کی ضرورت ہے۔

سمیر نے حیرانگی سے اسے دیکھا

خود ہی اب کرنے لگے دیدار سے آگے کی بات

جو کبھی کہتے تھے بس دیدار ہونا چاہیے

یااللہ یہ سورج آج کہاں سے چڑھا ہے۔۔۔میری بیوی ایسی تو نہیں تھی،کہیں میرے پیار نے اسے پاگل تو نہیں کر دیا۔۔مجھے فوراڈاکٹر کو بلانا چاہیے اس سے پہلے کہ حالات مزید خراب ہوں۔اسنے شرارتی انداز سے موبایل نکالا ہی تھا کہ مجادلہ نے مصنوعی غصے سے بیڈ کے نیچے سے اپنی جوتی اٹھائی۔۔

میں نے اس جوتی سے مار مار کر گنجا کر دینا ہے جو مجھے پاگل کہا۔۔۔

سمیر نے ہنستے ہوئے اسے بانہوں میں بھر لیا۔۔میری جان پاگل تو میں ہوں تمھارے پیار میں۔۔۔

سمیر کی آنکھوں میں محبت کا سمندر دیکھ کر خود سپردگی کا احساس کے وجود پر چھا گیا۔جی چاہا خود کو اس سمندر میں ڈوب جانے دے۔

اسنے اپنی تیز دھڑکنوں میں حوریہ کو محسوس کیا۔اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنی بیٹی کا نام حوریہ رکھے گی۔۔